ورفعنا لك ذكرك

سیرتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

محمد قیوم اعوان

Marfat.com

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

سیرت اقدس

محمد قیوم اعوان

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور ۔ کراچی ○ پاکستان

Marfat.com

297.9721
5375 P
140885

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	سیرت اقدس ﷺ
مصنف	محمد قیوم اعوان
اشاعت	نومبر 2001ء
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
قیمت	[redacted]

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

فیکس:۔ 042-7238010

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:۔ 021-2210212-2212011-2630411

e-mail:- zquran@brain.net.pk

Visit us at:- www.ziaulquran.com

Green Dome International Ltd.

148-164 Gregory Boulevard, Nottingham. NG7 5JE U.K.

Tel:- 0115-911 7222 Fax:- 0115 911 7220

Marfat.com

انتساب

مقدس ومطہرہ

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کے نام

جو رسول اللہ ﷺ کی محبت کا مرکز تھیں۔

اے بنت رسولؐ! سلام ہو آپؓ پر اور آپؓ کی اولاد پر کہ شکیب ربا اور حوصلہ شکن آزمائشوں کے باوجود خاندان نبوت کے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہ آئی۔

Marfat.com

اے دوست، ادب کہ حریم دل ما است

شہنشاہ انبیاء محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم

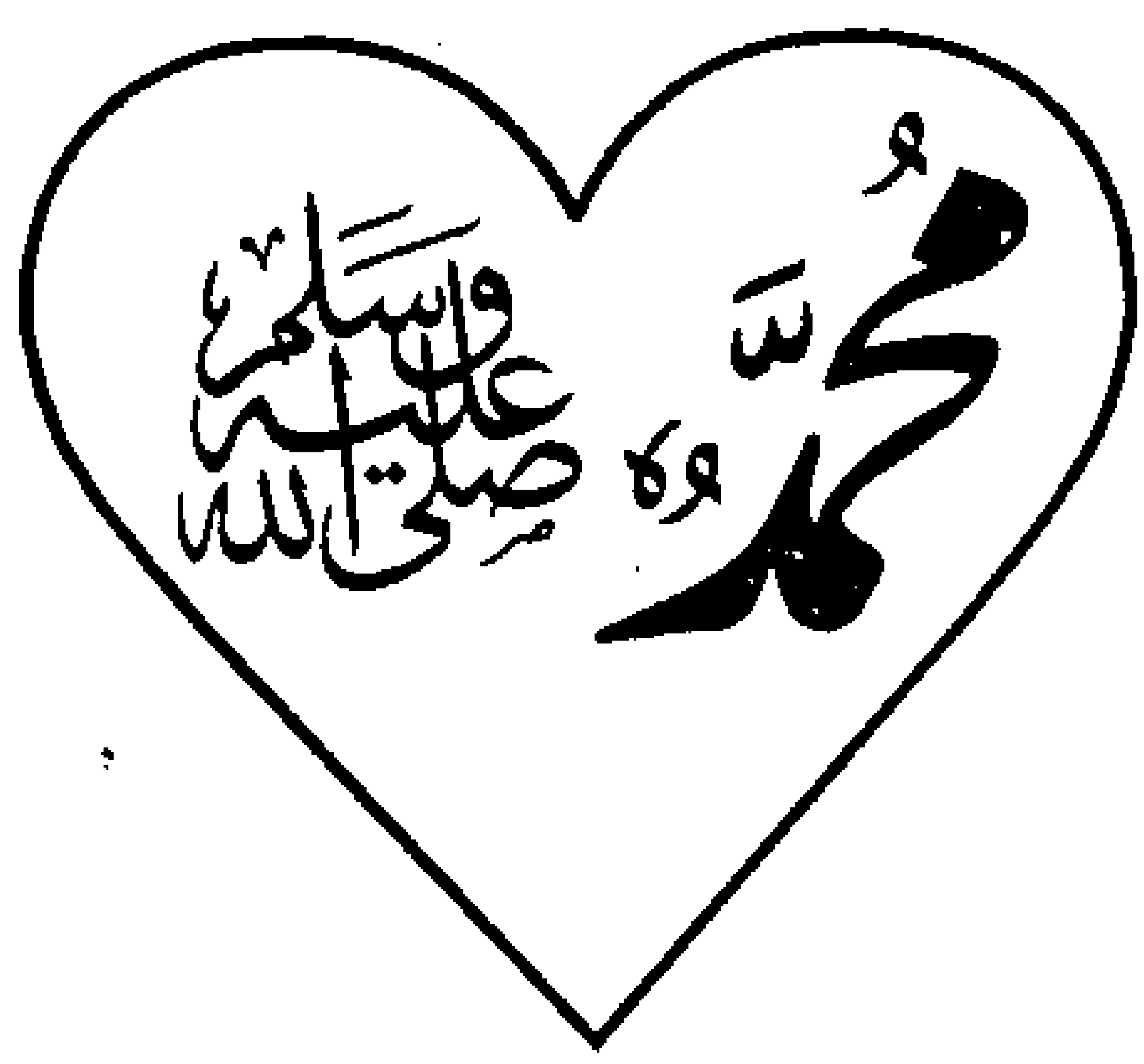

Marfat.com

فہرست

o آداب ! 9

o پیش لفظ ! 14

o طلوع اسلام سے پہلے 17

ہندوستان --

یونان 18

سلطنت روم 19

ایران 20

جزیرہ نمائے عرب 22

o ظہور قدسی 27

ولادت باسعادت --

رضاعت و پرورش۔ برکت ہی برکت 28

سفر مدینہ۔ ایک امتحان 30

بحیرا سے ملاقات۔ جو چاہو پوچھو 33

حرب فجار اور حلف الفضول 35

تجارت بابرکت 36

پیغام مناکحت 37

عقد نکاح 38

حضرت ابوطالب نے فرمایا 39

تعمیر کعبہ مشرفہ، دانش محمد کا کمال 40

o اظہار بعثت 44

پڑھیے اپنے رب کے نام سے --

کارواں بنتا گیا 46

سیدنا عمر فاروق کیسے ایمان لائے 48

دعوت حق 51

o قریش کی نادانیاں 55

ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند 56

ہم تمہیں بادشاہ تسلیم کرتے ہیں 58

ظلم و ستم اور ایذا رسانی 60

حضرت بلال، تپتی ریت اور احد احد 63

خباب بن ارت اور دہکتے انگارے —

حضرت عمار بن یاسر --

حضرت صہیب رومی 64

Marfat.com

حضرت ابوفکیہ	65
صنف نازک پر تشدد	--
○ ہجرت حبشہ	67
اے بادشاہ ہم جاہل تھے	68
آپؓ نے فرمایا	--
○ شعب ابی طالب	72
○ عام الحزن	76
○ طائف کا تکلیف دہ سفر	79
○ معراج المصطفیٰ ﷺ	84
○ بیعت عقبہ	87
○ ہجرت مدینہ منورہ	92
تاریخ کا رخ بدل جاتا ہے	95
بدر کی گھاٹیوں سے چاند طلوع ہوتا ہے	96
چند خاص واقعات	98
○ دولت مدینہ منورہ	99
مواخات	--
خطرات	100
○ جنگ بدر	101
بعد از جنگ واقعات	107
○ جنگ احد	108
پیش قدمی	109
معرکہ کارزار	110
پانسہ پلٹ جاتا ہے	111
شکست فتح میں بدل جاتی ہے	113
○ جنگ کے بعد	115
بنی نضیر کا انخلاء۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی	118
○ جنگ خندق	119
قوت بازوئے رسالت	120
کفار کی یلغار رک گئی	121
نصرت ایزدی	124
بنو قریظہ کا انجام	126
○ صلح حدیبیہ	128
پس اللہ ہو گیا راضی	131
○ فتح مکہ	136
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں	139
کعبہ کی عظمت کا دن	140
جاء الحق وزہق الباطل	140
آج تم پر کوئی الزام نہیں	142

Marfat.com

میری زندگی اور موت	—
غلاف کعبہ کے نیچے	—
تسخیر قلوب	143
غزوہ حنین	144
خدا کی قسم میں انصار کا راستہ اختیار کروں گا	145
o غزوہ تبوک	147
اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت	---
متخلفین۔ مدینہ منورہ ہمارے لئے شہر خموشاں بن گیا	149
o حجۃ الوداع	151
o فلاح انسانیت کا دائمی منشور	153
o اے اللہ! اے اعلیٰ شان والے رفیق!	157
o جمال مصطفےٰ ﷺ	161
ام معبد کی نظر میں	—
ہند بن ابی ہالہ کی نظر میں	162
نور نبوت	—
خوشبوئے نبوت	163
مہر نبوت	164
لباس مبارک	
انگوٹھی مبارک	—
پسندیدہ غذا	—
پسندیدہ مشروبات	165
خوشبو سے محبت	—
سواری شریف	—
خطابت نبوی	166
شانِ استراحت و بیداری	--
ناخن ترشوانے کا طریقہ مبارک	167
سفر کے معمولات مبارک	—
چھینک کے آداب مبارک	168
چلنے کا انداز مبارک	—
گفتگو مبارک	—
مزاح مبارک	—
مجلس کے آداب مبارک	169
موسم کا نیا میوہ	170
معاشرتی عادات مبارکہ	—
o حرف آخر!	174
o درود تاج	179
o ماخذات	181

Marfat.com

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ○

آداب!

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حیات طیبہ پر اب تک بے شمار کتابیں تحریر ہو چکی ہیں۔ بلکہ سیرت نگاری نے' بلاشبہ' ایک علیحدہ صنف ادب کی شکل اختیار کر لی ہے۔ یہ سلسلہ گذشتہ' چودہ صدیوں سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گا۔ پروفیسر مارگیولیس نے سچ کہا ہے ''محمد ﷺ کے سوانح نگاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے جس کا ختم ہونا ناممکن ہے لیکن اس میں جگہ پانا قابل عزت ہے''۔ یہ عزت' یہ وقار سوانح نگار کے حصے میں کیوں نہ آئے کہ وہ جس ہستی ﷺ کی حیات طیبہ پر قلم آرائی کر رہا ہے۔ وہ کوئی فانی انسان نہیں وہ ہستی شفیع الوریٰ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ صدر العلیٰ وحید الزمان سید کون و مکاں کی ہستی ہے وہ ہستی ماورائے گماں' شاہد کبریا باعث ارض و سماں کی ہستی ہے۔ ایسی رفیع الشان ہستی کی داستان حیات رقم کرنے والے کے حصے میں عزت و وقار کا آنا سمجھ میں آنے والی بات ہے۔

رسول راحت و رحمت ﷺ وہ انسان کامل ہیں جو کاملیت و جامعیت اور عملیت کے اعتبار سے ایک عالمگیر اور دائمی نمونہ عمل ہیں جو عزم و ہمت' جرات و استقلال' شجاعت و بہادری' صبر و قناعت' شکر و توکل' اور مسکنت و انکساری میں بے نظیر و بے مثال ہیں وہ جو عبد اعظم ہیں جنہوں نے اس معمورہ عالم میں خدائے وحدہ لاشریک کی ذات اقدس کا سچا اور سچا تصور پیش کیا اور جنہوں نے اللہ کی الٰہیت رب کی ربوبیت اور معبود کی معبودیت کا کھلا اقرار کیا اللہ کی عبادت اور بندگی کا ایسا حق ادا کیا کہ خود

Marfat.com

معبود اپنے عبد سے کہتا ہے۔

اے محبوب ﷺ! شب کی عبادت میں آپ ﷺ اتنی شدت

اختیار نہ کریں بلکہ آرام بھی کیا کریں۔ القرآن

حضور اعلیٰ و اولیٰ ﷺ وہ عظیم ہستی ہیں کہ جن کے خُلق کو خود خالق خلق عظیم قرار دیتا ہے۔ یہ وہ ہستی ہے جو حیات انسانی کے ہر شعبے میں اول بھی ہے اور آخر بھی یہ وہ ہستی ﷺ ہے جس کے نور و جمال سے یہ عالم معمورہ حسن و نور ہے یہ وہ ہستی ہے جو بحر عصیاں میں غوطہ زن ہم ایسوں کے لئے نوید مسرت اور راحت جاں ہے۔ یہ وہ ہستی ہے جو اول تا آخر حق ہے یہ وہ گوہر ضوفشاں ہے جس میں قوس قزح کے تمام رنگ موجود ہیں جو اپنی واحد ذات میں اعلیٰ ترین انسانی صفات کے تمام پہلوؤں سے متصف ہے بلا شبہ اللہ قادر مطلق' خالق کل نے اس محبوب ہستی ﷺ کے ذکر کو بلندی عطا فرمادی ہے۔جس کے ذکر کو اللہ نے بلند کردیا ہے۔اس ہستی کا ذکر باعث برکت' باعث عزت' باعثِ وقار اور باعثِ شان نہ ہوگا۔تو پھر اور کس کے ذکر میں یہ انعامات پوشیدہ ہونگے!

اللہ کے رسول ﷺ کی داستان حیات قلمبند کرنا' آپ ﷺ کی مدح و منقبت اور تعریف و توصیف کرنا' بلا شک و شبہ باعث برکت و ثواب اور فلاح و نجات ہے۔ اس لئے کہ خدا خود اپنے محبوب رسول ﷺ کی شان بیان کرتا ہے۔خدا خود اپنے محبوب ﷺ کا ثناخواں ہے پس جو کوئی اللہ کے محبوب ﷺ اور اللہ کے ممدوح سے محبت کرے گا۔اور اس محبت کو صفحہ قرطاس پر بکھیر کر لوگوں تک پہنچائے وہ یقیناً ایسا کام کررہا ہے جسے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی حمایت اور نصرت حاصل ہے ذرا غور فرمائیے جس کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی حمایت و نصرت دستیاب ہوا سے اس زندگی میں اور آنے والی زندگی میں کامیابی و کامرانی نصیب ہوئی یا نہیں!

اللہ کے محبوب رسول ﷺ کی دنیاوی زندگی حسن عمل جہد مسلسل اور ہر حال میں اپنے معبود کا شکر گزار عبد ہونے کا نمونہ ہے۔آپ ﷺ نے جب اس معمورہ عالم کو اللہ وحدہٗ لاشریک کی یکتائی کا درس دیا تو پورے کرہ ارض پر صرف پانچ نفوس ذکیہ ایسے تھے جو اللہ کو لاشریک مانتے تھے۔ یہود و نصاریٰ کے عقائد شرک و الحاد سے آلودہ ہو چکے تھے عرب دین ابراہیمی ترک کر کے پتھر کے خداؤں

Marfat.com

کے سامنے سربسجود تھے۔ خدائے وحدہٗ لاشریک کا کوئی نام لیوا نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے لا الٰہ الا اللہ کی سادہ اور عام فہم تعلیم دی' فرمایا کہو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور فلاح پا جاؤ۔ دانائے عرب کی عقل وفہم نہ جانے کہاں چلی گئی اس ایک حکم پر وہ اپنے صادق وامین کے خلاف صف آرا ہو گئے۔ مگر آپ ﷺ نے اپنے راستے میں آنے والی ہر مشکل اور تکلیف کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور بالآخر جزیرہ نمائے عرب میں کوئی نفس ایسا باقی نہیں رہا جس نے گواہی نہ دی ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

آپ ﷺ نے ایک ایسی شریعت مطہرہ نافذ فرمائی جس کا بتایا ہوا راستہ صراط مستقیم ہے اور صراط مستقیم وہ نزدیک ترین راستہ ہوتا ہے جو طالب کو اپنی منزل مقصود تک مختصر ترین وقت میں لے جاتا ہے۔ آپ ﷺ کیوں خاتم النبیین ہیں؟ ذرا غور فرمایئے۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کا بتایا ہوا راستہ صراط مستقیم ہے اور صراط مستقیم یا خط مستقیم ہمیشہ دو نکات کے درمیان کم ترین فاصلہ ہوتا ہے۔ فلاحِ دارین کا جو راستہ آپ ﷺ نے بتایا ہے وہ سیدھا اور مختصر ترین ہے دین کے اس راستے میں کوئی موڑ ہے نہ رکاوٹ! اب صراط مستقیم کو مزید سیدھا کرنے کی گنجائش ہے نہ یہ کم کیا جا سکتا ہے جب کم نہیں کیا جا سکتا' اس کی اصلاح کی گنجائش نہیں ہے تو ذرا بتایئے تو سہی کہ کیا کسی نئے رہبر ورہنما' ہادی ورسول کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ نہیں بالکل نہیں۔ جب ضرورت نہیں ہے تو جو ہے وہ اعظم وآخر ہی ہونا چاہئے! اب قیامت تک شریعت اور نبوت محمدی ﷺ جاری وساری رہے گی لہٰذا قیامت تک آپ کی حیات مقدسہ پر تحقیق وتحریر کا کام جاری رہے گا۔ ان شاء اللہ!

رسول اللہ ﷺ سے اللہ محبت کرتا ہے اور آپ کا فرمان ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ آپ ﷺ کو اپنی جان اپنی اولاد اور اپنے ماں باپ سے بڑھ کر نہ چاہے! لہٰذا آپ ﷺ سے محبت کے بغیر یہ زندگی بیکار ہے' یہ وہ نکتہ ہے جو صحابہ کرامؓ نے پالیا تھا یہی وجہ ہے کہ مصیبت کے ہر موقع پر ان نفوس قدسیہ نے اپنی جان رسول اللہ ﷺ کی عزت وناموس پر قربان کر دی' جمال مصطفےٰ ﷺ کے ان پروانوں نے گوارا نہ کیا کہ ان کی جان کے بدلے میں ان کے محبوب رسول ﷺ کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھنے پائے! حیات مقدسہ کی داستان ایسے ایسے روح پرور اور ایمان

Marfat.com

افروز واقعات سے بھری ہوئی ہے کہ انہیں پڑھ اور سن کر آنکھ ہی نہیں انسان کا دل بھی رونے لگ جاتا ہے انسان کی روح تڑپنے لگتی ہے اور انسان اپنے ملجاء ماویٰ رسول راحت و رحمت ﷺ پر اپنی جان نچھاور کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

اللہ کے عالی شان رسول ﷺ کی مدحت و منقبت میں چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ پیش کرنے کی یہ سعادت اس عبد فرومایہ کو حاصل ہوئی ہے' میں اس کے لئے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا شکر گزار ہوں سیرۃ النبی ﷺ کا موضوع بہت عمیق، بے پایاں، پہلودار اور نہ سمیٹا جانے والا موضوع ہے تاہم حضور اعلیٰ و اولیٰ ﷺ کی حیات مقدسہ کے واقعات حسین و جمیل اور معطر پھول ہیں ہر سیرت نگار ان پھولوں سے اپنی پسند کے پھول چن کر اپنی خواہش اور خوشی سے گلدستہ بناتا ہے۔ پھر یہ گلدستہ عقیدت اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے چاہنے والوں کو پیش کرتا ہے۔ میں نے بھی یہ کاوش کی ہے اللہ اور رسول اللہ ﷺ قبول فرمائیں تو میں سمجھوں گا میں نے فلاح پالی ہے۔

میں اپنی اس کاوش کو رب العزت کے بعد کائنات کی عظیم ترین ہستی کے حضور پیش کرتا ہوں وہ ہستی جو اپنے رب کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والی ہے اور جس کی سب سے زیادہ تعریف کی گئی ہے جو احمد ﷺ بھی ہے اور محمود ﷺ بھی! جو حامد ﷺ بھی ہے اور وحید ﷺ بھی! جو طٰہٰ ﷺ بھی ہے اور یٰسین ﷺ بھی جو بشیر ﷺ بھی ہے اور نذیر ﷺ بھی جو نور ﷺ بھی ہے اور منیر ﷺ بھی جو مصطفیٰ ﷺ بھی ہے اور مجتبیٰ ﷺ بھی جو رحمت العٰلمین ﷺ بھی ہے اور محبوب ﷺ رب العالمین بھی!

میں اپنے آقا و مولا ﷺ پر درود و سلام بھیجتا ہوں وہ آقا و مولا ﷺ جس کی مقدس یاد نے مجھے ہمیشہ رنج میں راحت' بھوک میں تسکین' تنگ دستی میں مرفہ الحالی' اور خوف میں امن عطا کیا ہے جو زندگی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں روشنی کا مینار اور شدید مایوسی میں امید کی کرن ثابت ہوتی ہے۔

وہ یاد کہ جو زیست کے دکھوں کا واحد مداوا ہے جو زندگی کے تپتے صحرا میں سرسبز مرغزار ہے وہ یاد کہ جو ہر رنج ہر دکھ اور ہر تکلیف و مصیبت کی مرہم ہے وہ یاد کہ جس کے سہارے یہ زندگی لحہ بہ لحہ بیت رہی ہے وہ یاد کہ جس کے سامنے یہ کائنات اپنی تمام تر رعنائیوں اور آرزوؤں کے ساتھ ہیچ ہے میں سو جان سے نثار ہوں میرے آقا و مولا میرے ملجا و ماویٰ آپ ﷺ پر

Marfat.com

قارئین گرامی قدر حیات مقدسہ کے واقعات کو سادہ اور سہل زبان میں ترتیب زمانی سے آپ تک پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے امید ہے آپ کا ذوق سلیم محبت اور عقیدت سے کی گئی اس کاوش کو پسند کرے گا یہ کتاب ''سیرت اقدس'' آپ کے ہاتھوں تک پہنچانے کا اہتمام جناب شیخ عبدالرزق لاڈا اور حاجی محمد نعیم صاحب نے کیا ہے ہر دو احباب عین عالم شباب میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے راستہ پر چلنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ آمین

میں مشکور ہوں جناب محمد کامران خاں کامی کا جنہوں نے نہایت خلوص' محبت اور عرق ریزی سے ''سیرت اقدس'' کو کمپوز کیا' محمد سفیان چشتی' نیاز الحق ملک' محمد ریاض اعوان اور ان تمام احباب کا جن کی محبت کے بغیر اس کام کی تکمیل ممکن نہ تھی۔ اپنی بیگم اور بچوں کا بار احسان بھی مجھ پر ہے کہ ان کے حصے کا وقت مستعار لے کر میں نے اس کام کو سرانجام دیا ہے۔ اور میں بے حد شکر گزار ہوں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا کہ مجھ عبد فرومایہ کو اس نیک اور عظیم کام کیلئے منتخب فرمایا

بنام جمال مصطفیٰ ﷺ

اسسٹنٹ کمشنر ہاؤس

گلستان کالونی فیصل آباد — احقر العباد

۱۱ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ بروز بدھ — محمد قیوم اعوان

۴ جولائی ۲۰۰۱ء

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ!

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

ہر طرح کی حمد و ثنا اور ہر قسم کا شکر و سپاس اس بارگاہ بے ہمتا پر نثار جس کی لاتعداد نعمتوں میں ایک بڑی نعمت یہ ہے کہ اس نے دنیا اور آخرت کی فلاح و نجات کیلئے ہماری زبانوں کو اپنے حبیب پاک ﷺ کے ذکر سے زینت بخشی اور ان کی تصدیق اور محبت سے ہمارے سینوں کو وسعت اور رفعت عطا فرمائی۔

اور صلوٰۃ والسلام ہوں اس آفتاب آسمان رسالت پر جو غروب اور افول سے محفوظ ہے۔

افلت شموس الاولین وشمسنا

ابدا علی افق العلی لا تغرب

ترجمہ: پہلوں کے سورج تو غروب ہو گئے اور ہمارا سورج (آفتاب رسالت) بلندی کے افق پر ہمیشہ چمکتا رہے گا۔

اور صلوٰۃ والسلام ان نجوم فلک ہدایت پر جو بالواسطہ یا بلا واسطہ اس آفتاب نبوت سے مستفیذ ہوتے ہیں۔ جن کا نور بفضلہٖ تعالیٰ زوال و کسوف سے محفوظ ہے۔

نیز اس حقیقت کے تسلیم کرنے میں کسی فرد مسلمان کو ذرہ بھر بھی تامل نہیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہماری ہدایت کیلئے خصوصاً اور باقی لوگوں کیلئے عموماً اپنے حبیب خاص سیدنا و مولانا و شفیعنا محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا دراصل یہ وہ منت کبریٰ اور نعمت عظمیٰ ہے جس کے مقابلے میں جہان کی تمام نعمتیں اور فضیلتیں ہیچ ہیں۔ چنانچہ خود باری تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے کلام

Marfat.com

قدیم میں صراحتاً واشارۃً اس امر کا تذکرہ فرمایا ہے۔اور اس بات کا ثبوت بھی کہ آنحضور ﷺ کا وجود با وجود امت مرحومہ کیلئے باعث احسان وامتنان ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کیلئے اس مقدس ہستی کو رحمت مجسم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ جس کا ذکر خود خالق حقیقی کے کلام معجز نظام میں موجود ہے۔فرمایا وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ o کہ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔مظہر رحمت الٰہیہ نے اس رحمت کو عام طور پر تقسیم کرنے کیلئے بحکم مولائے حقیقی خود بدیں الفاظ تمام عالم کو اعلان عام سے سرفراز فرمایا۔قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا o یعنی آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کیلئے اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔اس اعتبار سے ضروری تھا کہ اس پیشوائے بسیط عالم کی شخصیت اور اسکے ذاتی حالات وواقعات دست برد زمانہ سے محفوظ رہتے اور جس طرح اسلام کو بہ مقابلہ دیگر مذاہب یہ خاص طور پر فخر حاصل ہے کہ اسکی تاریخی روایات نہایت ہی تحقیق کے ساتھ ضبط اور محفوظ ہیں۔اسی طرح پیشوائے اسلام ﷺ کے سوانح حیات اور اسوۂ حسنہ آج تک چودہ سو سال سے محفوظ چلا آ رہا ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ دین اسلام کی مذہبی روایات کی دلیل خود اسکے پیشوائے اعظم کے ذاتی حالات کا محفوظ ہونا ہے۔اسی بنا پر ہم دیکھتے ہیں کہ جس قدر کتب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات پر لکھی گئی ہیں وہ آج تک کسی نبی اللہ یا رہبران قوم کیلئے نہیں لکھی گئیں۔آپ کی سیرت مطہرہ اور حیات طیبہ سے متعلق امت نے ایک ایک لحہ تک کی کیفیت کو محفوظ کر دیا ہے۔چنانچہ ہر دور میں اہل علم نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس سلسلہ میں خامہ فرسائی کی ہے اور اس سے متعلق مختصر مفصل کتب ومضامین کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے جو اردو، فارسی، عربی، اور دیگر زبانوں میں ضبط تحریر میں لائی گئی ہیں۔

اسی جذبہ کیساتھ جناب ملک محمد قیوم اعوان نے گہری عقیدت ومحبت کے پھول صفحات قرطاس پر نچھاور کر دیئے ہیں۔''سیرت اقدس'' مختصر سیرت ہے بہترین بنی آدم سیدنا ومولانا ابوالقاسم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ﷺ کی جن کو حق تعالیٰ نے اپنی نبوت اور رسالت سے سرفراز فرمایا اور ان کی اتباع کو اپنی رضا اور خوشنودی کا مدار قرار دیا ہے۔

یہ مختصر سیرت ہے اس امام مفترض الطاعۃ کی جس کا دین ناسخ ادیان ہے اور جس کی سیرت

Marfat.com

کی معرفت مدار ایمان ہے۔ یہ مختصر سیرت ہے اس ہادی عالم اولوالعزم رسول کی جس نے خدا پرستی کی راہیں روشن کر دیں اور طاغوت پرستی کی راہوں کو مسدود کر دیا۔ یہ مختصر سیرت ہے اس شاہ عالم کی جو دلوں پر فرماں روا ہے اور جس کی چوکھٹ کے عرب وعجم سب غلام ہیں۔

غلام نرگس مست تو تاجدارانند

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولف کی اس کاوش کو شرف قبول بخش کر اپنی رضا مندی اور صاحب سیرت آنحضور ﷺ کی خوشنودی اور آخرت کی فلاح ونجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

فقط والسلام

محمد رمضان شوق عفی عنہ

خطیب جامع مسجد نور۔ نور پارک عبداللہ پور۔ فیصل آباد

بروز سوموار ۳ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ

۲۳ جولائی ۲۰۰۱ء

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ا

طلوع اسلام سے پہلے

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے ظہور اقدس سے قبل پوری دنیا کفر والحاد اور فتنہ و فساد کی لپیٹ میں تھی۔ نوع انسانی جادہ مستقیم کو چھوڑ کر ضلالت و گمراہی کے تاریک راستوں پر گامزن تھی۔ کوئی منزل تھی نہ نشان منزل مصر اور یونان جو کبھی نوع انسانی کے امام ہوا کرتے تھے' اپنے ماضی کی عظمت و سطوت کے سحر میں مبتلا سیاسی اقتدار سے محروم تھے مصر جس کے فراعنہ قوت و اقتدار کے نشے میں خود کو خدا سمجھ بیٹھے تھے آج روم کی باجگزار ریاست کے طور پر نقشہ عالم پر موجود تھا۔ کثیر آبادی کا خطہ چین باقی دنیا سے الگ تھلگ ایک متمدن سلطنت کے طور پر اپنے معاملات کا خود مالک تھا۔ مگر کنفیوشس کا فلسفہ اور بدھ کا مذہب اپنی اعلیٰ تعلیمات اور بہترین روایات کے باوجود اہل چین کو آزادی' حریت فکر' انصاف' مساوات امن و سکون اور ایمان کی دولت سے سرفراز کرنے میں ناکام ہو چکے تھے۔

☆ ہندوستان:

ادھر ہندوستان تھا' جس کی اپنی دنیا تھی اور اپنا جہاں تھا' یہاں نہ صرف یہ کہ ان گنت لوگ بستے تھے۔ بلکہ یہاں بے شمار خداؤں کا دور دورہ بھی تھا ہندوستان کا سیاسی اقتدار تو لاتعداد راجواڑوں میں بٹا ہوا تھا ہی یہاں کی معاشرتی زندگی بھی ذات پات کے سخت گیر اور ناقابل تغیر نظام میں منقسم تھی۔ ذات پات کے اس نظام کے تحت برہمن نے خود اپنے گرد ایسا حفاظتی حصار قائم کر رکھا ہے کہ رہتی دنیا تک اس کی سیادت اور قیادت کو چیلنج کرنے والا انسان ہندو دھرم میں پیدا نہیں ہو سکے گا۔

Marfat.com

اگر چہ ہندو دھرم کی ابتدا میں عقیدہ توحید موجود تھا مگر ہندوؤں کی فطری بزدلی اور کمزوری نے ہر اس شے کو اپنا خدا بنا دیا جس سے انہیں ذرہ بھر ضرر بھی پہنچ سکتا تھا۔ عقیدہ تناسخ کی وجہ سے ہندو معاشرے میں شر کو پابند سلاسل کر کے خیر کو پھلنے پھولنے کا موقع دیا گیا ہے مگر طبقاتی تقسیم اور برہمن کی مذہبی اجارہ داری نے یہاں نچلی ذات کے انسانوں کو چوپاؤں سے بھی بدتر زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا ہے ہندو عجیب ذہنیت کے مالک ہیں۔ چوہے جیسی حقیر مخلوق کو یہ اپنا خدا بنا لیتے ہیں مگر انسان کو انسان سمجھنے سے گریز کرتے ہیں۔

ہندو مذہب کی ابتدائی تعلیمات کے مطابق اگر چہ چوری کی سزا قطع یدین اور زنا کی سزا آگ میں جلا دینے کی تھی۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اخلاق باختگی اور عریانی اس مذہب کا لازمی جزو بن کر رہ گئی۔ مندر جو مذہبی رسومات کی ادائیگی کا پاکیزہ مقام ہوا کرتے تھے اب عریانی و بے حیائی کا مظہر بن کر رہ گئے تھے۔ اس مذہب کے پیروکاروں کو عریانی سے اس حد تک لگاؤ ہو گیا کہ بالآخر انہوں نے مرد اور عورت کے ستر کی پوجا شروع کر دی۔ اس اخلاق باختہ عبادت نے جنسی جرائم کو عام کر دیا اخلاق، تہذیب، حیا اور ضبط نفس کا جنازہ نکال دیا۔ الغرض چھٹی صدی عیسوی میں ہندوستانی معاشرہ اور مذہب ہرگز اس قابل نہیں تھے جن کی تقلید میں انسان کو فلاح دارین حاصل ہو سکتی اس مذہب اور معاشرے کو شیطان نے اپنی گود میں لے رکھا تھا شیطانیت بلا استثنیٰ ہر جگہ اور مقام پر نہ صرف موجود تھی بلکہ پوری تندہی سے محو رقص تھی۔

☆ یونان:

ہندوستان کے برعکس، یونان میں دیوتا اپنا کھیل کھیل کے لمبی تان کر سو چکے تھے۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے دیوتا تھک چکے ہوں۔ اہل یونان سے خوشحالی کی دیوی ترک تعلق کر چکی تھی۔ لوگ بے خانماں برباد سیاسی اقتدار سے محروم بے سمت اور بے منزل بھٹک رہے تھے۔ یہ وہ خطہ مردم خیز تھا جس نے ماضی میں نہ صرف بہادر فاتحین عالم کو جنم دیا تھا بلکہ علم و عرفان اور فلسفہ و دانش کے ایسے عظیم مردان باصفا بھی پیدا کئے تھے۔ جن کا فرمایا ہوا آج بھی مستند سمجھا جاتا ہے چھٹی صدی عیسوی میں یہ

Marfat.com

مردم خیز خطہ راکھ کا ایک ڈھیر تھا اور بس!

یونان اور روم کے سوا پورے یورپ میں کوئی قوم ایسی نہ تھی جس کا ذکر کیا جا سکے وہ تا حال نیم وحشی اور مکمل طور پر غیر متمدن اقوام تھیں دنیا کے اسٹیج پر اپنا کردار ادا کرنے کے لئے انہیں صدیاں درکار تھیں۔

☆ سلطنت روم:

سلطنت روم ان دنوں نہ صرف یورپ بلکہ پوری متمدن دنیا کی امامت کی دعوے دار تھی۔ اگرچہ سلطنت روم کے مقابل سلطنت ایران اپنی پوری قہر سامانیوں کے ساتھ موجود تھی۔ مگر مذہب توحید کی پیروکار سلطنت روما کا اقبال بلند ہو رہا تھا۔ روم میں جمہوریت قصہ پارینہ بن چکی تھی۔ آمرانہ نظام اپنی تمام تر سختیوں سے نافذ تھا۔ اس نظام کے بطن سے ایک جدید مضبوط اور سریع الحرکت عسکری قوت ابھری جس نے چار دانگ عالم اپنی عظمت و سطوت کا سکہ بٹھا رکھا تھا۔ سلطنت کے خزانے بہترین تجارتی حالات کے باوصف بھرے ہوئے تھے۔ تاہم بندہ مزدور کے اوقات بہت تلخ تھے۔

جب سے شاہ قسطنطین نے عیسائیت قبول کی تھی، عامتہ الناس نے بھی اپنا مذہب تبدیل کر لیا تھا۔ وہ مشرکانہ ماحول جس میں توحید کا نام لیوا کوئی نہیں تھا۔ یکسر بدل چکا تھا۔ عیسائیت اپنی تثلیث کے باوجود ایک خدا کے عقیدے کی قائل تھی۔ جیسے جیسے اہل روم عیسائیت قبول کرتے گئے۔ یہودیوں نے ان پر لرزہ خیز مظالم توڑنے کی انتہا کر دی۔ ان مظالم کی انتہا نے بالآخر عوام کو یہودیوں کے خلاف بھڑکا دیا ردعمل کے طور پر کثیر تعداد لوگوں نے مذہب عیسائیت اختیار کر لیا۔ عیسائیت کی روز افزوں ترقی میں جہاں ان مظالم کے ردعمل کا ہاتھ تھا وہاں ان لوگوں کے عقائد میں مشرکانہ عقائد کے امتزاج کا بھی دخل تھا۔ ان کی آزاد خیالی نے بھی بہت سے لوگوں کو اپنی طرف راغب کر لیا تھا۔

تاہم معاشرتی طور پر یہ ایک استحصالی معاشرہ تھا امراء و جاگیردار اور پادری بالادست طبقہ تھے جبکہ کاشتکار اور ہنرمند اور سہولیات بہم پہنچانے والوں کا کوئی مقام تھا نہ قدر و منزلت، اپنی محنت کے

Marfat.com

صلے سے انہیں محروم رکھا جاتا تھا ان کی محنت کا پھل بالا دست طبقہ شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر رہا تھا۔ جبکہ اخلاقی جنسی اور کاروباری لحاظ سے سلطنت روم کے شہریوں کی حالت قطعی طور پر قابل رشک نہ تھی۔ قانونی طور پر ایک شادی کی پابندی نے یہ گل کھلائے تھے کہ بدکاری عام ہو چکی تھی۔ الغرض سلطنت روم اپنے سیاسی اقتدار جنگی وعسکری طاقت اور مذہبی اقدار کے باوجود ہدایت یافتہ نہیں تھی۔ انسان انسان کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ جبر واستحصال عدم مساوات پروری اور ناانصافی کا دور دورہ تھا علم کی روشنی عنقا اور جہالت کا اندھیرا ہر سو چھایا ہوا تھا۔

☆ ایران

چھٹی صدی عیسوی میں ایران روم کے مقابلے میں زیادہ بڑی عسکری طاقت سمجھی جاتی تھی۔ ایران میں صدیوں سے بادشاہی نظام قائم تھا اس نظام کو استحکام حاصل تھا اور ایرانی معاشرہ نسبتاً زیادہ ہم آہنگ اور مربوط تھا۔ سرزمین ایران میں آریہ قوم بکثرت آباد تھی۔ یہ قوم مظاہر پرست تھی تاہم زرتشت نے جس مذہب کا اجراء کیا اسکی بنیاد عقیدہ توحید پر رکھی تھی۔ زرتشت نے نہایت مستقل مزاجی سے اپنے مذہب و دین کی تبلیغ کا کام جاری کیا۔ اگرچہ ابتدائی دس طویل برسوں میں اسے صرف ایک عقیدت مند میسر آسکا تھا تاہم جب صوبہ خراسان کے بادشاہ نے مذہب زرتشت قبول کیا تو اس مذہب کو عروج حاصل ہو سکا زرتشت خود تو قتل ہو گیا مگر اس کی کتاب ژند اور اس کی تعلیمات کسی نہ کسی شکل میں آج تک موجود ہیں۔ مذہب زرتشت' زرتشت کے بعد عقیدہ توحید پر قائم نہ رہ سکا جب اسے ساسانی شہنشاہیت کی سرپرستی حاصل ہو گئی تو اس مذہب میں بیک وقت دو قادر مطلق خداؤں کا عقیدہ در آیا ایک خیر کا خدا اور دوسرا شر کا خدا۔

ایران چونکہ شہنشاہیت کے زیر نگیں تھا لہٰذا شہنشاہیت کی ضرورت اور تقاضوں کے مطابق یہ ایک عظیم عسکری قوت کے طور پر ہمیشہ نقشہ عالم پر موجود رہا تھا۔ روم اور ایران اپنے وقت کی دو سپر پاورز تھیں لہٰذا ایک دوسرے کے ساتھ برسرپیکار رہنا ان کی بقا کے لئے ضروری تھا دونوں میں کبھی ایک فاتح اور دوسری قوم مفتوح ہو جاتی' پھر مفتوح قوم جدوجہد کر کے اپنی فاتح قوم پر غالب آ جاتی۔

Marfat.com

اسلام سے قبل ایرانیوں کا پلہ بھاری تھا خسرو پرویز نے طاقت اور قوت کے نشے میں بیت المقدس کا تقدس پامال کر کے صلیب مقدس کو چھین لیا۔ یروشلم کے تمام کینسے جلا کر راکھ کر دیئے۔ وہ جدھر جاتا تھا۔ قہر بن کا نازل ہوتا تھا۔ چونکہ ایران میں یہ عقیدہ راسخ ہو چکا تھا۔ کہ بادشاہ خدا کا اوتار اور فرستادہ ہوتا ہے لہٰذا ہر فرد بشر پر بادشاہ کی غلامی اور بندگی لازم ہے اس عقیدہ کے باوصف بادشاہ سیاہ وسفید کا مالک تھا۔ ادھر بمطابق قانون ہر ایرانی کے لئے فوجی خدمات بجالانا لازمی تھا۔ لہٰذا ایرانی بادشاہ اپنی فوجی طاقت کے بل بوتے پر نہ صرف اپنے دشمنوں پر بلکہ اپنی رعایا پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑا کرتا تھا۔

ایرانی بادشاہ اور بادشاہ کے دربار کی شان وشوکت کی نظیر پوری دنیا میں نہیں ملتی تھی شاہی دربار کے آداب اتنے سخت تھے کہ بادشاہ کے تمام درباری بادشاہ کو خدا کا درجہ دینے پر مجبور تھے بادشاہ اپنے ان اختیارات کی وجہ سے ہر قسم کے احتساب سے بالاتر تھا۔ بادشاہ شاہی خزانے کو بے دردی سے لٹاتا تھا۔ ان شاہ خرچیوں کے لئے محاصل اکھٹے کرنے پر مامور اہل کار ایرانی دہقان اور ہنر مندوں کے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑنے سے گریز نہیں کرتے تھے۔

خسرو پرویز شہنشاہ ایران ایسی گھٹیا حرکتیں کیا کرتا تھا کہ شرافت اپنا سر جھکا لیا کرتی تھی۔ خسرو پرویز اور ہرقل روم کے درمیان طویل عرصے تک جنگ کی بھٹی گرم رہی ایک بار ایران نے سلطنت روم کے کچھ حصوں پر بزور شمشیر قبضہ کر لیا تو خسرو پرویز نے ہرقل روم کو ایک مکتوب تحریر کیا۔ جس کا ایک ایک لفظ رعونت غرور تکبر اور سوقیانہ پن کی غمازی کرتا ہے۔ اس نے تحریر کیا ''خسرو جو تمام خداؤں میں سب سے بڑا خدا ہے اور ساری زمین کا مالک ہے کا خط بنام ہرقل جو اس کا کمینہ اور احمق غلام ہے''۔

ایک خسرو پرویز ہی نہیں جو بادشاہ بھی سلطنت ایران کے تخت پر جلوہ افروز ہوتا وہ ظلم وجور کی انتہا کر دیتا تھا نوشیرواں جو عادل بادشاہ کے طور پر مشہور ہے جب اس منحوس تخت پر بیٹھا تو اس نے اپنے سترہ بھائیوں کے ناجائز خون سے اپنے ہاتھ رنگے۔

اخلاقی طور پر ایرانی معاشرہ بھی دیوالیہ پن کی انتہاؤں پر تھا۔ محرمات کے ساتھ شادی

Marfat.com

کرنے کا رواج شاہی خاندان میں عام تھا جبکہ فتنہ مزدک نے حیا سوزی میں انتہا کر دی تھی نظام عدل وانصاف میں تفتیش و تحقیق کے کسی عقلی نظام کے بجائے مدعی کی سچائی کا امتحان گرم وسرد طریقے سے لیا جاتا تھا پورے ملک میں سرکاری اور غیر سرکاری عقوبت خانے عام تھے۔ سیاسی قیدیوں کی ریل پیل تھی مذہبی بنیادوں پر سزائیں دینے میں کسی قسم کی عار نہ سمجھی جاتی تھی الغرض متمدن ایران کفر وضلالت گمراہی اور تاریکی کا گہوارہ تھا۔

☆ جزیرہ نمائے عرب:

اس متمدن دنیا کے قلب میں جزیرہ نما عرب موجود تھا جو وسیع ریگستانوں اور سنگلاخ کوہستانوں پر مشتمل ہونے کیوجہ سے دنیا کی نظروں میں جچتا ہی نہیں تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی صحرانشین اولاد اپنی دنیا میں مست اپنا جہاں آباد کئے بیٹھی تھی۔ اقوام عالم میں ان کا کوئی ذکر ہی نہیں تھا۔ تاہم اس جزیرہ نما کے باسیوں کے عیب و ہنر تمام متمدن انسانوں کے مقابلے میں فزوں تر تھے۔ ان میں اگر کوئی برائی پائی جاتی تھی تو اتنی کہ اس کے طفیل یہ اسفل السافلین کے درجے کو پہنچ جاتے تھے اور اگر کوئی اچھائی پائی جاتی تو اس قدر کہ اس کے باوصف یہ اشرف المخلوقات کہلانے کے مستحق ٹھہرتے تھے نوع انسانی کا یہ حصہ بلاشبہ بلندی و پستی کی انتہاؤں پر تھا۔

جزیرہ نما عرب اگرچہ ریگستان اور سنگلاخ کوہستان پر مشتمل تھا تاہم اس وسیع وعریض قطع ارض میں کہیں کہیں سرسبز نخلستان اور چند ایک شہری آبادیاں بھی تھیں۔ ان کا عمومی پیشہ تجارت تھا تاہم گلہ بانی کھیتی باڑی اہم پیشے تھے اور رہزنی بھی بطور پیشہ کہیں کہیں مروج تھی۔

عربوں کے کئی ایک اوصاف ایسے تھے جو ہر کس و ناکس میں پائے جاتے تھے۔ ان میں فراست وذہانت قوت حافظہ سخاوت فیاضی مہمان نوازی شجاعت و بہادری ایفائے عہد غیرت وحمیت اور فصاحت کے جوہر بدرجہ اتم پائے جاتے تھے۔ جبکہ جفاکشی کا وصف بھی بہت عام تھا۔ ان روشن اوصاف کے پہلو بہ پہلو ان کی زندگی کا ایک تاریک ترین وصف تھا اور وہ تھا ان کی بت پرستی! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ معظمہ میں اللہ کے حکم سے اللہ کا گھر تعمیر کر کے توحید خالص کے عقیدہ کو عام کیا

١٤٠٨٨٨

Marfat.com

تھا اور اولاد اسماعیل علیہ السلام کے لئے دین حنیف کا ترکہ چھوڑا تھا۔ لیکن بدنصیب اولاد دین برحق اور توحید خالص کے عقیدے سے نہ صرف انحراف کی مرتکب ہو چکی تھی بلکہ اس کے برعکس شرک و بت پرستی کو اپنا شعار زیست بنا چکی تھی۔ عمرو بن لحی وہ پہلا بدبخت شخص تھا جس نے ایک سچے خدا کو چھوڑ کر بے شمار جھوٹے خداؤں کی بندگی اختیار کر کے لوگوں کو گمراہ کیا۔ انسان جب ایک بار صراط مستقیم سے بھٹک جائے تو پھر منزل مقصود تک پہنچنا اس کے لئے ممکن نہیں رہتا۔ صراط مستقیم ہی معبود برحق کی طرف جانے والا واحد راستہ ہے اسے چھوڑ کے انسان اندھیرے میں ٹامک ٹولیاں مارتے ہوئے معبود برحق کی بجائے ہر نظر آنے والی چیز کے سامنے سربسجود ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب عربوں نے دین حنیف کی طرف سے پشت پھیری تو ان میں سے کوئی سورج کے پجاری بن گئے تو کچھ چاند کو عبودیت کا مستحق سمجھنے لگے۔ کسی نے فرشتوں کی پوجا شروع کر دی تو کوئی جنات کو اپنا رب ماننے لگا۔ کوئی ستارہ پرست بن گیا تو کسی نے آتش پرستی کو اپنا شعار بنا لیا اس مظاہر پرستی کی سب سے مضحکہ خیز صورت بت پرستی تھی وہ بت جو راستے میں پڑے ہوئے پتھر سے ایک انسان خود اپنے ہاتھ سے تراشتا تھا۔ اسے وہ اپنی عبادت کے لائق سمجھ کر اس کے حضور جبین آسائی کرتے اس بت سے اپنی منتیں اور مرادیں برلانے کی استدعا کرتے۔ اسے اپنا خالق اور اپنا رب تسلیم کرتے۔ خالق اپنی مخلوق کے حضور سربسجود ہو جائے کتنی عجیب بات ہے۔

بت پرستی کا رواج اس قدر عام تھا کہ ہر قبیلے کا اپنا الگ بت ہوا کرتا تھا۔ پھر نوبت یہاں تک پہنچی کہ مختلف اغراض وعوارض کیلئے مختلف بت گھڑ لئے گئے۔ انسانی عقل وفہم پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے کہ ایک بے جان تراشیدہ پتھر بے حس خدا کیونکر آپ کی عقیدتوں اور عبادتوں بھینٹ اور قربانیوں کو قبول کر کے آپ کی حاجت روائی کر سکے گا اس کی حقیقت تو اتنی ہے کہ وہ اپنی ناک پر بیٹھنے والی مکھی تک کو اڑا نہیں سکتا اور وہ آپ کو خزانہ غیب سے انعام واکرام سے نوازے گا؟ آپ کو مرض سے شفاء قحط سے چھٹکارہ جنگ وجدل سے امن اور دشمن پر فتح عطا کرے گا؟ نہیں بالکل نہیں

اہل عرب! عجیب لوگ تھے وہ سفر پر روانہ ہوتے تو اپنے خدا اپنے سامان سفر کے ساتھ باندھ لیتے جہاں جی چاہتا ان پتھر کے خداؤں کی پوجا کرنے لگتے جہاں جی چاہتا انہیں چولہے کے

Marfat.com

پتھروں کے طور پر استعمال کر کے ان پر اپنی ہنڈیا چڑھا دیتے' چلو یہ پتھر کے صنم کسی کام تو آئے! کئی عرب قبائل سامان سفر کرتے ہوئے' ستو سے اپنے اپنے خدا بنا لیتے دوران سفر ستو کے ان خداؤں کی وہ پوجا کرتے جہاں بھوک ستاتی ان سے پیٹ پوجا کر لیتے! عرب میں بت پرستی اور بتوں کی اتنی بہتات تھی کہ فتح مکہ والے دن کعبہ میں تین سو تریسٹھ بت نصب تھے۔ جنہیں دست نبوت علیہ ﷺ نے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ریزہ ریزہ کر دیا۔

اہل عرب بت پرستی کے علاوہ کئی دیگر باطل عقیدہ ہائے کے حامل تھے وہ انکار نبوت انکار قرآن اور انکار قیامت پر کار بند تھے۔ مذہبی لحاظ سے عربوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی تو معاشرتی طور پر بھی انکی حالت ہرگز ہرگز قابل ستائش نہ تھی۔ ان میں اگر چند ایک اوصاف حمیدہ بدرجہ اتم موجود تھے تو ان کے اوصاف خبیثہ کی بھی کوئی حد نہ تھی۔ تعصب تکبر تفاخر اور تکذیب وتکفیر کے منفی جذبات ان کی زندگی کے حکمران تھے۔ ان جذبات سفلی کی رو میں بہہ کر وہ اپنی ذاتی خوبیوں کا غلط استعمال کرنے میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتے تھے۔ مثال کے طور پر مستقل مزاجی ان کا خاص وصف تھی۔ مگر بھلائی اور خیر کے کاموں میں وہ اس عظیم خوبی سے کام لینے سے گریز کی راہ اپناتے تھے۔ لیکن جنگ وجدل قبائلی دشمنی اور ذاتی انتقام کے لئے ان کا جذبہ مستقل مزاجی دیدنی ہوتا تھا۔ اسی طرح وہ فطری طور پر اچھا شعر کہنے کا ملکہ رکھتے تھے۔ اپنی اس خاصیت کو انہوں نے اگرچہ قصیدہ گوئی کے لئے بھی استعمال کیا ہے لیکن علمائے عربی ادب جانتے ہیں کہ دنیا میں عربوں کی ہجویہ شاعری کی اثر آفرینی کا کوئی جواب نہیں۔

اسی طرح انہیں امن کے مقابلے میں جنگ وجدل پسند ہے ان کی شعر و شاعری اس جذبے کی تسکین کے لئے ایسے ایسے نادر خیالات پیش کرتی ہے کہ پڑھنے والا عش عش کر اٹھتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک ماں اپنے نومولود بچے کو لوری دیتی ہے کہ لال تو جلد بڑا ہوتا کہ میں تجھے معرکہ کارزار میں بھیج سکوں' شاعر اپنے گھوڑے کے بڑا ہونے کا منتظر رہتا ہے کہ کب یہ بڑا ہو کہ اس کی پیٹھ پر سوار ہو کر وہ تلوار کے جوہر دکھاتے ہوئے دشمنوں کے پشتے لگا سکے عربوں کا جذبہ جنگ اس حد تک خطرناک ہے کہ شاعر کہتا ہے خدا کی قسم! جب ہمیں کوئی دشمن نہیں ملتا تو ہم اپنے بھائی کے خون

Marfat.com

سے اپنی تلوار کی پیاس بجھانے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے عرب لوگ اجتماع ضدین کی عملی تصویر تھے۔ وہ عرب جو جوہر عصمت کے اتنے قدر شناس تھے کہ اپنے لئے عصمت شعار بیویوں کے انتخاب کے لئے ہزاروں جتن کرتے تھے۔ مگر اپنے گھر سے باہر عصمت دری کو اپنے لئے باعث فخر جانتے تھے۔ عربوں کی غیرت مندی بجا لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ شہر کے مضافات میں ایسی عورتیں فروکش ہوا کرتی تھیں۔ جو راہ جاتے مرد کو اپنا آپ پیش کرنے میں کسی قسم کا کوئی ننگ و عار نہ سمجھتی تھیں۔

ایک طرف عرب معاشی تنگدستی سے بچنے کے لئے اپنی بیٹیوں کے خون سے ہاتھ رنگنا گورا کر لیتے تھے۔ اور دوسری طرف جوئے کی ایک بازی میں اپنا مال و متاع اور گھر بار دینے میں کوئی قباحت محسوس نہ کرتے تھے۔ ایک طرف وہ فہم و فراست اور ذہانت و دانشمندی کے پیکر تھے تو دوسری طرف دخت رز کو بے حساب پی کر کج فہمی و نادانی کی انتہا کر دیا کرتے تھے۔

الغرض اہل عرب اگر کسی حد تک نیکی اور اچھائی کے خوگر تھے تو بلاشبہ وہ برائی کے بھی امام تھے۔ تاہم وہ بلا کے سخت کوش اور سخت جان تھے۔ جزیرہ نما عرب کی بنجر بے آب و گیاہ سرزمین کم تر وسائل، مسموم آب و ہوا اور نامہربان موسمی حالات کو مدنظر رکھیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ تمام عناصر فطرت مل کر عربوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے تھے مگر یہ سخت جان قوم عناصر فطرت کے خلاف اپنی بقا کی جنگ نہایت عزت و وقار کے ساتھ جیت چکی تھی۔

قارئین محترم! چھٹی صدی عیسوی میں معلوم دنیا کے مذہبی سیاسی معاشرتی اور اخلاقی حالات کا اجمالی خاکہ پیش کیا گیا ہے جب سے انسان نے اس زمین پر قدم رکھا اللہ نے اس کی ہدایت کے لئے اپنے رسول اور نبی بھیجنے کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ انسان کی تخلیق کے وقت جسے راندہ درگاہ کر دیا گیا تھا وہ بہت منتقم مزاج واقع ہوا ہے۔ وہ اس سانحہ کو فراموش نہیں کر سکا ہے۔ اپنے وعدہ کو سچا کر دکھانے کیلئے وہ اولاد آدم کو ہر آن کفر و ضلالت اور گمراہی کے گہرے غار میں دھکیلنے میں کوشاں ہے۔ انسان جس کی ہدایت کے لئے کئی نبی بھیجے جا چکے تھے۔ چھٹی صدی عیسوی تک راہ ہدایت سے بھٹک چکا تھا۔ اس دور نارسا میں تمام انسان بلا لحاظ مذہب و ملت شیطان کے پیروکار بن چکے تھے اگرچہ چند نفوس قدسیہ شیطان کے قبضہ اختیار سے باہر تھے مگر عمومی حالات ہرگز قابل ستائش نہ تھے

Marfat.com

انسان عقیدہ توحید بھلا کر شرک والحاد کے عقیدے کا اسیر تھا۔ حیا اور اخلاق کا کہیں نام و نشان تک نہ رہا تھا۔ انسانیت برہنہ سر سسک رہی تھی۔ ایک عالمگیر تاریکی کا راج تھا ڈر اور خوف نے چار سو ڈیرے ڈال رکھے تھے انسان اپنے مقصد تخلیق کو فراموش کر کے شیطان لعین کے بتائے ہوئے تاریک اور منزل ناشناس راستوں کا راہی تھا ہر طرف وحشت ناچ رہی تھی شیطانیت رقص کناں تھی اندھیرا اور تاریکی ایسی تھی کہ راستہ تو کجا ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ یہ قانون فطرت ہے کہ جب حبس بڑھ جائے تو باد نسیم چل پڑتی ہے جب قحط سالی پنجے گاڑھ لے اور خشک سالی انتہا کو پہنچے تو ابر رحمت برستی ہے زمین کی کوکھ سے ہریالی پھوٹ پڑتی ہے جب عالمگیر گمراہی و ضلالت اور تاریکی و ظلمت اس انتہا کو پہنچ جائے تو بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہ ہدایت پر لانے کے لئے کسی کتاب ہدایت کی ہی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ کسی مجسم ہدایت کی ضرورت ہوتی ہے۔ گمراہی اور گھٹا ٹوپ اندھیرے کو اجالے میں بدلنے کے لئے کسی نور کی ضرورت ہی نہیں ہوتی بلکہ کسی مجسم نور کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

قارئین محترم! اللہ اپنے بندوں سے بے پناہ محبت کرتا ہے اس نے اپنی اس محبت کے اظہار کے لئے ہماری طرف اپنی کتاب اور اپنا نور بھیجا۔

قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ　　　القرآن

Marfat.com

۲

ظہور قدسی

☆ ولادت باسعادت:

۲۰ اپریل ۵۷۱ء بمطابق ۱۲ ربیع الاول بروز سوموار صبح صادق کے وقت حضرت آمنہؓ نے اپنے محبوب و مرحوم شوہر عبداللہ کے بچے کو جنم دیا وہ عجیب سہانی گھڑی تھی۔ نومولود کے ساتھ ہی ایک ایسا نور چارسو پھیل گیا جس کی روشنی میں حضرت آمنہؓ پر مشرق و مغرب عیاں ہو گئے انہوں نے اس نور کی تنویر میں شام کے محل دیکھ لئے نومولود یقیناً غیر معمولی شخصیت کا مالک تھا جس نے اس دنیا میں آنکھ کھولتے ہی فرش زمین پر گھٹنے ٹیک کر قبلہ رو اپنے معبود حقیقی کے سامنے سر جھکا دیا۔ اس عظیم لمحے کو کسریٰ کا ایوان لرز گیا اس کے چودہ کنگرے ٹوٹ کر گر پڑے آتش کدہ ایران کی وہ آگ یکلخت ٹھنڈی ہو گئی جو پچھلے ایک ہزار سال سے بھڑک رہی تھی۔ حرم کعبہ میں موجود تمام کے تمام بت منہ کے بل زمین پر گر پڑے۔ دعائے ابراہیم خلیل اللہ پوری ہوگئی اولاد اسماعیل میں' نوع انسانی کے نجات دہندہ اور آخری رسول ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی وہ جس کی آمد کی خبر تورات وانجیل میں مرقوم تھی پوری نشانیوں کے ساتھ منصۂ شہود پر آ گیا۔

اُم عثمانؓ فرماتی ہیں کہ آنحضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت وہ بی بی آمنہ کے پاس موجود تھیں اس وقت جدھر نظر جاتی تھی نور ہی نور نظر آتا تھا۔ ولادت باسعادت کی اطلاع فوری طور پر حضرت عبدالمطلب کو پہنچائی گئی وہ اس وقت حرم کعبہ میں سرداران قریش اور اپنے بیٹوں کے درمیان تشریف فرما تھے جب انہیں یہ دل خوش کن اطلاع دی گئی تو ان کی خوشی و مسرت کی انتہا نہ رہی۔ وہ

Marfat.com

حضرت آمنہؓ کے پاس تشریف لائے نومولود کو سینے سے لگایا وقت ولادت جو انوارات و تجلیات حضرت آمنہ نے دیکھی تھیں ان کا حال سنا تو اپنے دریتیم پوتے کو کعبہ شریف میں لے گئے اور اسے استلام کعبہ کرایا سات روز بعد حضرت عبدالمطلب نے رسم عقیقہ کی دعوت کی' دوران دعوت سرداران قریش نے استفسار کیا!

''اے عبدالمطلب یہ نومولود کون ہے؟ آپ نے جواب دیا ابن عبداللہ میرا پوتا! انہوں نے پوچھا! اس کا نام؟ فرمایا ''محمد ﷺ'' سننے والے حیران ہوئے 'محمد' یہ کیسا نام ہے پہلے سنا نہ پڑھا''۔ فرمایا ہاں اس کی بار بار تعریف کی جائے گی۔ یہ ایک جاودانی لمحہ تھا۔ مسند ابراہیم علیہ السلام پر بیٹھنے والے سردار عبدالمطلب کی زبان سے نکلنے والی یہ بات سچ ثابت ہوئی قیامت تک اس رجل اعظم کی تعریف و توصیف جاری رہے گی۔ آپ ﷺ نے اپنے معبود برحق کی حمد و ثنا اور عبادت کا حق ادا کر دیا اور اس قادر مطلق نے آپ ﷺ کے ذکر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بلند تر کر دیا۔

حضرت عبدالمطلب کو اپنے پوتے کی آمد کی بے حد خوشی تھی اس لئے کہ وہ اپنے مرحوم بیٹے عبداللہ سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی صورت میں گویا انہیں اپنا جواں مرگ لخت جگر واپس مل گیا تھا۔ حضرت عبداللہ کا انتقال چونکہ عنفوان شباب میں ہوا تھا آنحضرت ﷺ کو ترکے میں صرف پانچ اونٹ' بکریوں کا ایک ریوڑ اور اُم ایمن نامی ایک کنیز ملی تھیں۔ اس طرح آپ ﷺ نے اپنی دنیاوی زندگی کا آغاز غربت سے کیا۔

☆ رضاعت و پرورش۔ برکت ہی برکت:

عرب میں دستور تھا کہ شہری آبادیوں میں پیدا ہونے والے بچوں کو رضاعت کے لئے دیہات میں بھجوا دیا جاتا تھا۔ اس طرح نوعمر بچوں کی صحت اور زبان و بیان کو تقویت مل جاتی تھی۔ وہ خالص عربی زبان سیکھ جاتے تھے۔ اس طرح اہل دہ کی اعانت بھی ہو جاتی تھی اور دیہی اور شہری آبادی کا آپس میں میل جول بھی بڑھ جاتا تھا۔

جس برس آنحضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی بنی سعد کی کچھ عورتیں مکہ شریف میں

Marfat.com

اس مقصد کے لئے آئیں آنے والی عورتیں عجلت میں سرداران قریش کے شیر خوار بچوں کو معقول معاوضے پر اپنے ساتھ لے گئیں۔ ان عورتوں میں ایک نیک بخت حلیمہ سعدیہ بھی تھیں وہ اپنے شوہر حارث بن عبداللہ کے ہمراہ تھیں۔ ان دنوں قحط سالی کیوجہ سے ان کی حالت بہت خستہ تھی۔ ان کی اونٹنی بھی کمزور تھی جبکہ خود حلیمہ سعدیہ کی حالت بھی قابل رشک نہیں تھی۔ انکے سینے میں اپنے شیر خوار بچے کے لئے بھی کافی دودھ نہیں تھا۔ ان کا بچہ رات بھر بھوک سے تڑپتا تھا جس وجہ سے دونوں میاں بیوی بہت پریشان تھے۔

ادھر یہ حالت تھی کہ بنو سعد کی عورتیں سرداروں کے بچے تو لے گئیں مگر کوئی عورت محمد بن عبداللہ ﷺ کو یتیمی کیوجہ سے پرورش میں لینے پر رضا مند نہ ہوئی۔ حلیمہ سعدیہ اور حارث آپس میں مشورہ کرتے ہیں اور اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ خالی ہاتھ واپس جانے سے بہتر ہے اس دریتیم ﷺ کو ساتھ لے جائیں کیا معلوم اللہ تعالیٰ برکت دے دے۔ برکت تو منتظر تھی حلیمہ سعدیہ تو اس دریتیم کو سینے سے تو لگا کر دیکھے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ بمطابق دستور آمنہؓ کے لال کو اپنے ساتھ لے کر اپنے خیمے میں پہنچیں اسے اپنے سینے سے لگایا نومولود نے جیسے ہی سینے پر منہ رکھا حضرت حلیمہ سعدیہ کی کمزوری رفع ہوگئی۔ اس قدر دودھ اترا کہ آپ ﷺ نے اور آپکے رضاعی بھائی عبداللہ نے خوب سیر ہو کر پیا۔ ادھر حارث نے اپنی کمزور ناتواں اونٹنی کے تھنوں پر ہاتھ رکھا تو اس نے اتنا دودھ دیا جو ہر دو زن و شوہر کی ضرورت سے بھی وافر تھا۔ حضرت حلیمہ کہتی ہیں ”ایک طویل عرصے کے بعد یہ پہلی رات تھی کہ ہمیں اطمینان کی نیند آئی“ صبح میرے شوہر نے کہا ”خدا کی قسم! حلیمہ تم نے بہت مبارک بچہ لیا ہے“۔ واپسی کے سفر پر حلیمہ کی شان ہی نرالی تھی۔ جو اونٹنی قدم رکھتی تھی اور لڑکھڑاتی تھی۔ وہ سب کو پیچھے چھوڑ گئی۔ قافلے والے حیران تھے کہ کیا یہ وہی سواری تھی جس پر حلیمہ مکہ کو آئی تھی۔

قبیلہ بنی سعد کے دیہات شدید قحط سالی کا شکار تھے پورا علاقہ ویران اور بے آب ہو گیا تھا۔ مگر حلیمہ و حارث کی بکریاں جب دن ڈھلے گھر کو لوٹتی تھیں تو دودھ سے بھری ہوتی تھیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے برکتوں اور رحمتوں کے دو سال پورے ہو گئے حلیمہ سعدیہ حسب دستور اپنے فرزند ارجمند محمد ﷺ کا دودھ چھڑا کر مکہ واپس تشریف لائیں۔ حضرت آمنہؓ نے اپنے لال کو اپنے سینے سے لگایا اپنے

Marfat.com

لخت جگر کی واپسی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا ادھر حضرت حلیمہ سعدیہ کا دل تھا کہ اپنے اس بیٹے کی جدائی کے خیال سے ہی ہول کھا رہا تھا۔ انہوں نے حضرت آمنہ سے عرض مدعا اس طرح بیان کی۔ ''اسے ابھی ہمارے پاس رہنے دیں تا کہ ابھی کھلی فضا میں عمدہ پرورش پا سکے اور کہیں مکہ کی خراب آب و ہوا میں اس کی صحت متاثر نہ ہو جائے''۔ سرور کائنات کی والدہ ماجدہ بھلا کسی سائلہ کو کب اپنے در سے خالی ہاتھ جانے دے سکتی تھیں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ کے اصرار پر اپنے لخت جگر کو دوبارہ ان کے حوالے کیا حلیمہ سعدیہ کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا۔ انہیں مزید دو برسوں تک حضور سید یوم نشور ﷺ کی خدمت اور پرورش کا موقع نصیب ہو گیا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ کے بچے بکریاں چرانے جایا کرتے تھے۔ ایک روز آپ ﷺ نے اپنی رضائی ماں سے دریافت فرمایا ''میرے دونوں بھائی نظر نہیں آتے وہ کہاں جاتے ہیں''؟ حضرت حلیمہ کے بتانے پر آپ ﷺ گویا ہوئے۔ ''یہ نہیں ہو سکتا کہ میرے دودھ شریک بہن بھائی تو دن بھر بکریاں چراتے پھریں اور میں ان کی محنت میں شریک نہ ہوں میں بھی ہر صورت میں انکے ساتھ جایا کروں گا''۔ اجازت ملنے پر آپ ﷺ اپنے رضاعی بھائیوں کے ہمراہ بکریاں چرانے جنگل میں جانے لگے۔ ایک مرتبہ آپ کا رضاعی بھائی دوڑتا ہوا آیا اور بتایا کہ دو نقاب پوش آدمی آئے اور ہمارے قریشی بھائی کو زمین پر لٹا کر ان کا شکم مبارک چاک کیا اب اس کو قتل کر رہے ہیں۔ یہ واقعہ سنتے ہی حلیمہ اور ان کے شوہر کے ہوش اڑ گئے افتاں و خیزاں دوڑے دیکھا کہ آپ ایک جگہ کھڑے ہوئے ہیں۔ اور چہرہ انور کا رنگ فق ہے حلیمہ کہتی ہیں کہ میں نے فوراً آپ کو سینے سے چمٹا لیا اور آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ واقعہ کیا تھا آپ ﷺ نے بیان فرما دیا اور حلیمہ آپ کو لے کر گھر واپس آ گئیں۔

☆ سفر مدینہ' ایک امتحان:

جب آپ ﷺ چھ برس کے ہوئے تو حضرت آمنہؓ نے سفر مدینہ کا قصد کیا وہ چاہتی تھیں وہ اپنے محبوب شوہر کے مزار مبارک کی زیارت کریں عین جوانی میں تنہا چھوڑ جانے والے اپنے رفیق حیات کو اپنا لخت جگر دکھائیں وہ جس نے دنیا میں عالم یتیمی میں آنکھ کھولی تھی لیکن جس کے نصیب

Marfat.com

میں دو جہانوں کی بادشاہی لکھ دی گئی تھی حضرت آمنہؓ نے آپ ﷺ کو وہ مکان دکھایا جہاں آپ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ نے اپنی جان جاں آفریں کے حوالے کی تھی اپنے والد کے مزار اقدس کو دیکھ کر آپ ﷺ کو اپنی یتیمی کا شدید احساس ہوا۔

آپ ﷺ اپنی والدہ کی معیت میں ایک ماہ تک اپنے ننھیال بنونجار میں مقیم رہے ایک ماہ کے بعد حضرت آمنہؓ نے واپسی کا سفر اختیار کیا اس سفر میں آپ کی خادمہ اُم ایمن بھی ہمراہ تھیں۔ جب یہ مختصر قافلہ ابوا کے مقام پر پہنچا تو حضرت آمنہؓ بیمار پڑ گئیں۔ ان کے دل پر اپنے محبوب شوہر کی جدائی کا صدمہ تازہ ہو گیا تھا۔ یہ بیماری اس جانکاہ صدمے کا جان لیوا اظہار تھی۔ ہونی ہو کر رہی حضرت آمنہؓ اپنے رفیق حیات سے جا ملیں، معصوم محمد ﷺ کا ننھا سا دل کیا سوچتا ہو گا کہ ماں انہیں باپ کی قبر دکھانے کے لئے لائی تھی کہ خود قبر کی گود میں اتر گئی۔ آپ ﷺ چھ سال کی معصوم عمر میں ماں کی مامتا سے بھی محروم کر دیئے گئے۔ فطرت بہت بڑا کام لینے کے لئے انہیں حوصلہ شکن حالات سے دوچار کئے جا رہی تھی۔ اُم ایمن معصوم محمد ﷺ کو مکہ واپس لے آئیں وہ جب مکہ سے گئے تھے تو ان کے سر اقدس پر والدہ کا دست شفقت تھا۔ جب واپس آئے تو آپ کا سر بھی خالی تھا اور گھر بھی!

حضرت عبدالمطلب جو اپنے پوتے کی ولادت پر بے پایاں خوشی و مسرت محسوس کر رہے تھے والہانہ آگے بڑھے اور انہوں نے بن ماں باپ کے اس معصوم بچے کو اپنے سینے سے لگایا ان کے سر پر نہ صرف دست شفقت رکھا بلکہ انہیں اپنی کفالت میں لے کر اپنے بیٹے کا درجہ دیا۔ حرمِ کعبہ میں جس مسند پر حضرت عبدالمطلب خود تشریف فرما ہوتے تھے۔ اور جسے چھونے کی کسی کو اجازت نہیں تھی اس مسند پر انھوں نے آپ ﷺ کو اپنے ساتھ بٹھانا شروع کر دیا دادا کی قربت اور محبت نے والدین کی جدائی کے صدمے کی تکلیف کسی قدر کم کر دی تھی۔ لیکن قادر مطلق اپنے منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے آپ ﷺ کو کسی نرالے ڈھنگ سے تیار کر رہا تھا۔ آپ صرف دو برس تک ہی حضرت عبدالمطلب کی پناہ محبت اور شفقت سے حصہ پا سکے تھے کہ کاتب تقدیر نے آپ ﷺ کو ان کی جدائی کے صدمے سے دوچار کر دیا۔ قریش کا سردار اولاد اسماعیل کا روشن ستارہ عبدالمطلب مکہ کی زمین میں دفن ہو گیا۔ وہ جو دو جہانوں کا سردار تھا پیدائش سے قبل شفقت پدری سے محروم ہو گیا تھا۔ پھر ماں کی

Marfat.com

ممتا اور اب دادا کے سایہ عاطفت سے بھی محروم ہو کر بے یار مددگار وادی مکہ میں تن تنہا موجود تھا۔

عبدالمطلب کے بیٹے جب اپنے والد کو سپرد خاک کر کے واپس لوٹتے ہیں تو اس صدمے کی بدولت معصوم محمد ﷺ سے بے خبر رہے لیکن اس لمحہ عظیم کو ابو طالب کی متجسس نگاہیں اس دریتیم ' اپنے دل کی راحت اور آنکھوں کی ٹھنڈک کو تلاش کر رہی تھیں۔ ابو طالب جو اگرچہ حسب ونسب اور عزو شرف میں قریش کا سردار تھا کثیر العیال ہونے کے باعث عسرت وتنگدستی کا شکار تھا تاہم انہوں نے اپنے یتیم بھتیجے کو اپنے گلے کا ہار بنا لیا ان کے دل میں معصوم محمد ﷺ کی محبت نے ایسا جوش مارا کہ اس محبت کے مارے تنگدست سردار نے اپنی زندگی کے آخری لمحے تک اس ہار کو اپنے گلے سے جدا نہ کیا بھوک' افلاس' اولاد کی محبت' سرداری کا لحاظ' دشمن کا خوف' جان کے جانے کا ڈر ترغیب نہ تحریص کوئی چیز بھی اس انوکھی محبت پر غالب نہ آسکی اس محبت وشفقت کے سائے میں آپ ﷺ پروان چڑھنے لگے۔

آپ ﷺ اپنے ہم عمر بچوں کے مقابلے میں زیادہ سنجیدہ' باوقار اور بڑے نظر آتے تھے۔ لڑکپن میں عام بچے بہت چلبلے شریر کھیل تماشوں کے شوقین اور کھلنڈرے ہوا کرتے ہیں۔ مگر آپؐ ان خرافات سے کوسوں دور تھے۔ عہد طفولیت میں ایک مرتبہ آپ ﷺ ایک شادی والے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں عرب رواج کے مطابق موسیقی اور محفل رقص وسرور برپا تھی۔ آپ ﷺ ایک طرف بیٹھ گئے' بیٹھتے ہی آپ ﷺ نیند کی آغوش میں چلے گئے' شب بھر عالم نیند میں رہے' حتیٰ کہ صبح ہوگئی اور آپ ﷺ کی آنکھ نہ کھلی جب سورج سر پر آگیا تو تمازت آفتاب نے اس آفتاب نبوت کو بیدار کیا۔ دوسری شب آپ ﷺ دوبارہ تشریف لے گئے مگر آپ ﷺ پر عالم غشی طاری ہوگیا اگلی صبح اس وقت آپ ﷺ عالم بیداری میں واپس تشریف لائے جب دن کے اجالے نے رات کی تاریکی کو وہاں سے چلتا کر دیا تھا۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ آپ ﷺ اپنے ہمعصر بچوں سے نسبتاً بڑے نظر آتے تھے آپ ﷺ نے کارگاہ زیست میں عہد طفولیت سے ہی عملی قدم رکھ دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب قریش کا سامان تجارت لے کر ابو طالب نے سفر شام کا قصد کیا تو آپ ﷺ نے اپنے عم محترم کے ساتھ جانے پر

Marfat.com

اصرار کیا حضرت ابو طالب خود بھی آپ ﷺ سے جدا ہونا پسند نہ کرتے تھے۔ مگر انہوں نے آپ ﷺ کو اذیت سفر سے بچانے کیلئے ساتھ نہ لے جانے کا عندیہ دیا تھا۔ لیکن یہ بات تو طے ہے کہ رسول عمر کے جس حصے میں بھی ہو وہ رسول ہوتا ہے اور رسول جو قصد کر لے اسے عملی جامہ پہنائے بغیر رہ نہیں سکتا پس حضرت ابو طالب حضور سید یوم نشور کی اس خواہش کو رد نہ کر سکے اور آپ ﷺ کو اپنے اونٹ پر سوار کر کے عازم سفر ہو گئے اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک بارہ سال اور دو ماہ تھی۔

☆ بحیرا سے ملاقات۔ جو چاہو پوچھو:

قریش مکہ ہر سال اپنا مال تجارت لے کر ملک شام جایا کرتے تھے۔ قریش پر اللہ کی خاص برکتیں تھیں۔ وہ ہر سال بے شمار منافع کمایا کرتے تھے۔ شام میں قریش کے قافلے کی جائے قیام ایک نصرانی خانقاہ کے قریب درخت کے نیچے ہوا کرتی تھی۔ اس خانقاہ کا سرپرست ایک راہب تھا جس کا نام بحیرا تھا وہ تورات وانجیل کا عالم تھا۔ وہ اپنی ذات میں مگن رہتا تھا اور قافلے والوں سے کوئی تعرض کیا کرتا تھا نہ تعامل، خلاف معمول اس برس جب قریش کے قافلہ تجارت نے وہاں پڑاؤ ڈالا تو بحیرا راہب نے ایک شب سردار قافلہ ابو طالب کو معہ رفقاء کھانے کی دعوت دی، وقت مقررہ پر تمام اہل قافلہ راہب موصوف کی ضیافت میں شرکت کے لئے چلے گئے تاہم حضرت ابو طالب آپ ﷺ کو سامان کی حفاظت کے لئے جائے قیام پر چھوڑ گئے۔

ضیافت میں جب سب لوگ پہنچ گئے تو دستور کے مطابق کھانا چن دیا جانا چاہئے تھا۔ مگر راہب نے ایسا نہ کیا لوگ سمجھے راہب کے کسی معزز مہمان کی آمد میں تاخیر ہے تاہم راہب نے متجسس نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھنے کے بعد دریافت کیا۔ کیا سب اہل قافلہ تشریف لا چکے ہیں یا کوئی مہمان ذی شان تا حال نہیں پہنچ پایا ہے؟ قافلہ والوں نے بتایا کہ سب لوگ آ چکے ہیں سوائے ایک بچے کے جسے سامان کا محافظ بنا کر پڑاؤ میں چھوڑ دیا گیا ہے۔ راہب نے کہا کہ اس بچے کو بلایا جائے سردار قریش ابو طالب نے کہا کہ ہم بچوں کو ضیافتوں میں نہیں لاتے راہب پریشان ہوا' اس نے اصرار کیا' واللہ اس بچے کی شرکت کے بغیر ضیافت کا آغاز کیونکر ممکن ہے! ابو طالب پسر نیک اختر کو لے آئے

Marfat.com

آپ ﷺ کا تشریف لانا تھا کہ راہب کا چہرہ کھل اٹھا ضیافت شروع ہوگئی جب ضیافت اختتام کو پہنچی تو حسب دستور سلسلہ گفتگو شروع ہوا۔

راہب بحیرا۔ سردار قریش سے — یہ بچہ کون ہے؟

سردار قریش ابو طالب! — یہ میرا فرزند ارجمند ہے!

راہب بحیرا۔ عالم پریشانی میں — کیا یہ آپ کا پسر حقیقی ہے؟

سردار ابو طالب۔ قدرے توقف سے — میرے بھائی کا بیٹا ہے۔

بحیرا راہب! اطمینان وسکون کے ساتھ — اس کے ماں باپ دونوں دنیا سے اٹھ چکے ہیں؟

سردار ابو طالب! — دونوں دنیا سے اٹھ چکے ہیں۔

بحیرا راہب! — اس کے بہن بھائی؟

سردار ابو طالب! — کوئی بھی نہیں ہے!

راہب بحیرا جو آپ ﷺ کو بڑے غور سے دیکھ چکا تھا اس نے آپ ﷺ کے چہرہ انور کے نقوش کا جائزہ لیتے ہوئے آپ ﷺ اور حضرت ابو طالب کو باقی لوگوں کے جانے پر روک لیا۔ جب سب لوگ چلے گئے تو بحیرا راہب آپ ﷺ سے مخاطب ہوا۔

راہب بحیرا! — میں لات وعزیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں میں جو کچھ پوچھوں مجھے اس کا ٹھیک ٹھیک جواب دینا۔

آپ ﷺ! — مجھے لات وعزیٰ کی قسم مت دو ان سے بڑھ کر میں کسی چیز سے بغض نہیں رکھتا۔

راہب بحیرا! — اچھا تو خدا کے واسطے مجھے ان باتوں کا جواب دو جو میں پوچھوں۔

آپ ﷺ! — جو چاہو پوچھو میں جواب دوں گا۔

اس مکالمے کے بعد راہب بحیرا نے آپ ﷺ سے آپ ﷺ کی نیند کی کیفیت آپ ﷺ کی ہیت اور کچھ دوسری باتیں پوچھیں اس کے بعد وہ آپ ﷺ کے جسم اطہر کا جائزہ لیتا رہا یوں اس نے حضرت ابو

Marfat.com

طالب سے کہا کہ اب اپنے اس بھتیجے کو لے کر فوری طور پر مکہ واپس چلے جاؤ اور یہودیوں سے اس کو بچاؤ۔ واللہ اس کو دیکھ کر اگر انہوں نے وہ باتیں پہچان لیں جو میں نے جان لی ہیں تو وہ ضرور آپؐ کے ساتھ شرارت کریں گے۔ تمہارا یہ بھتیجا بڑی عظمت اور بزرگی والا ہے۔ ابو طالب کے ذہن میں بات بیٹھ گئی انہوں نے مال تجارت کو فروخت کیا اور جلد از جلد واپس مکہ پہنچ گئے۔

حضرت ابو طالب اگر چہ آپ ﷺ کے چچا تھے مگر انہوں نے ہمیشہ آپ ﷺ کو اپنی اولاد سے بڑھ کر چاہا' آپ ﷺ کو اپنی جان سے بھی عزیز رکھا ہمیشہ اپنے پاس سلایا کرتے تھے۔ جہاں جاتے آپ ﷺ کو ساتھ لے جایا کرتے تھے حضرت ابو طالب کا اصول تھا کہ جب تک آپؐ تشریف نہ لاتے کھانا شروع نہ کرتے تھے۔ آپ ﷺ کو اپنی مسند پر بٹھاتے تھے اور کہا کرتے تھے۔ "ربیعہ! خدا کی قسم میرے اس بھتیجے پر سرداری بجتی ہے"۔

☆ حرب فجار اور حلف الفضول:

آپ ﷺ جب پندرہ برس کے ہوئے تو آپ ﷺ نے جنگ فجار میں حصہ لیا قبیلہ قریش اور قبیلہ قیس کے درمیان ایک عرصے سے یہ مہلک لڑائی جاری تھی۔ قریش کی تمام شاخوں نے اپنے اپنے جھنڈے تلے اس لڑائی میں حصہ لیا خاندان ہاشم کا علم زبیر بن عبدالمطلب کے ہاتھ میں تھا۔ اس صف میں آپ ﷺ نے شرکت فرمائی بڑے زور کا معرکہ درپیش تھا۔ پہلے قیس اور پھر قریش غالب آ گئے۔ چونکہ قریش اس جنگ میں حق پر تھے اس لئے آپ ﷺ نے شرکت پسند فرمائی تھی۔ تاہم آپ ﷺ نے کسی پر ہاتھ نہ اٹھایا بلکہ اپنے عم محترم کو تیر پکڑانے پر اکتفا کیا۔ اس جنگ کا خاتمہ صلح پر ہوا۔

زبیر بن عبدالمطلب کے ایماء پر خاندان' ہاشم' زہرہ اور تمیم کے سردار مکہ کے امیر عبداللہ بن جدعان کے گھر اکٹھے ہوئے' ایک معاہدہ ہوا جس میں مندرجہ ذیل امور طے پائے۔

۱) شریک معاہدہ مظلوم کی حمایت کریں گے۔

۲) ملک سے برائی دور کریں گے۔

۳) مسافروں کی حفاظت کریں گے۔

Marfat.com

۴) غریبوں کی امداد کریں گے۔

۵) کسی ظالم کو مکہ میں نہ رہنے دیں گے۔

اس معاہدہ میں شامل افراد میں سے اکثریت کے نام فضل تھے لہٰذا اس مناسبت سے یہ معاہدہ حلف الفضول کہلایا۔ آپ ﷺ کو عمر بھر اس معاہدہ میں شرکت پر ناز رہا آپ ﷺ نے فرمایا اس معاہدے کے بدلے میں اگر مجھے سرخ اونٹ بھی دیئے جاتے تو میں نہ لیتا اور آج بھی ایسے معاہدے کے لئے مجھے کوئی بلائے تو میں حاضر ہوں''۔ آپ ﷺ کی راست فکری پر میری جان قربان!

☆ تجارت بابرکت:

حضور سید یوم النشور اپنی معصوم جوانی اور بے داغ کردار کی وجہ سے صادق اور امین کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ آپ ﷺ نے تجارت کو بطور پیشہ اپنایا' مگر تجارت اس انداز سے کی کہ یہ عبادت بن کے رہ گئی' آپ ﷺ نے اپنے مال تجارت کے کبھی عیب چھپائے نہ بے جا قیمت طلب فرمائی آپ ﷺ نے ہمیشہ اپنے عہد کی پاسداری کی آپ ﷺ لین دین کے ایسے کھرے تھے کہ لوگ آنکھیں بند کر کے آپ ﷺ پر اعتبار کر لیا کرتے تھے۔

قریش مکہ میں ایک بیوہ خاتون تھیں۔ جو اپنی عفت و پاکیزگی اور عصمت و حرمت کے طفیل طاہرہ کے لقب سے پکاری جاتی تھیں وہ بہت مالدار خاتون تھیں اور ان کا مال تجارت قریش کے تمام مال کے برابر ہوا کرتا تھا۔ وہ اپنا مال مناسب شرائط پر کسی تاجر کے حوالے کیا کرتیں جو منافع سے اپنا حصہ وصول کیا کرتا تھا۔ ان عفت مآب خاتون کا نام تھا۔ خدیجہ جن کے نصیب میں خدیجہ کبریٰ ؓ ہونا لکھا تھا۔

حضرت خدیجہ بنت خویلد ؓ نے جب مکہ کے صادق و امین کے صدق و امانت اور بلند اخلاق کا حال سنا تو انہوں نے آپ ﷺ سے رابطہ کیا اس وقت آپ ﷺ چوبیس برس کے تھے اور کہا کہ آپ ﷺ میرا مال تجارت شام لے جایئے میں دوسروں کو جتنا حصہ دیتی ہوں اس سے زیادہ آپ ﷺ کو دوں گی۔ معاملہ طے ہونے پر حضرت خدیجہ ؓ نے اپنا مال آپ ﷺ کے حوالے کیا اور آپ ﷺ

Marfat.com

کی مدد کے لئے اپنا غلام میسرا آپ ﷺ کے ہمراہ بھیج دیا۔ کاتب تقدیر حضرت خدیجہؓ کے صدق وخلوص پر مسکرا رہا تھا۔ وہ جانتا تھا۔ آج جس کے سپرد مال کیا جارہا ہے کل اس کے حوالے جان بھی کر دی جائے گی۔

اللہ نے اپنے نبی مرسل ﷺ کے اس کام میں خوب برکت ڈالی حضرت خدیجہؓ کو اپنے مال تجارت پر اپنی امید اور اندازے سے بہت زیادہ منافع حاصل ہوا انہوں نے خوش ہو کر آپ ﷺ کو معاہدے سے زیادہ رقم ادا کر دی۔ حضرت خدیجہ کا غلام میسرا مکہ سے شام اور واپس مکہ تک شب و روز آپ ﷺ کے ہمراہ رہا اس نے دوران سفر جو دیکھا اور محسوس کیا من وعن بیان کر دیا۔

حضرت خدیجہؓ اس وقت چالیس کے پیٹے میں تھیں انہوں نے جب آپ ﷺ کے شب و روز کا احوال سنا، آپ کی نشست و برخاست قول و فعل میں ہم آہنگی، شیریں بیانی، سچائی اور راستی صدق وصفا خلوص اور وفا کا حال سن لیا تو ان کے دل میں ایک اور ہی خیال کوندا بن کر لپکا۔

☆ پیغام مناکحت:

حضرت خدیجہ ایک بالغ نظر، سرد وگرم چشیدہ اور دور اندیش خاتون تھیں وہ نہ صرف مالدار تھیں بلکہ خاندانی جاہ وعزت بزرگی اور شرف کی حامل بھی تھیں۔ وہ اپنی عفت و پاکیزگی کے باوصف طاہرہ کے پاک اور طیب لقب سے ملقب بھی تھیں اس پر مستزاد یہ کہ دانائی فہم وفراست اور اخلاق و اوصاف کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں حسنِ صورت سے بھی حد درجہ نواز رکھا تھا۔

ماضی میں وہ دو دفعہ ازدواجی زندگی کا تجربہ کر چکی تھیں لیکن ہر دو باران کے سرتاج انہیں داغ مفارقت دے کر چل دیئے تھے۔ پہلے شوہر ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی سے ان کے ہاں دو صاجزادے ہند اور ہالہ پیدا ہوئے جبکہ دوسرے شوہر سے ایک صاجزادی ہندہ پیدا ہوئیں۔ ہر سہ کو اللہ تعالیٰ نے دولت ایمان سے سرفراز کیا تھا۔

باوجود یکہ خاندان قریش کا ہر ذی وقار شخص حضرت خدیجہؓ سے نکاح کا خواہشمند تھا مگر آپؓ نے بوجوہ ہر رشتہ کو ٹھکرا دیا تھا۔ اب تو آپؓ عمر کے اس حصے میں تھیں جہاں پہنچ کر خواتین عام

Marfat.com

طور پر ازدواجی بندھن سے گریز کی راہ اپنا لیتی ہیں۔

حضرت خدیجہؓ نے اپنے غلام میسرہ سے جب آپ ﷺ کی بے حد وحساب تعریف سنی تو آپؓ نے اس پاک باز قریشی نوجوان سے عقد کا فیصلہ کرلیا انہوں نے اپنے دل کا حال اپنی عزیزہ نفیسہ کو سنایا نیک نفس نفیسہ نے محمد ﷺ بن عبداللہ ہاشمی کو حضرت خدیجہؓ کا پیغام عقد پہنچایا لیکن جس انداز سے اس نے یہ کام کیا وہ عربوں کی فطری فہم وفراست اور حسن معاملہ کی بہترین مثال ہے۔

نیک نفس نفیسہ حضور سید عالم ﷺ کی خدمت میں پیش ہو کر عرض کرتی ہے۔

نیک نفس نفیسہ	''آنحضور ﷺ اب آپ شادی کیوں نہیں کرلیتے''؟
حضور اقدس ﷺ	''میرے پاس کیا رکھا ہے کہ شادی کروں''!
نیک نفس نفیسہ	حضور اس کا انتظام ہو چکا ہے۔
حضور اقدس ﷺ	کیسے؟
نیک نفس نفیسہ	آپ ﷺ کو ایسی جگہ شادی کرنے کی دعوت دی جارہی ہے۔
	جہاں سیرت بھی ہے اور صورت بھی قابلیت بھی!
حضور اقدس ﷺ	وہ کون ہے؟
نیک نس نفسیہ	خدیجہ!
حضور اقدس ﷺ	میری ان سے کیسے شادی ہوسکتی ہے؟
نیک نفس نفسیہ	اسے آپ ﷺ مجھ پر چھوڑ دیں!

آپ ﷺ نے نیک نفسیہ کو اثبات میں جواب دے دیا۔

☆ عقد نکاح:

حضور سید یوم النشور کی اجازت حاصل کرلینے کے بعد حضرت خدیجہ نے حضرت ابو طالب سے سلسلہ جنبانی شروع کیا۔ حضرت ابو طالب نے اس پر اپنی خوشنودی کا اظہار کیا اور فرمایا ''ھذا صنع اللہ'' حضرت ابو طالب نے بمطابق دستور حضرت خدیجہؓ کے بزرگوں سے بات

Marfat.com

کی جنہوں نے بخوشی اس پیغام عقد کو قبول کیا بزرگوں کی منظوری سے نکاح کی تاریخ مقرر کر دی گئی۔

حضرت خدیجہؓ کے والد خویلد جنگ فجار میں اپنی جان اپنے قبیلے کی آن پر قربان کر چکے تھے اس لئے ان کے چچا عمر بن اسد اور ورقہ بن نوفل حضرت خدیجہ کے سرپرست کے طور پر اس اہم موقع پر موجود تھے۔

آپ ﷺ کی طرف سے حضرت حمزہؓ حضرت ابو طالب، حضرت ابو بکرؓ شریک ہوئے تھے۔ جبکہ دیگر سرداران قریش نے بھی اس عقد عظیم میں شرکت کی۔ حق مہر کے طور پر آپ ﷺ نے بیس اونٹ حضرت خدیجہؓ کو دیئے نکاح کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک ۲۵ سال ۲ ماہ اور ۱۰ دن تھی جبکہ حضرت خدیجہ چالیس کے سن میں تھیں۔ خطبہ نکاح فصاحت و بلاغت کے پیکر ابو طالب بن عبدالمطلب نے دیا۔

☆ حضرت ابو طالب نے فرمایا:

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں حضرت ابراہیمؑ کی اولاد سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی کھیتی سے معد کی نسل سے اور مضر کی اصل سے پیدا فرمایا! نیز ہمیں اپنے گھر کا پاسبان اور اپنے حرم کا منتظم مقرر کیا ہے۔ ہمیں ایک ایسا گھر دیا جس کا حج کیا جاتا ہے اور ایسا حرم بخشا جہاں امن میسر آتا ہے نیز ہمیں لوگوں کا حکمران مقرر فرمایا۔

حمد کے بعد میرا برادرزادہ جس کا نام محمد ﷺ بن عبداللہ ہے اس کا دنیا کے جس بڑے آدمی کے ساتھ موازنہ کیا جائے اس کا پلڑا بھاری رہے گا اگر یہ مالدار نہیں تو کیا ہوا' مال تو ڈھلنے والا سایہ ہے اور محمد جس کی قرابت کو تم خوب جانتے ہو اس نے خدیجہؓ بنت خویلد کا رشتہ طلب کیا ہے اور ساڑھے بارہ اوقیہ سونا مہر مقرر کیا ہے اور بخدا مستقبل میں اس کی شان بہت بلند ہوگی اور اس کی قدر و منزلت بہت جلیل ہوگی''۔

Marfat.com

حضرت ابو طالبؓ کے خطبے کے جواب میں ورقہ بن نوفل نے مختصر خطبہ دیا جس کے بعد عم حضرت خدیجہؓ عمرو بن اسد نے کہا۔ اے قریش! گواہ رہنا میں نے خدیجہؓ بنت خویلد کا نکاح محمدؐ بن عبداللہ کے ساتھ کر دیا ہے اور اس پر قریش کے سردار گواہ مقرر ہوئے ہیں"

ہادی برحق، رحمت العالمین، محبوب رب العالمین، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شادی اس اہتمام اور شان و شوکت سے انجام پائی۔ اس عقد نکاح سے صورت و سیرت حلم و علم مال و منال سیادت و بزرگی، خیر و برکت اور دانش و تدبر یکجا ہو گئے۔

اس عقد مقدس کے نتیجے میں آپ ﷺ کے ہاں دو فرزند حضرت قاسم طاہرؓ اور حضرت عبداللہ طیبؓ پیدا ہوئے جبکہ چار صاحبزادیاں حضرت زینبؓ حضرت رقیہؓ حضرت ام کلثومؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ پیدا ہوئیں۔ آپ ﷺ کے دونوں صاحبزادے معصوم بچپن میں ہی داعی اجل کو لبیک کہہ کر اس دار فانی سے کوچ کر گئے ان کی موت کا ماں باپ دونوں کو بے حد صدمہ ہوا آپ ﷺ نے اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا جو بعد میں زید بن محمد کہلائے حضرت زید کو یہ شرف حاصل ہے وہ واحد صحابی ہیں جن کا نام نامی اسم گرامی صحیفہ آسمانی کلام ربانی قرآن لافانی میں مرقوم ہے۔

☆ تعمیر کعبہ مشرفہ۔ دانش محمدی کا کمال:

کعبہ مشرفہ کی تعمیر اول سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند سیدنا اسماعیل سے مل کر بعثت نبوی ﷺ سے کم و بیش ساڑھے تین ہزار سال قبل، ناتراشیدہ پتھروں سے مکمل کی تھی۔ اللہ نے اپنے اس گھر کو شرف اور بزرگی عطا فرمائی لوگ دور دور سے اس کے حج اور زیارت کے لئے آنے لگے۔ اللہ کے اس چوکور گھر میں ایک حظیرۃ تھا۔ جو باب کعبہ کے دائیں ہاتھ واقع تھا۔ لوگ صدیوں سے یہاں اپنی منتیں اور نذرانے چڑھاتے رہے تھے۔ حتیٰ کہ یہ کنواں سیم وزر سے بھر گیا بعثت نبوی ﷺ سے پانچ سال قبل حظیرۃ کعبہ کے خزانے سے کچھ مال وزر چوری ہو گیا۔ مال مسروقہ دویک نامی شخص سے برآمد ہوا۔ دویک ایک آزاد کردہ غلام تھا۔ بمطابق دستور اس جرم پر اس کے ہاتھ کاٹ دیئے

Marfat.com

گئے چونکہ ان دنوں کعبۃ اللہ کے دروازے میں کواڑ نہیں ہوتے تھے' اکابرین قریش کے دلوں میں کعبہ مشرفہ کو مقفل کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ کعبہ کی دیواریں بھی بوسیدہ تھیں۔ لہٰذا قریش اس نتیجے پر پہنچے کہ اس عظمت و بزرگی والے گھر کی تعمیر نو کر لی جائے۔ یہ فیصلہ تو کر لیا گیا مگر کعبہ مشرفہ کو اپنے ہاتھوں سے گرانے کا حوصلہ کسی میں نہیں تھا بالآخر ولید بن مغیرہ آگے بڑھا اس نے کدال ہاتھ میں لی اور کہا۔ ''میں اس عمارت کو گرانے کی ابتدا کرتا ہوں'' اس نے کدال سے جنوبی دیوار کے چند پتھر گرا دیئے وہ کدال مارتا تھا اور کہتا تھا۔ ''اے اللہ! ہمیں خوفزدہ نہ کرنا اے اللہ ہم صرف کارِ خیر کا ارادہ رکھتے ہیں''۔

تعمیر نو کے اخراجات پورے کرنے کے لئے فیصلہ کیا گیا کہ قریش اپنے صرف حلال اور طیب مال سے مالی تعاون کریں گے۔ ان دنوں سامان تعمیر سے بھری ہوئی ایک کشتی ساحل حجاز سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئی تھی قیمتی اور کارآمد لکڑی کے تختے اس مال طیب سے خرید لئے گئے جو سرداران قریش نے اپنی حلال کی کمائی سے اکٹھا کیا تھا۔ مال حلال کی کمی کی وجہ سے قریش کو کعبہ شریف کا کچھ شمالی حصہ کعبہ سے نکال کر کھلا چھوڑ دینا پڑا جو حطیم کے نام سے آج تک کعبہ سے باہر موجود ہے۔

تعمیر کعبہ کے مبارک و مقدس کام کو قبائل قریش نے آپس میں تقسیم کر لیا شرقی دیوار جو مقام ابراہیم کے بالمقابل ہے جس میں بیت اللہ کا دروازہ اور مقام ملتزم ہے اس کی تعمیر بنو عبد مناف اور بنو زہرہ کے حصے میں آئی۔ تعمیر کا کام زور و شور سے شروع ہو گیا آپ ﷺ اس مقدس کام سے کس طرح لاتعلق رہ سکتے تھے! آپ ﷺ اپنے عم محترم حضرت عباس کے شریک کار تھے۔ آپ ﷺ نے نہایت خلوص محبت اور جوش و جذبے سے کعبہ شریف کے بھاری بھر کم پتھر اپنے شانہ اقدس پر اٹھائے حتیٰ کہ ان پتھروں کی رگڑ سے شانہ مقدس زخمی ہو گیا!

تعمیر کعبہ مشرفہ کا کام حسن و خوبی سے سرانجام پا رہا تھا کہ اچانک ہی حجر اسود کی تنصیب پر قبائلی تعصب نے اپنا کام دکھایا اور معززین قریش کے درمیان تنصیب حجر اسود پر ایسا نزاع پیدا ہو گیا جس کا نتیجہ کشت و خوں کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔ ہر قبیلہ حجر اسود کی تنصیب کا مقدس کام اپنے ہاتھوں سے سرانجام دینے کا خواہشمند تھا! ادھر بنو عبدالدار نے باہم فیصلہ کیا کہ اس مقدس و متبرک کام کو وہ

Marfat.com

اپنے ہاتھوں سے سرانجام دیں گے۔ بصورت دیگر خون کی ندیاں بہادیں گے۔ اس عہد و پیمان کو پختہ کرنے کے لئے انہوں نے خون سے بھرے ہوئے پیالے میں اپنا ہاتھ ڈبو کر ثابت قدم رہنے کی قسم کھائی۔

چار پانچ روز تک بحث و تمحیص جاری رہی قریشی تلواریں نیاموں سے نکل کر اپنے بھائیوں کے خون سے اپنی پیاس بجھانے کے لئے تڑپنے لگیں کہ ابوامیہ بن مغیرہ کھڑا ہوا۔ اس نے تجویز دی کہ اس شخص کو حکم بنالیا جائے جو کل سب سے پہلے حرم کعبہ میں داخل ہو وہ جو فیصلہ کرے اس پر بلا چون و چرا عمل کیا جائے اس امر کا متفقہ فیصلہ کرلیا گیا۔ آنے والی صبح دانش اعظم محمد ﷺ کی صبح تھی! دوسری صبح دیکھنے والوں نے دیکھا کہ باب شیبہ سے صادق و امین محمد ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ دیکھنے والوں کی مسرت قابل دید تھی وہاں موجود بزرگ ترین شخص نے کہا۔

''یہ تو محمد ﷺ ہیں ہم سب ان کے فیصلہ پر راضی ہیں''

قریش خوش نصیب تھے آنے والا رحمت العالمین تھا۔ آپ ﷺ کی رحمت سے کون محروم رہ سکتا تھا! آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک زمین پر بچھائی حجر اسود کو اٹھا کر چادر کے درمیان میں رکھ دیا پھر آنحضور ﷺ نے ہر قبیلہ خاندان کے ایک ایک سردار کو طلب فرمایا جب تمام سردار حاضر ہو گئے تو آپ ﷺ نے حکم دیا سب مل کر چادر کو تھام لیں اور کعبہ شریف تک لے جائیں۔ جب سرداران قریش اس عظمت و بزرگی والے پتھر کو دیوار کعبہ کے قریب لے آئے آپ ﷺ نے اپنے مقدس ہاتھوں سے حجر اسود کو اٹھا کر۔ مقام مقررہ پر نصب فرما دیا۔ اس مقدس و متبرک کام میں شرکت کا فخر سب کو حاصل ہو گیا۔ شیطان لعین کی طرف سے فتنہ و فساد کے بھڑکنے والے شعلے آپ ہی آپ سرد ہو گئے۔ ہر طرف مسرت و شادمانی کی لہر دوڑ گئی۔ ہر فرد و بشر آپ کی حکمت و دانائی کا معترف ہو گیا۔ صادق و امین کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی شہرت حکیم و دانا کے طور پر بھی چار سو پھیل گئی۔ فتح مکہ کے پر مسرت موقع پر آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے فرمایا تھا۔

''اے عائشہ! تو نہیں دیکھتی کہ تری قوم کا سرمایہ کم ہو گیا تو انہوں نے حجر کا رقبہ کعبہ سے باہر نکال دیا۔ اگر تمہاری قوم کفر سے نئی نئی تائب نہ

Marfat.com

ہوئی ہوتی تو میں کعبہ کو گرا دیتا اور اس کے شرقاً غرباً دو دروازے رکھتا اور
حطیم کو کعبہ میں داخل کر دیتا''۔

یہ خواہش نبوی ﷺ زمانہ حال تک تشنہ تکمیل ہے اگرچہ عبداللہ بن زبیرؓ نے اس کی تعمیل کر دی تھی مگر یوسف بن حجاج نے سیاسی وجوہات پر کعبہ کو گرا کر بنیاد ابراہیمی کی بجائے قریش کی بنیاد پر کعبہ کو نئے سرے سے تعمیر کر دیا تھا۔ حجاج بن یوسف کی تعمیر زمانہ حال تک قائم ہے اور سرور کائنات رسول آخر و اعظم ﷺ کی خواہش مقدس تشنہ تکمیل ہے!

Marfat.com

۳

اظہار بعثت

☆ پڑھیے اپنے رب کے نام سے:

حضور علیہ الصلوۃ والسلام جب تینتیس سال کی عمر کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر اپنے اسرار و موز کھولنا شروع کر دیئے۔ وحی کی آمد سے پہلے عرصہ سات سال تک آپ ﷺ پر مستور حقیقتیں وا ہوتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ رویائے صادقہ کے ذریعے آپ ﷺ کو اپنی قدرت سے آشنا کرتا رہا اس ذات بابرکات نے اپنے محبوب رسول سبب کائنات رحمت العالمین ﷺ پر اپنے غیبی اسرار وا کر دیئے۔ اب اللہ تعالیٰ نے عالم پر آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کے اظہار کا فیصلہ کر لیا۔

آپ ﷺ کا قاعدہ تھا کہ آپ رجب شعبان اور رمضان کے مہینوں میں مکہ کے شمال میں واقع جبل نور کی چوٹی پر تشریف لیجاتے جہاں غار حرا میں مراقبہ و استغراق کرتے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے اور اس ذات لاشریک کی نصرت و حمایت طلب فرمایا کرتے تھے۔

جب آپ ﷺ چالیس سال کے ہوئے تو ایک روز غار حرا میں مصروف عبادت رب لاشریک تھے کہ اللہ کا فرشتہ جبرائیل حاضر خدمت ہوا۔ جبرائیل امین علیہ السلام نے سرور کائنات ﷺ سے کہا ''پڑھیے''۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''میں پڑھنے والا نہیں''۔ جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو اپنے سینے سے لگا کر بھینچا پھر کہا ''پڑھیے'' آپ ﷺ نے مکرر فرمایا ''میں پڑھنے والا نہیں۔ فرشتے نے پھر آپ کو سینے سے لگا کر بھینچا اور تیسری بار کہا۔ ''پڑھیے'' آپ ﷺ نے تیسری بار فرمایا ''میں پڑھنے والا نہیں'' اب کی بار جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا۔

Marfat.com

''پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے' پڑھئے! آپکا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا انسان کو جو وہ نہیں جانتا تھا۔ سورۃ العلق

جب جبرائیل امین نے رب کے نام سے پڑھنے کو کہا تو سرور عالم ہادی دو جہاں علم کے شہر محمد الرسول اللہ ﷺ نے فوراً اللہ لاشریک کا کلام مقدس دہرا دیا۔

میری جان قربان آپ ﷺ نے اپنے اللہ قادر مطلق کے نام کے علاوہ کسی چیز' کسی کلام کو کبھی لائق توجہ سمجھا ہی نہ تھا۔ تو یہاں کیسے پڑھتے' رسول اللہ ﷺ نے کلام ربانی سن کر دل میں محفوظ کر لیا۔ امانت الٰہی سے آپ ﷺ کا دل مبارک کانپ رہا تھا۔ آپ ﷺ گھر تشریف لائے اور ام المومنین حضرت خدیجہ کبریٰؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ ''مجھے چادر اوڑھاؤ'' ''مجھے چادر اوڑھاؤ'' حضرت خدیجہؓ نے حسب ارشاد چادر اوڑھا دی یہاں کہ آنحضور ﷺ پرسکون ہو گئے' تب آپ ﷺ نے' سارا ماجرہ حضرت خدیجہؓ کو سنایا اور فرمایا'' خدیجہؓ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔'' ام المومنین خدیجہؓ نے حضور اعلیٰ و اولیٰ ﷺ کی دھاڑس بندھائی اور کہا۔

''ہرگز نہیں' خدا کی قسم اللہ تعالیٰ کبھی آپ ﷺ کو بے آبرو نہیں کریگا۔ آپ ﷺ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ صلح رحمی کرتے ہیں کمزوروں اور ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں مفلس و نادار کو اپنی پاک کمائی سے حصہ دیتے ہیں مہمان کی مہمان نوازی اور مصیبت زدوں کی مدد اور دستگیری فرماتے ہیں''۔

حضرت خدیجہؓ نے جو ارشاد فرمایا حرف بہ حرف سچ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کبھی بھی بے آبرو نہ کیا بلکہ عزو شرف' عظمت و وقار سے ہر آن اور ہر گھڑی نوازا حضرت خدیجہؓ اس کے بعد آپ ﷺ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔

ورقہ بن نوفل اس دور نا مسعود میں بت پرستی اور شرک سے اجتناب کرتے تھے شرک چھوڑ کر انہوں نے نصرانیت اختیار کر لی تھی اس وقت وہ ضعیف العمر تھے اور ان کی آنکھوں کا نور زائل ہو

Marfat.com

چکا تھا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی زبانی نزول وحی کا واقعہ سنا تو کہا! اے بھتیجے یہ وہی ناموس اکبر ہے جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوا تھا۔ اے کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب تمہاری قوم تمہیں نکالے گی۔ آنحضور ﷺ نے استفسار فرمایا ''کیا میری قوم مجھے نکال دے گی؟'' ورقہ بن نوفل نے کہا۔ ''کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی شخص وہ چیز لے کر آیا ہو جو آپ ﷺ لائے ہیں اور اس سے دشمنی نہ کی گئی ہو اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو تمہاری مدد کروں گا۔

آنحضور ﷺ ورقہ بن نوفل کی گفتگو سن کر واپس تشریف لے آئے رفتہ رفتہ آپ ﷺ کی حالت مزید بہتر ہوگئی' آپ ﷺ نے دوبارہ غار حرا میں جا کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کا سلسلہ شروع کر دیا نزول وحی کا یہ پہلا واقع ۲۷ رمضان المبارک کی مبارک شب کو پیش آیا۔

☆ کارواں بنتا گیا:

آغاز وحی کے چھ ماہ بعد تک آپ ﷺ غار حرا میں حسب سابق تشریف لے جاتے رہے مگر حضرت جبرائیل امین دوبارہ حاضر خدمت نہ ہوئے۔ آپ ﷺ کے دل میں کلام الٰہی سننے کا اشتیاق بڑھ گیا اس مرحلہ پر جبرائیل امین حاضر خدمت ہوئے۔ انہوں نے آپ ﷺ تک حکم الٰہی پہنچایا:۔

> اے کملی والے اٹھئے! اور لوگوں کو ڈرائیے۔ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے۔ اور اپنے لباس کو پاک رکھئے۔ اور بتوں سے (حسب سابق) دور رہئے! کسی پر احسان نہ کیجئے زیادہ لینے کے لئے۔ اور اپنے رب کی رضا کے لئے صبر کیجئے۔ سورۃ المدثر

کار نبوت کا اذن ملتے ہی پیغمبر آخر و اعظم ﷺ نے دعوت حق کی اشاعت کا حق ادا کر دیا آپ ﷺ نے ابتدا اپنے گھر سے کی آپ ﷺ کے صدق وصفا اور مقصد کے سچا ہونے کی یہ قطعی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے دعوت حق کی ابتدا ان لوگوں سے کی جو آپ کے ظاہر و باطن سے کما حقہ واقف تھے۔ آپ ﷺ کی دعوت حق پر سب سے پہلے حضرت خدیجہ کبریٰ ؓ نے لبیک کہی وہ اپنے محبوب شوہر اور محبوب رب العالمین کی اقتداء میں قادر مطلق' خدائے لاشریک' اللہ رب العزت' کے حضور سربسجود

Marfat.com

ہو گئیں انہوں نے خدائے ذوالجلال کی وحدانیت اور محمد ﷺ کی رسالت کا زبان سے اقرار کیا اور دل سے تصدیق کر دی۔

حضرت علیؓ جو اس وقت کم سن تھے۔ انہوں نے حضرت خدیجہؓ اور رسول خدا ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے حضور سر بسجود دیکھا تو عرض کیا۔ ''آپ دونوں کس کے حضور سجدہ ریز تھے''؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''اس کے حضور جس نے مجھے نبوت عطا فرما کر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کا حکم دیا''۔ پھر فرمایا۔ ''اے علیؓ! اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرو' میری نبوت پر ایمان لاؤ' لات ومنات اور ان جیسے بتوں کی پرستش چھوڑ دو''۔ آپ ﷺ نے قرآن پاک کی مختصر تلاوت فرمائی' حضرت علیؓ چونکہ کم سن تھے' خود سے فیصلہ کرنے کی بجائے اپنے والد سے مشورہ کرنا چاہا' رات اضطراب میں گزاری' صبح بنا مشورہ کئے دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی واحدنیت اور محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان لے آئے۔ ان دونفوس قدسیہ کے ساتھ ساتھ حضرت زیدؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی دولت ایمان سے سرفراز ہو گئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ چونکہ صاحب حیثیت قریش تھے آپؓ شرافت' دیانت' خلوص اور حیا کا پیکر تھے۔ قرب جوار میں آپؓ کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ لہٰذا آپ کی شخصیت اور ترغیب وہدایت کیوجہ سے حضرت عثمان' حضرت زبیر' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت طلحہ رضوان اللہ اجمعین' اللہ وحدہٗ لاشریک اور محمد الرسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آئے۔

رسول اللہ ﷺ کی یہ دعوت حق' نہایت خاموشی سے جاری رہی۔ عبادت خداوندی' تا حال' کھلے عام کرنے سے گریز کیا جا رہا تھا۔ جب اولیں مسلمانوں کی تعداد تیس تک جا پہنچی تو آنحضرتؐ نے ایک وسیع گھر تبلیغ وتعلیم دین کے لئے منتخب فرما لیا۔ یہ سعادت حضرت زید بن ارقمؓ کے حصہ میں آئی' دار ارقم کو اسلام کی پہلی درس گاہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ ایسا شرف کہ قیامت تک برقرار رہے گا۔

اس خاموش اور پوشیدہ طریقے پر دین حق کی تبلیغ وتعلیم کا سلسلہ تین سال تک جاری رہا۔

Marfat.com

دین اسلام کی خوشبو دار ارقم سے نکل کر مکہ کے چاروں اور پھیل گئی۔ قبیلہ قریش کے بہت سے افراد حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ پر ایمان لانے میں سبقت لے جانے والوں میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، خالد بن سعیدؓ، ابو ذر غفاریؓ، حضرت صہیب رومیؓ، حصینؓ، عمر بن عقب اسلمیؓ، حضرت حمزہؓ، اور حضرت عمر فاروقؓ، شامل تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ اسلام قبول کرنے والوں میں چالیسویں نفس قدسیہ تھے۔

☆ سیدنا عمر فاروقؓ کیسے ایمان لائے:

حضرت عمر فاروقؓ قوی ہیکل، بلند قامت، مضبوط اعصاب سخت مزاج، مگر پر تاثیر گفتگو کرنے والے ذہین وفطین انسان تھے حق گوئی و بے باکی میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔

مکہ کی مشرکانہ فضا میں حضرت محمد ﷺ نے ترانہ توحید بلند فرمایا تو ہر طرف ارتعاش سا برپا ہو گیا۔ جو لوگ آفتاب رسالت ﷺ کے نور سے فیض یاب ہو چکے تھے انہیں اپنے آبائی دین سے کوئی محبت باقی رہی تھی نہ اپنے آباء سے...... ان کے ایمان کی یہ کیفیت تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت کے سامنے انہیں اپنا ہر رشتہ ہیچ نظر آتا تھا۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس پر وہ اپنے ماں باپ خود اپنی جان اور اپنی اولاد تک قربان کرنے کو تیار تھے۔ مگر جو لوگ دولت ایمان سے تا حال محروم تھے آپ ﷺ کی جان کے درپے تھے۔

عمر بن خطاب ۲۶ سالہ پر جوش جوان تھے مگر معاملات پر گہری نظر رکھتے تھے۔ دیکھ رہے تھے کہ صدیوں سے رائج بت پرستی جو قریش کے خون میں داخل ہو چکی تھی، کی بنیادیں ہل کر رہ گئی تھیں۔ مکہ کا وہ معاشرہ جس میں خاندانی تعصب کی بدولت ہم آہنگیت یکجائی اور یگانگت کے گہرے اور نا قابل تقسیم جو ہر پائے جاتے تھے۔ صدیوں پر محیط اپنے اس کردار کی وجہ سے ٹھوس چٹان کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جو پیغام دیا تھا وہ برق بن کر اس ٹھوس چٹان پر گرا اور اسے پاش پاش کر کے رکھ دیا۔ نا قابل تقسیم معاشرہ اب واضح طور پر دو گروہوں میں بٹ گیا کل تک پتھر کے خداؤں کے سامنے جو لوگ سر بسجود تھے۔ آج محمد ﷺ کے دین برحق کو اپنا کر ان بے جان و بے حس

Marfat.com

خداؤں کے منہ پر تھوک رہے تھے۔ کل تک جو اپنے بھائی کی امداد پر کمربستہ تھے چاہے وہ ظالم تھا یا مظلوم آج اس بھائی کو درخور اعتنا نہ سمجھ رہے تھے۔ بھائی تو بھائی اگر ان کا باپ یا بیٹا بھی محمد الرسول اللہؐ کے بتائے ہوئے راستے پر نہیں چل رہا تھا تو ان کی نظر میں وہ کسی رشتے کا مستحق تھا نہ پیار محبت کا ......غرض پورا معاشرہ ایک عجیب تبدیلی کی زد میں تھا۔ ایسی تبدیلی جو سرداران قریش کی اکثریت کو سمجھ آ رہی تھی نہ ہضم ہو رہی تھی۔

عمر بن خطاب جیسا پر جوش جوان بھلا کیونکر چپ بیٹھ سکتا تھا۔ وہ بہت غور و خوض کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ اس انقلاب کا راستہ روکنا چاہئے۔ جو صدیوں سے قائم نظام کو تہہ بالا کرنے کے لئے سیلاب بلا کیطرح آگے بڑھ رہا تھا۔

عمر بن خطاب نے فیصلہ کر لیا کہ اس شخص کا قصہ تمام کر دینا چاہئے جو نظام کہنہ کو تباہ کر دینے پر تلا بیٹھا تھا۔ انقلاب کو روکنے کے لئے داعی انقلاب کو روکنا' اسے صفحہ ہستی سے مٹانا ضروری تھا۔ عمر بن خطاب برہنہ تلوار لے کر اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے گھر سے چل پڑے۔ کاتب تقدیر مسکرایا عمر بن خطاب سے بڑا منصوبہ ساز اپنے منصوبے کی تکمیل میں منہمک تھا۔ عمر بن خطاب جوش جوانی جلال خاندانی اور قہر سامانی کے ساتھ اس ہستی کو ختم کرنے چلے تھے۔ جو عمر بن خطاب سے اپنے اسلام کی تقویت کے متمنی تھے جن کے دست دعا عمر بن خطاب کی فلاح و بلندی کے لئے بلند ہو چکے تھے عین دو پہر کا وقت تھا برہنہ تلوار گلے میں لٹکائے سبک قدم عمر عزم بالجزم سے اپنی دھن میں مگن چلے جا رہے تھے۔ نعیم بن عبداللہ نے جب یہ تیور دیکھے تو بلا تامل پوچھا ''عمر بن خطاب کدھر جانے کا ارادہ ہے''؟

عمر بن خطاب: اس شخص کا قصہ تمام کرنے جا رہا ہوں جس نے اس شہر امن کا سکون تباہ کر دیا ہے گھر گھر میں نفرت کے انگارے دہکا دیئے ہیں۔

نعیم بن عبداللہؓ: ادھر بعد میں جانا پہلے اپنے گھر کی خبر لو۔ تیری بہن فاطمہ اور تیرا بہنوئی سعید اس نبی ﷺ کا کلمہ پڑھ چکے ہیں۔

یہ خبر سن کر عمر بن خطابؓ کے اوسان خطا ہو گئے ذرا دیر پہلے جس رعونت و تکبر کا اظہار کر

Marfat.com

رہے تھے اس نے ندامت اور غصے کا روپ دھار لیا۔

پورے غیض وغضب کے عالم میں اپنی بہن کے دروازے پر دستک دی گھر سے کلام ربانی کی تلاوت کی پر تاثیر آواز آ رہی تھی۔ اندر سے آواز آئی ''کون''؟ کڑک کر جواب دیا خطاب کا بیٹا عمر! اہل خانہ سہم گئے۔ لوح قرآنی کو سمیٹ کر ایک طرف رکھ دیا حضرت خباب بن ارت جو قرآن پاک کی تعلیم دے رہے تھے کمرے میں چھپ گئے فاطمہؓ نے دروازہ کھولا' عمر بن خطاب دھاڑے! ''اپنی جان کی دشمن مجھے پتہ چلا ہے تو مرتد ہو چکی ہے۔ اپنا آبائی دین چھوڑ کر تم نے نیا دین اپنا لیا ہے''۔ عالم طیش میں عمر نے اپنی بہن کو پیٹنا شروع کر دیا حضرت سعیدؓ آگے بڑھے تو ان پر بھی وار کیا پے در پے وار کرتے کرتے فاطمہؓ وسعید کو لہولہان کر دیا جب ہاتھ روکا' اپنی بہن کا بہتا ہوا خون مگر عزم صمیم دیکھا تو دل بھر آیا...... گویا ہوئے ''بھلا دکھاؤ تو سہی تم کس کلام کی تلاوت کر رہی تھیں''؟ بہن نے دوٹوک لفظوں میں جواب دیا برادر محترم! بوجہ شرک تم ناپاک ہو اور کوئی ناپاک شخص اس کلام الٰہی کو چھو نہیں سکتا۔ عمر بن خطاب نے فوراً غسل کیا۔ حضرت فاطمہؓ نے وہ صحیفہ آسمانی اپنے بھائی کے ہاتھ میں تھما دیا سورۃ طٰہٰ کی آیات مبارکہ دیکھیں ان کا بغور مطالعہ کیا عمر بن خطاب کا پتھر دل پانی پانی ہو گیا آنکھوں سے اشک رواں تھے۔ انکی ماہیت قلب بدل چکی تھی۔ بے چین ہو کر دریافت کیا۔ ''وہ ہادی آنحضور ﷺ کہاں تشریف رکھتے ہیں''؟ معلوم ہونے پر فوراً دار ارقم پہنچے دروازے پر دستک دی رسول اللہ ﷺ اپنے چند جانثاروں کے ہمراہ وہاں تشریف فرما تھے ایک صحابی نے دروازے کی درز سے دیکھا باہر عمر بن خطاب برہنہ تلوار ہاتھ میں لئے کھڑے تھے۔ اصحاب رسول کسی قدر سراسیمہ ہو گئے' شیر قریش حمزہ نے فرمایا دروازہ کھول دو' اگر عمر بن خطاب نیک ارادے سے آیا ہے تو درست ورنہ اسی کی تلوار سے اس کے سر پر غرور سے اس کے کندھوں کو سبک بار کر دوں گا۔ دروازہ کھلا' عمر بن خطاب' اپنی تلوار رسول رحمت ﷺ کے قدموں میں ڈال کر عرض کرتا ہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِo

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپؐ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

Marfat.com

فرط مسرت سے رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس سے کلمہ ''اللہ اکبر'' ادا ہوتا ہے دعائے رسول اللہ اور اللہ کا انتخاب، عمر بن خطاب اب فاروق اعظم کے بلند تر مرتبے پر فائز ہو جاتے ہیں۔ چند لمحے قبل جو ہستی عمر بن خطابؓ کے نزدیک قابل گردن زدنی تھی۔ اب اس پر وہ اپنی جان نچھاور کرنے کو بے قرار تھے جس انقلاب کو عمرؓ روکنا چاہتے تھے اب اسی انقلاب سے بڑھ کر کوئی چیز ان کے نزدیک مرغوب تر نہ رہی تھی۔ جن بتوں کی عبادت وہ اپنا فرض سمجھتے تھے۔ ان سے بڑھ کر ان کیلئے قابل نفرت کوئی دوسری چیز نہ رہی تھی۔ عمر بن خطاب اب فاروق اعظم تھے اور فرق صاف نظر آ رہا تھا۔

اب تک مسلمان اپنی عبادت کو پوشیدہ طریقے پر سرانجام دے رہے تھے۔ مگر حضرت عمر فاروقؓ کی حمایت حاصل ہونے پر کعبہ شریف میں پہلی بار کھلے عام نماز ادا کی گئی۔

☆ دعوت حق:

تبلیغ دین کا سلسلہ حسب سابق جاری رہا حتیٰ کہ تین سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا:

''آپ ﷺ! ڈرایا کریں اپنے قریبی رشتہ داروں کو، اور نیچا کیا کیجئے اپنے پروں کو ان لوگوں کے لئے جو آپ ﷺ کی پیروی کرتے ہیں اہل ایمان سے'' (سورۃ شعراء)

رسول اللہ ﷺ حکم الٰہی سن کر گہری سوچ میں ڈوب گئے کئی دنوں تک آپ ﷺ اس حالت میں رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ کی پھوپھیوں کو اندیشہ لاحق ہو گیا کہ کہیں آپ ﷺ علیل تو نہیں ہیں ان کے پیار بھرے استفسار پر آپ ﷺ نے انہیں مطمعن کیا اور بتایا کہ آپ ﷺ حکم الٰہی کی تعمیل میں اپنے قرابت داروں اور رشتہ داروں کو دعوت حق دینا چاہتے ہیں۔ وہ نیک بیبیاں چاہتی تھیں آپ ﷺ ابولہب کو اس دعوت میں نہ بلائیں کیونکہ اس بدبخت سے انہیں کسی خیر کی توقع بالکل نہیں تھی۔

دوسرے روز بنو عبدالمطلب کو رسول اللہ ﷺ نے بلا بھیجا تو اولاد عبدالمطلب کے ساتھ اولاد عبد مناف بھی حاضر خدمت ہوئی، حاضرین دعوت کی تعداد پینتالیس تھی۔ قبل اس کے کہ آپؐ آغاز گفتگو کرتے ابولہب سلسلہ گفتگو شروع کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی دعوت حق کو موجب فتنہ و

Marfat.com

فساد قرار دے کر خاندان کو آپ ﷺ کی حمایت وتعاون سے باز رہنے کی تلقین کرنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ دعوت بغیر کسی بات کے ختم ہوگئی۔

چند روز بعد آپ ﷺ نے دوبارہ ان لوگوں کو طلب فرمایا منجملہ دیگر باتوں کے ارشاد ہوا۔

''سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اس سے مدد طلب کرتا ہوں اور اس پر ایمان لایا ہوں اور اسی پر توکل کرتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے جو یکتا ہے جس کا کوئی شریک نہیں''۔

اس ذات کی قسم جس کے بغیر اور کوئی معبود نہیں میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف بالخصوص اور تمام انسانیت کیطرف بالعموم۔ بخدا تمہیں موت اسطرح آئے گی جسطرح تمہیں نیند آتی ہے اور قبروں سے زندہ اٹھائے جاؤ گے جیسے تم خواب سے بیدار ہوتے ہو اور جو تم عمل کرتے ہو ان کا تم سے محاسبہ ہوگا۔ تمہارے اچھے اعمال کی اچھی جزا اور برے کاموں کی بری جزا تمہیں دی جائے گی۔ ٹھکانہ ابدی جنت ہے یا ابدی جہنم!...... بخدا اے فرزندان عبدالمطلب! میں کسی ایسے نوجوان کو نہیں جانتا جو اس چیز سے بہتر اپنی قوم کے پاس لے کر آیا ہو جو میں لے کر آیا ہوں میں تمہارے پاس دین ودنیا کی خیر وفلاح لے کر آیا ہوں''۔

سامعین خطبہ میں سے سوائے ابولہب کے تمام لوگوں نے معقول رویہ اختیار کیا تاہم اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ان شریف زادوں سے دریافت فرمایا کیا نیکی اور بھلائی کے اس کام میں وہ آپ ﷺ کا ساتھ دیں گے۔ تو وہ سب کے سب مہر بلب رہے' مگر حضرت علیؓ جن کی عمر اس وقت صرف تیرہ سال تھی کھڑے ہوئے اور فرمایا! ''اگرچہ میری آنکھیں دکھ رہی ہیں' گو میری ٹانگیں پتلی ہیں اور میں سب سے کم عمر ہوں تاہم میں آپ ﷺ کا ساتھ دوں گا''۔ قریش کے لئے یہ منظر حیرت انگیز تھا ان کے روبرو دو جوان دنیا کی قسمت کا فیصلہ کر رہے تھے انہوں نے ان بابرکت ہستیوں کا تمسخر

Marfat.com

اڑایا مگر وہ غلطی پر تھے۔قسمت نوع بشر' واقعی اب ان جواں سال' جواں ہمت اور جواں فکر سرداران کے ہاتھ میں تھی۔

☆ دعوتِ عام:

آپ ﷺ جب اپنے قرابت داروں تک پیغام حق پہنچا چکے تو اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا!

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ

اے میرے محبوب! حق کو کھول کر بیان کیجئے اور مشرکین کیطرف سے منہ پھیر لیجئے۔ سورۃ الحجرۃ

اذن دعوت مل جانے پر آپ ﷺ نے ہر قسم کے خوف اور ڈر کو پس پشت ڈال دیا اللہ کی مدد اور نصرت پر بھروسہ کرتے ہوئے ایک روز صبح کے وقت آپ ﷺ کوہ صفا پر تشریف لے گئے تمام اہل مکہ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا۔ یا صباحا۔ ہائے آفتِ صبح!

عرب دستور کے مطابق ایسی صدا وہ شخص دیا کرتا تھا۔ جو اپنے قبیلے کو کسی آنے والی آفت سے خبردار کرنا چاہتا تھا۔ جہاں جہاں تک یہ آواز پہنچی لوگ دوڑے آئے جن لوگوں تک صدا نہ پہنچ پائی تھی۔ ان تک سننے والوں نے پہنچا دی کچھ ہی دیر میں اہل مکہ کے تمام گھرانوں کے سرکردہ افراد کوہ صفا کے دامن میں جمع ہو گئے جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اگر میں یہ کہوں اس پہاڑ کے عقب سے ایک حملہ آور فوج چلی آ رہی ہے تو کیا تم مجھ پر اعتماد کرو گے''؟ قریش یک زبان بولے ...... ہاں کیوں نہیں ہم نے تم کو ہمیشہ سچ بولتے پایا ہے۔ تب آپ نے فرمایا......

اے اولاد عبدالشمس! اے اولاد کعب بن لوی! اے خاندان عرہ بن کعب! اے خاندان عبد مناف! اے بنو ہاشم! اے اولاد عبدالمطلب! اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ اے میری پیاری بیٹی فاطمہ! تم بھی اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچالو کیونکہ میں اللہ کی طرف سے کسی چیز کا مختار نہیں ہوں سوائے اس کے کہ میری تم سے قرابت

Marfat.com

داری ہے تو میں اس کا حق ادا کرتا رہونگا البتہ میرے مال میں سے جتنا چاہو مانگ لو۔ آپ ﷺ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔

''اے گروہ قریش! اپنی جانیں اللہ سے خرید لو میں اللہ کی کسی چیز سے تمہیں آسودہ حال نہیں کر سکتا میں تو ایک سخت عذاب سے تمہیں ڈرانے والا ہوں، میری اور تمہاری مثال اس شخص کی سی ہے۔ جس نے دشمن دیکھ لیا ہو اور وہ اپنے اہل خاندان کا دیدبان بن جائے، اسے خدشہ محسوس ہو کہ وہ (اہل خاندان) دشمن کیطرف بڑھ جائیں گے، اور وہ (پکارنے والا) پکارنے لگے ہوشیار ہو جاؤ۔ ہوشیار!''

جب قریش نے، یہ دعوت حق سنی تو ناراض ہوئے، لعین ابولہب سخت طیش میں آ گیا آپ ﷺ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ ''تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں، کیا تو نے اس بات کے لئے ہمیں پکارا تھا''۔

آپ ﷺ یہ کلمات سن کر بہت دل گرفتہ ہوئے، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی دل آزاری کرنے والے کو دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں کہیں کا نہ چھوڑا۔ غیرت الٰہی جوش مین آ گئی وحی نازل ہوئی۔

اے محبوب ﷺ! ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک ہوا۔ نہ کام آیا اس کا مال اور کوشش۔ عنقریب وہ آگ میں جل کر بھسم ہو جائے گا اور اس کی بیوی کے گلے میں کھجور کی رسی ہوگی اور وہ ہلاک ہو جائے گی۔ سورۃ اللھب

Marfat.com

۴

قریش کی نادانیاں

اللہ کے رسول ﷺ نے جب اللہ کی واحدانیت اور دین حق کا کھلے عام اعلان کیا۔ تو کفار مکہ بہت پریشان ہو گئے' آپ ﷺ نے اب پتھر کے بے جان بتوں کو پوجنے کی اعلانیہ مخالفت شروع کر دی۔ لوگ دور و نزدیک سے آپ ﷺ کی دعوت حق کو سننے کیلئے آنے لگے۔ قریش مکہ کو اپنا عبرت ناک انجام صاف نظر آنے لگا' ان کی سیادت' قیادت' عز و شرف' اور تولیت کعبہ خطرے میں پڑ گئی۔ وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس مشن سے باز رکھے بغیر' اس خطرے کا سد باب کرنا ممکن نہیں۔

قریش مکہ یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ محمد الرسول اللہ ﷺ اپنی کسی ذاتی غرض خواہش اور خوشی کے لئے یہ سب تگ و دو کر رہے تھے۔ لہٰذا انہیں ترغیب یا خوف سے ''راہ راست'' پر لایا جا سکتا ہے'' اکابرین قریش کی نادانیاں قابل دید تھیں انہوں نے فیصلہ کیا کہ سردار ابو طالب سے بات کی جائے' انہیں اپنے بھتیجے کی حمایت و تعاون سے دست کش ہونے پر مجبور کیا جائے۔ تا کہ' محمد ﷺ اپنی سرگرمیوں سے باز آ جائیں سرداران قریش عتبہ' شیبہ ابو سفیان' ابو حتری' اسود بن عبدالمطلب' ابو جہل' ولید اور عاص بن وائل وفد کی صورت میں حضرت ابو طالب کے پاس گئے اور عرض مدعا اسطرح بیان کیا۔

''اے ابو طالب! تمہارا بھتیجا محمد ہمارے خداؤں اور ہمارے آباؤ اجداد کو برا بھلا کہتا ہے ہمارے مذہب میں عیب نکالتا ہے' ہمارے بزرگوں کو احمق اور اسلاف کو گمراہ شمار کرتا ہے۔ اب یا تو تم اسے ان زیادتیوں سے روکو یا تم ہمارے اور اس کے درمیان سے نکل جاؤ۔

Marfat.com

کیونکہ (بلحاظ عقیدہ) تم بھی ہماری طرح اسکے خلاف ہو۔اس کی جگہ ہم تمہارے لئے کافی ہونگے"۔

حضرت ابو طالب نے یہ تمام گفتگو، صبر وتحمل اور حوصلے سے سماعت کی اور قریش مکہ کو سمجھا بجھا کر معاملہ ٹال دیا۔قریش مکہ کہاں نچلے بیٹھ سکتے تھے۔تھوڑے عرصہ کے بعد ایک دوسرا وفد حضرت ابو طالب کے پاس پہنچا۔امیر وفد نے کہا:۔

"اے ابو طالب! تم ہمارے درمیان عمر، شرف اور بزرگی میں بڑا درجہ رکھتے ہو۔ہم نے مطالبہ کیا تھا کہ اپنے بھتیجے سے ہمیں بچاؤ، مگر تم نے ایسا نہیں کیا۔خدا کی قسم جس طرح ہمارے معبودوں اور بزرگوں پر حرف گیری کی جاری ہے اسے ہم برداشت نہیں کرسکتے اس لئے آپ درمیان میں سے ہٹ جائیں۔الا آنکہ تم اسے باز رکھو یا پھر ہم اس سے بھی اور تم سے بھی لڑیں گے یہاں تک کہ ایک فریق کا خاتمہ ہو جائے گا"۔

☆ ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند:

سرداران قریش نے اب کی بار ابو طالب کو واضح دھمکی دی تھی۔انہوں نے اتمام حجت کی خاطر رسول اللہ ﷺ سے کہا" جان عم! مجھ پر ایسا بوجھ مت ڈالو جس کا اٹھانا میرے بس سے باہر ہو"۔ آنحضور ﷺ اپنی دعوت حق سے اس حد تک سرشار تھے کہ راہ حق میں آنے والی ہر کاوٹ اور تکلیف کو عبور کرنے کے لئے تیار تھے، آپ ﷺ نے بلا تامل فرمایا!

"عم محترم! خدا کی قسم یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں اور چاہیں کہ میں دعوتِ حق سے باز رہوں تو میں باز نہیں رہوں گا۔یہاں تک کہ یا تو اللہ تعالیٰ حق کو غالب کردے یا اس جدوجہد میں اپنی جان قربان کردوں"۔ یہ فرما کر آپ ﷺ کی مقدس

Marfat.com

آنکھوں میں آنسو لہرا گئے۔

رسول برحق ﷺ نے جو کچھ فرمایا تاریخ گواہ ہے سچ کر دکھایا' ابو طالب' جو رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی صداقت' آپ ﷺ کے نصب العین کی سچائی پر ایمان رکھتے تھے' بے اختیار پکار اٹھے۔

''جان عم! جاؤ جو کچھ تمہیں پسند ہے اس کی دعوت دو میں کسی چیز کی وجہ سے تم کو نہیں چھوڑوں گا''۔

آپ ﷺ دین حق کی تبلیغ میں مصروف رہے اور قریش مکہ اپنی نادنیوں میں۔

قریش مکہ نادانیوں پر نادانیاں کئے جا رہے تھے۔ جب ان کا دوسرا وفد بھی اپنے مقاصد حاصل کرنے میں ناکام رہا تو انہوں نے ایک تیسرا وفد ترتیب دیا جس میں ولید بن مغیرہ کے جواں سال' تنومند اور خوبصورت وجیح بیٹے عمارہ کو بھی شامل کر لیا گیا۔ وفد قریش کے سربراہ نے حضرت ابو طالب سے کہا۔ اے ابو طالب! ہم ادب سے گزارش کرتے ہیں کہ ہم آپ سے ایک سودا کرنے آئے ہیں' مکہ کے سردار ولید کے پسر عمارہ کو دیکھ رہے ہو اس کا عنفوان شباب اس کا حسن و جمال' اس کی قوت اور توانائی پورے عرب میں ضرب المثل ہے۔ یہ ہم آپ کی نذر کرتے ہیں آپ اسے فرزندی میں لے لیجئے اور بدلے میں محمد بن عبداللہ ہمارے حوالے کر دیجئے۔ جس نے قوم کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا ہے ہم اس کا قصہ تمام کر دیں گے اس طرح آپ کا بھی نقصان نہ ہوگا اور ہم سب بھی ایک بہت بڑی مصیبت سے بچ جائیں گے۔

جب وہ نادان اپنا مدعا بیان کر چکے تو حضرت ابو طالب نے جو جواب دیا وہ سونے کے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے آپ نے فرمایا:۔

> ''واللہ تم میرے ساتھ بہت برا سودا کر رہے ہو۔ مجھے تو اپنا بیٹا دے رہے ہو کہ میں اس کی خاطر مدارات کروں اور اس کی پرورش کروں اور اس کے بدلے میں تم میرا بیٹا لینا چاہتے ہو تا کہ تم اسے قتل کر دو بخدا ایسا ہرگز نہ ہوگا''۔

یہ سن کر مطعم بن عدی بولا' خدا کی قسم' اے ابو طالب تیری قوم نے تیرے ساتھ انصاف کیا ہے' مگر تم نے اس کی پیشکش کو ٹھکرا کر مفاہمت کی ہر کوشش کو سبوتاژ کر دیا۔ حضرت ابو طالب نے جواباً

Marfat.com

فرمایا! اے مطعم! میری قوم نے ہرگز میرے ساتھ انصاف کی بات نہیں کی ہے'' قریش کا نادان وفد ایک بار پھر نامراد واپس لوٹا' حالات سنگین تر ہونے لگے' کشیدگی دن بدن بڑھتی چلی گئی تاہم سرداران قریش نے اب محمد ﷺ کو جادہ حق سے ہٹانے کے لئے تحریص وترغیب سے کام لینے کا فیصلہ کیا' بلاشبہ ان کی عقل ماری جا چکی تھی' کیا کوئی رسول دنیاوی جاہ وچشم کے لئے کار نبوت ترک کر سکتا ہے۔اور پھر' رسول آخر اعظم ﷺ سے ایسی توقع رکھنا نہ صرف عبث ہے بلکہ نادانی' کج فکری' اور کم فہمی کی انتہا ہے۔قریش کی ذہانت وفطانت کفر وضلالت' اور شرک والحاد کیوجہ سے رسول اللہ ﷺ کے نصب العین کو سمجھنے سے قاصر تھی۔

☆ ہم تمہیں بادشاہ تسلیم کرتے ہیں:

عتبہ بن ربیعہ' رئیس قریش نے سرداران قریش کے مشورے سے رسول اللہ ﷺ سے حرم کعبہ میں ملاقات کی' وقت ملاقات کچھ دیر سکوت طاری رہا' پھر عتبہ گویا ہوا۔

''اے میرے بھتیجے! حسب ونسب میں جو تیرا مقام وشرف ہے وہ ہم سب جانتے ہیں لیکن تم نے اپنی قوم کو مصیبت میں مبتلا کر کے اس کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔تو ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہتا ہے ہمارے اجداد کو کافر کہتا ہے ہمارے عقائد کی عیب چینی کرتا ہے۔ میں تمہارے سامنے چند تجاویز رکھتا ہوں ان پر غور کرو جو تجویز تمہیں پسند ہو وہ قبول کرلو''۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا۔''اپنی تجویز پیش کرو میں سننے کے لئے تیار ہوں'' عتبہ نے کہا:۔

''اے محمد! تم جو کر رہے ہو' اگر اس سے تمہارا مقصد مال بنانا ہے تو ہم ترے سامنے دولت کا انبار لگا دیں گے' حتیٰ کہ تو عرب کا رئیس اعظم بن جائے گا۔اور اگر اس کا مقصد سرداری حاصل کرنا ہے تو ہم سب تمہیں دل سے سردار مانتے ہیں بغیر تمہارے حکم کے ہم کوئی قدم نہ اٹھائیں گے۔''اور اگر تم بادشاہی کے طلب گار ہو تو ہم تمہیں بادشاہ تسلیم کرتے ہیں''۔ اگر کسی عارضے کے علاج کی ضرورت ہے تو ہم کروا دیتے ہیں۔

عتبہ نے اپنا کلام جاری رکھا' حضور علیہ صلوٰۃ والسلام خاموشی سے سنتے رہے' جب عتبہ نے

Marfat.com

سکوت اختیار کیا تو رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ اے ابا ولید! تم نے اپنی بات مکمل کر لی ہے۔ پھر آپؐ نے سورۃ حم السجدۃ تلاوت فرمائی۔

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت رحیم اور رحمٰن ہے

حٰم o اتارا گیا ہے یہ قرآن اللہ رحمٰن اور رحیم کی طرف سے یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیات تفصیل سے بیان کر دی گئی ہیں۔ یہ قرآن عربی ان لوگوں کے لئے ہے جو علم رکھتے ہیں یہ خوشخبری اور ڈر سنانے والا ہے۔ بااین ہمہ ان میں سے اکثر نے منہ پھیر لیا ہے اور اسے قبول نہیں کرتے اور انہوں نے کہا' ہمارے دلوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ اس بات سے جس کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان ایک حجاب ہے تم اپنا کام کرو اور ہم اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں''۔

اختتام تلاوت پر آپ ﷺ نے سجدہ تلاوت کیا' عتبہ کلام الٰہی کی تاثیر سے دم بخود تھا۔ تلاوت قرآن' صاحب قرآن کی زبانی سن کر' عتبہ کی حالت بدل گئی' وہ حرم کعبہ میں موجود اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا' اس نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا:۔

''بخدا! میں نے وہاں ایسا کلام سنا ہے۔ جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنا۔ بخدا! وہ شعر ہے نہ جادو اور نہ کہانت ہے اے قوم قریش اب میری مانو اس کو اپنے حال پر چھوڑ دو تم اس سے کنارہ کش ہو جاؤ' جو کلام میں سن کر آیا ہوں' خدا کی قسم! اس کا بہت بڑا نتیجہ نکلنے والا ہے۔ اگر عرب کے دوسرے قبائل اس کے ساتھ جنگ کر کے اس کا خاتمہ کر دیں تو تمہارا مطلب بغیر کسی تکلیف کے پورا ہو گیا اور اگر تمام عرب پر اس نے غلبہ پا لیا تو مفت میں تمہاری حکومت قائم ہو جائے گی۔ اس طرح خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر تم عرب کے تاج و تخت کے مالک بن جاؤ گے!''

عتبہ کے خیالات سن کر سرداران قریش چیخ اٹھے' انہوں نے عتبہ کو طعنہ دیا کہ محمد ﷺ کا جادو' اس کے سر چڑھ کر بول رہا ہے قریش کی طعن و تشنیع سے غضب ناک ہو کر عتبہ نے قسم کھائی کہ وہ آئندہ محمدؐ سے

Marfat.com

بات تک نہ کرے گا۔ بدنصیب عتبہ تم نے یہ کیا کیا؟ اپنی دنیا و آخرت خراب کر لی! کفار مکہ نے اس موقع پر رسول اللہ اور اصحاب رسول ﷺ کی ایذا رسانی کا متفقہ فیصلہ کر لیا۔

☆ ظلم و ستم اور ایذا رسانی:

قریش مکہ نے چاہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کسی نہ کسی طرح، اپنے نصب العین کو ترک کر دیں، پتھر کے جھوٹے خداؤں کی خدائی اور ان کی سیادت و قیادت سے تعرض نہ کریں۔ انہوں نے اپنے اس مقصد کے حصول کے لئے ڈر، خوف، تحریص اور ترغیب کے تمام ہتھکنڈے آزما ڈالے، مگر نور نبوت کو بجھانے میں کسی طور بھی کامیاب نہ ہو سکے! یہ وہ لمحہ تھا، جب قریش نے براہ راست تصادم کا راستہ اختیار کر لیا۔

کفار مکہ نے آپ ﷺ کی ایذا رسانی کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جبکہ رحمت العالمین اپنی قوم بلکہ پوری انسانیت کو دوزخ کی آگ سے بچانے کے لئے پوری تندہی سے میدان عمل میں سرگرم عمل ہو گئے آپ ﷺ سے جو کوئی ملتا، سردار ہوتا یا رعیت، غلام ہوتا یا آزاد، کمزور و ناتواں ہوتا یا طاقتور، مرد ہوتا یا عورت، آپ ﷺ ہر کسی کو انسانیت کی فلاح کا درس دیتے کوئی مقام کیوں نہ ہو حرم ہو یا حرم سے باہر، کوئی میلہ ہو یا بازار، آپ ﷺ ہر کس و ناکس تک دعوت حق پہنچانے میں پیش پیش ہوتے، آپ فرماتے، اے لوگو! کہو! لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اور فلاح پا جاؤ۔ سبحان اللہ فلاح دارین کا کسقدر آسان نسخہ حضور علیہ صلوٰۃ والسلام نے پیش کیا۔

ادھر کفار مکہ آنحضور ﷺ کو آزار پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے، آپؐ کو ایذا پہنچانے میں بدبخت ابولہب اور اس کی جورو ام جمیل پیش پیش تھے رسول اللہ ﷺ ذوالمجاز کے میلے پر لوگوں کو اللہ کی طرف بلا رہے تھے، کہ ابولہب نے آنحضرت ﷺ پر مٹی پھینکنا شروع کر دی وہ کہتا پھر رہا تھا، لوگو! خبردار رہنا یہ شخص تمہیں گمراہ کر رہا ہے۔ ابولہب کی بیوی بھی دشمنی رسول میں اندھی ہو چکی تھی۔ جب سورۃ لہب نازل ہوئی تو اس نابکار خاتون نے ایک لمبوترا پتھر اٹھایا حرم کعبہ میں آنحضور ﷺ پر وہ پتھر پھینکنا چاہا کہ اس کی بینائی سلب ہو گئی اور اس طرح وہ اپنے ناپاک ارادے سے باز رہی۔

Marfat.com

حضور سید یوم النشور کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور ام کلثوم' عتبہ اور عتیبہ پسران' ابولہب کے عقد میں تھیں' آپ ﷺ کی ایذا رسانی کے خیال سے ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں کو حکم دیا کہ اپنی بیویوں کو طلاق دے دو! ان نادانوں نے اپنے باپ کا حکم ماننے میں تامل نہ کیا اور فلاح دارین سے محروم رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے خانہ اقدس کے جوار میں ابولہب اور حکم بن العاص کے مکان تھے۔ وہ اپنے گھروں کا کوڑا کرکٹ خانہ اقدس میں ڈال دیا کرتے تھے' آپ ﷺ مختصر الفاظ میں تعرض فرماتے!

''اے عبد مناف کے بیٹو! تم ہمسائیگی کا حق خوب ادا کر رہے ہو''..........!

خبث باطنی کے اظہار کے لئے وہ گستاخان رسول ﷺ گند اور گوبر اکھٹا کرتے اور رسول اللہ ﷺ کے گھر کے باہر آپ ﷺ کے راستے میں پھینک دیا کرتے تھے' ایک روز عتبہ بن ابی معیط نے روئے نبوت پر تھوک پھینکنے کی ناپاک جسارت کی وہ تھوک اللہ کی قدرت سے اس کے چہرے پر واپس آ گری جہاں گری' وہاں ہمیشہ کیلئے برص کا داغ پڑ گیا۔

ایک دفعہ آپ ﷺ مسجد میں اپنے اللہ کے حضور سجدہ ریز تھے کہ ابوجہل نے اپنی قسم کے باوصف آپ ﷺ کی گردن مبارک پر اپنا ناپاک پاؤں رکھنا چاہا۔ مگر' وہ اس مذموم حرکت سے باز رہا کیونکہ جلال نبوت ﷺ کے روبرو اس کی پیش نہ چلی۔

کفار مکہ نے اپنے رسول ﷺ کے حوصلے اور صبر کو آزمانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا' ایک بار پیکر حسن و جمال' رسالت مآب میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان حالت سجدہ میں تھے کہ عتبہ بن ابی معیط گندی بدبودار اوجھڑی اٹھا لایا۔ اس بدبخت نے وہ غلاظت آنحضور ﷺ کی گردن مبارک پر ڈال دی' کفار یہ منظر دیکھ کر خوش ہوئے' عبداللہ بن مسعودؓ ہاتھ ملتے رہ گئے' حضرت فاطمۃ الزہرا' تشریف لائیں اپنے مقدس ہاتھوں سے اس غلاظت کو صاف کیا' آنحضور ﷺ نے سجدہ سے سر اٹھایا اس لاثانی رسول نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے رحمت العالمین نے ان کفار کے لئے راہ ہدایت کی دعا کی۔ ایک دفعہ اس بدبخت عتبہ بن ابی معیط نے آپ ﷺ کی گردن مبارک میں اس وقت چادر ڈال دی' جب آپ نماز میں مشغول تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ منظر دیکھا تو بے قرار ہو گئے۔ عتبہ

Marfat.com

کو دھکا دے کر پرے ہٹایا۔

ایک بار آنحضور ﷺ طواف کعبہ کر رہے تھے کہ آپ ﷺ جب حجر اسود کے قریب پہنچے تو کفار قریش نے نازیبا حرکتیں کیں اور نامناسب جملے کسے آپ ﷺ خاموشی سے طواف میں مصروف رہے' دوسری بار بھی انہوں نے ایسا کیا جب کفار نے تیسری بار بھی اپنی روش نہ بدلی تو آپ ﷺ نے ان سے مخاطب ہو کر سخت جواب دیا تو قریش کے اوسان خطا ہو گئے! وہ جلال نبویؐ کے سامنے بیٹھ نہ سکے' انہیں اپنا رویہ فوری طور پر بدلنا پڑا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ کفار مکہ زیادتی بھی روا رکھتے تھے مگر آپ ﷺ حلم و تدبر سے کام لے کر خاموش رہا کرتے تھے' لیکن جب کبھی آپ ﷺ نے ضرورت محسوس فرمائی اور کفار مکہ کو جواب دیا انہیں جھڑکا یا کچھ فرمایا تو وہ اپنا رویہ بدلنے پر خود کو مجبور پاتے تھے' یہی وجہ تھی کہ ابو جہل نے آپ ﷺ کا سامنا ہوتے ہی غریب الدیار ارشی تاجر کو اس کے اونٹوں کی قیمت ادا کر دی تھی اور وعدہ کرنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ آئندہ وہ ایسی حرکت سے باز رہے گا' جب قریش مکہ نے ابو جہل کو اس واقعے پر طعن و تشنیع کی اسے بزدلی اور کمزوری کا طعنہ دیا تو ابو جہل نے اپنے ساتھی کفار کو یہ وضاحت پیش کی جب آنحضور ﷺ میرے سامنے آئے تو میں نے دیکھا کہ ان کے دائیں بائیں طاقتور جوان ہاتھوں میں نیزے لئے کھڑے تھے اگر میں انکار کرتا تو وہ نوجوان میرے جسم خاکی میں وہ نیزے اتار کر میرے پرزے اڑا دیتے' اس خوف کی وجہ سے میں نے فوری ادائیگی کی حامی بھر لی۔

رسول اللہ ﷺ کو اگرچہ تضحیک اور گستاخی کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ قریش مکہ رعب نبوت کی وجہ سے اپنے شیطانی منصوبوں کی عملی تعبیر کرنے سے قاصر رہتے تھے تاہم انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی ایذا رسانی کا بالواسطہ طریقہ اپناتے ہوئے کمزور نادار اور غلام مسلمانوں کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنانا شروع کر دیا لیکن تاریخ گواہ ہے جس نے ایک بار عشق مصطفیٰ ﷺ چکھ لیا پھر اس کی دنیا بدل گئی۔ عشق مصطفیٰ کے رسیا جوانان عرب نے اپنی گردنیں کٹوانا پسند کر لیں۔ مگر اپنے عشق پر آنچ نہ آنے دی جو ایک بار حالت ایمان میں حسن رسالت مآب کے دیدار سے مشرف ہو چکا تھا' اس کے لئے پوری دنیا اور اس کی نعمتیں حتیٰ کہ اس کی اپنی زندگی بھی ہیچ تھی کہ اسے اس کی ذرہ بھر پرواہ

Marfat.com

نہ رہی تھی! صحابہ کرامؓ نے عشق مصطفیٰ ﷺ کا وہ پیمانہ مقرر کیا کہ تاریخ عالم میں اس سے قبل کوئی مثال موجود تھی نہ قیامت تک ایسی مثال پیش کی جا سکے گی۔

☆ حضرت بلال......تپتی ریت اور احد! احد:

حضرت بلال امیہ بن خلف کے غلام تھے وہ حبشی النسل تھے اور ان کی زبان تتلاتی تھی۔ عشق مصطفیٰ کا یہ خوگر اپنے مالک امیہ کی آنکھوں میں کانٹا بن کر چبھتا تھا۔ ناخلف امیہ بن خلف عین دوپہر کو ریگستان مکہ کی تپتی ریت پر' آپؓ کو لٹا کر سینے پر پتھر کی بھاری چٹان رکھ کر کہتا تھا'' بلال! اسلام سے باز آ جاؤ' ورنہ یہیں سسک سسک کر مر جاؤ گے' مگر آپ کی زبان سے کلمہ احد! احد جاری رہتا امیہ کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے نام سے چڑ تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ اذیت بھی ایمان بلال کو کمزور کرنے میں کارگر ثابت نہیں ہو رہی تو اس نے حضرت بلال کو آہنی زرہ پہنائی گلے میں رسی ڈال کر انہیں کفار مکہ کے ناہنجار لڑکوں کے حوالے کیا۔ چلچلاتی دھوپ آہنی لباس' گلے میں رسی' پاؤں سے ننگے بلالؓ کو مکہ کی پتھریلی گلیوں میں گھسیٹا گیا' مگر بلالؓ کے پائے استقلال میں کوئی لغزش آئی نہ ان کی حق آشنا زبان پر احد! احد! کے علاوہ کوئی کلمہ جاری ہوا۔ یہ روزمرہ کا معمول تھا' ایک روز حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ منظر دیکھا تو حضرت بلالؓ کو امیہ بن خلف سے ایک غلام اور کچھ رقم کے بدلے خرید کر رسول اللہ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔

☆ خباب بن ارت اور دہکتے انگارے:

حضرت جناب بن ارت' بنو تمیم کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے' زمانہ جاہلیت میں آپؓ ام انمار کے زرخرید غلام تھے دار ارقم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر حضرت خبابؓ دولت اسلام اور نور ایمان سے مشرف ہوئے! اس وقت تک' دامن اسلام میں بمشکل چھ یا سات اصحاب قدسیہ نے پناہ حاصل کی تھی۔ حضرت خبابؓ جیسے کمزور ناتواں اور بے بس غلام کا اسلام قبول کرنا سرداران قریش کیلئے آسانی سے برداشت کرنا بھلا کیونکر ممکن تھا۔ آپ اور آپ کے خاندان پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی گئی۔

Marfat.com

ایک روز اہل ستم نے کوئلے جلا کر زمین پر بچھا دئے پھر ان دہکتے انگاروں پر حضرت خباب کو برہنہ چت لٹا دیا کفار مکہ میں سے ایک ستمگر نے اپنا بھاری بھرکم پاؤں آپؓ کی چھاتی پر رکھ دیا کہ مبادہ آپؓ کروٹ نہ بدل لیں۔ آپؓ کی پیٹھ مبارک جل کر کباب ہوگئی چربی پگھل کر بہنے لگی یہاں تک کہ اس چربی سے کوئلوں کی دہکتی آگ ٹھنڈی ہوگئی مگر کفار مکہ کے سینے کی آگ اللہ اور اللہ کے رسول کی دشمنی کی آگ ٹھنڈی نہ ہوسکی! ۔حضرت خبابؓ ایمان لانے کے بعد لوگوں سے اپنی محنت کا بقایا طلب کرتے تو جواب ملتا' جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہیں کرو گے۔ ایک کوڑی نہ ملے گی' آپؓ فرمایا کرتے تھے' یہ بات ناممکن ہے۔

☆ **عمار بن یاسرؓ:** جن کی والدہ اسلام کے راستے میں شہید ہونے والی پہلی خاتون تھیں۔

حضرت عمار کے والد یاسر یمن کے رہنے والے تھے' انہوں نے مکہ آ کر' ابوحذیفہ مخزومی کی کنیز سمیہ سے شادی کر لی۔ جن کے بطن سے عمار پیدا ہوئے داعی حق' پیغمبر آخر ﷺ نے جب اللہ کی توحید اور اپنی رسالت کا اظہار کیا تو آپ ﷺ پر ایمان لانے والے حضرت عمار چوتھے فرد تھے۔ آپؓ کا اسلام قبول کرنا قریش مکہ پر گراں گزرا، لہٰذا، قریش نے اپنا معمول بنا لیا کہ وہ آپؓ کو جلتی ہوئی زمین پر لٹاتے پھر اس قدر مارتے پیٹتے تھے کہ آپؓ بے ہوش ہو جایا کرتے تھے، مگر آپؓ اپنے ایمان کو ترک کرنے پر آمادہ نہ ہوتے تھے کفار نے جب آپؓ کے ایمان کی پختگی دیکھی تو آپؓ کی آنکھوں کے سامنے آپؓ کے والد اور والدہ پر بے پناہ تشدد کرنا شروع کر دیا۔ لیکن کفار کی مایوسی اپنی انتہاؤں کو چھونے لگی جب یہ سانحہ جانکاہ بھی آپؓ کو جادہ حق اور صراط مستقیم سے نہ ہٹا سکا۔

آپؓ کے والد یاسر اور والدہ سمیہ خود بھی ایمان سے سرفراز ہو چکے تھے، انہیں قبول اسلام کے جرم میں بے پناہ ستایا گیا حتیٰ کہ ابوجہل نے حضرت سمیہ کو برچھی مار کر شہید کر دیا جبکہ حضرت یاسرؓ دلخراش اذیتیں سہہ سہہ کر چکنے سے موت کی وادی میں اتر گئے۔

☆ **حضرت صہیب رومی!**

حضرت صہیب رومیؓ حاکم بر کے فرزند تھے۔ ان کا خاندان موصل میں آباد تھا۔ قیصرو

Marfat.com

کسریٰ کی جنگ کے دوران، وہ رومیوں کے ہاتھوں قید ہو گئے۔ جس وجہ سے آپؓ کا نام صہیب رومی مشہور ہو گیا۔ ان کی پرورش روم میں ہوئی تھی جہاں سے ایک عرب سردار آپؓ کو خرید کر مکہ لے آیا۔ عبداللہ بن جدعان نے آپؓ کو خرید کر آزاد کر دیا۔ حضرت صہیب رومی اور عمار بن یاسر نے بیک وقت رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہی تھی قریش مکہ اس جرم کی پاداش میں آپؓ پر بہت ستم توڑتے تھے۔ مگر آپؓ کے پائے ثبات میں کبھی لغزش نہ آئی، آپؓ نے جب ہجرت مدینہ کا فیصلہ کیا تو کفار مکہ نے آپؓ کا تمام مال واسباب چھین لیا، آپؓ نے اس دنیاوی مال واسباب کو پرکاہ کے برابر بھی حیثیت نہ دی اور مدینہ منورہ میں اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کے مالک رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔

☆ حضرت ابوفکیہ: میرا، تیرا اور اس کا خدا اللہ تعالیٰ ہے۔

حضرت ابوفکیہ صفوان بن امیہ کے غلام تھے۔ یہ حضرت بلال کے ساتھ دولت اسلام سے سرفراز ہوئے۔ ابن امیہ کے کانوں تک آپؓ کے اسلام کی خبر پہنچی تو اس ستمگر نے آپؓ کے پاؤں میں رسی ڈال کر اپنے آدمیوں کے حوالے کیا اور انہیں کہا کہ ابوفکیہؓ کو گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ اور تپتی ریت پر لٹا دو۔ اس اثنا میں وہاں سے ایک گبریلا بھاگتا ہوا گزرا، سنگدل، صفوان نے طنزاً کہا! ابوفکیہؓ دیکھو تو! تمہارا خدا یہ تو نہیں ہے؟ حضرت ابوفکیہؓ نے یقین کامل سے جواب دیا۔ ''امیہ! میرا تیرا اور اس کا خدا اللہ تعالیٰ ہے''۔ اس جواب پر ابن امیہ نے اس زور سے آپؓ کا گلا دبایا کہ لوگ سمجھے آپؓ کا دم نکل گیا ہے۔

☆ صنف نازک پر تشدد:

اسلام قبول کرنے والے مرد ہی نہیں خواتین بھی کفار مکہ کے ظلم وستم اور جفا وجور کا نشانہ بنتی تھیں۔ حضرت سمیہؓ ابوجہل کی برچھی کا نشانہ بن کر زندگی سے گزر گئیں۔ حضرت عمر فاروقؓ دولت ایمان سے سرفراز ہونے سے قبل اہل ایمان پر بے پناہ ستم توڑا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے عم زاد سعید بن زید کو جرم اسلام میں رسیوں سے باندھ دیا تھا۔ جبکہ اپنی کنیز لبنیہؓ کو بے پناہ پیٹا کرتے تھے۔ جب مارتے مارتے تھک جاتے تو لبنیہؓ کو وقفہ راحت نصیب ہوتا تھا۔ تاہم حضرت عمر کہتے تھے ''میں تجھ

Marfat.com

کو رحم کی بنا پر نہیں بلکہ اس وجہ سے چھوڑ رہا ہوں کہ میں تھک گیا ہوں" وہ پاک بی بی نہایت استقامت اور استقلال سے فرمایا کرتی تھیں۔ اے عمرؓ اگر تم اسلام نہ لاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تجھ سے اس کا بدلہ لے گا۔

حضرت زنیرہؓ بھی خاندان عمر بن خطابؓ کی کنیز تھیں۔ جب آپؓ نے اسلام قبول کیا تو حضرت عمرؓ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بہت اذیتیں دیا کرتے تھے عقل کے اندھے ابو جہل نے حضرت زنیرہؓ کو اس قدر مارا پیٹا کہ آپؓ کی بینائی جاتی رہی اس طرح حضرت بندیہؓ اور ام بلقیس اسلام قبول کرنے کے جرم میں سرداران قریش کے ستم کا نشانہ بنیں۔ یہ دو خواتین بھی کنیزیں تھیں۔

Marfat.com

۵

ہجرت حبشہ

۵ نبوت ۔ ٦ نبوت

آفتاب نبوت کو طلوع ہوئے پانچ برس ہو چکے تھے۔ غار حرا سے آنے والے دین حق کی دعوت پر لوگ لبیک کہے جا رہے تھے مگر جاںنثاران رسول ﷺ قریش کے بے پناہ ظلم وستم کا شکار تھے مکہ کی سرزمین رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے چاہنے والوں پر تنگ ہوتی جا رہی تھی۔ اسلام کے فرائض کی آزادانہ بجا آوری ممکن نہ رہی تھی۔ ادھر کمزور مسلمانوں پر قریش ایسے انسانیت سوز مظالم ڈھا رہے تھے کہ ان کیلئے سانس لینا بھی دوبھر ہو چکا تھا۔ جب حبس بڑھ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانان مکہ کو ہجرت کی اجازت دے دی۔

اذن ملتے ہی حضرت عثمان بن عفانؓ کی سرپرستی میں گیارہ مرد اور چار عورتوں نے رخت سفر باندھا اور اس قافلے میں حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ ﷺ زوجہ حضرت عثمان بھی شامل تھیں۔ ماہ رجب ۵ نبوت کو یہ مختصر قافلہ ملک حبشہ کو روانہ ہو گیا۔ کفار مکہ بھلا اپنے صید زبوں حال کو اتنی آسانی سے کب ہاتھ سے جانے دیتے تھے وہ بھاگم بھاگ بندرگاہ پر پہنچے، مگر ان کے ہاتھ کچھ نہ آیا کہ جہاز بندرگاہ سے روانہ ہو کر بحرِ زخار کا سینہ چیرتے ہوئے نہایت سرعت سے اپنی منزل کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ مرکز مہر و وفا سے دور جانے والوں کے دل پر کیا بیت رہی تھی وہ خود ہی جانتے تھے لیکن جس دعوت حق کو وہ قبول کر چکے تھے اس کی خاطر اپنے عزیز واقربا اور وطن کی محبت کو قربان کرنے پر ذرا بھر بھی متاسف نہ تھے تاہم رسول اللہ ﷺ کی جدائی کا صدمہ بہت گہرا تھا۔

Marfat.com

☆ اے بادشاہ ہم جاہل تھے:

جب یہ مختصر قافلہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس پہنچا تو اس نیک نفس بادشاہ نے ان مفلوک الحال لوگوں کی خوب پذیرائی کی۔ انہیں نہ صرف امان دی بلکہ اپنا مہمان قرار دیا قریش مکہ اپنی پہلی ناکامی پر پچھتا رہے تھے۔ جب انہیں بادشاہ نجاشی کی ان مہربانیوں کی خبر ملی تو ان کے سینوں پر سانپ لوٹنے لگے۔ فوری طور پر عبداللہ بن ربیع اور عمر بن العاص کو قیمتی تحائف دے کر بادشاہ نجاشی کے پاس سفیر بنا کر روانہ کر دیا گیا۔

سفرائے قریش نے نذر نیاز دے کر دربار شاہی تک رسائی حاصل کر لی جب بادشاہ کے دربار میں پیش ہوئے تو بادشاہ کو قیمتی تحفے دے کر درخواست کی کہ ہمارے مجرم ہمارے حوالے کئے جائیں۔ بادشاہ نے مسلمانوں کو دربار میں بلا کر دریافت کیا:۔ وہ کونسا دین ہے جو نصرانیت اور بت پرستی دونوں کی مخالفت میں تم لوگوں نے ایجاد کر رکھا ہے؟

اس موقع پر حضرت جعفر بن ابو طالبؓ کھڑے ہوئے انہوں نے فصاحت و بلاغت سے کام لیتے ہوئے بادشاہ کے اوپر اسلام کو سادہ ترین مگر مؤثر ترین انداز میں پیش کیا۔ آپؓ کی تقریر دلپذیر سے دربار شاہی کا ہر فرد متاثر ہوا۔

☆ آپؓ نے فرمایا:

> اے بادشاہ! ہم جاہل تھے بتوں کی پوجا کرتے تھے‘ مردار کھاتے تھے ہمسائے کو ستاتے تھے، ہم میں بدکاری عام تھی، بھائی بھائی پر ظلم کرنے سے باز نہیں آتا تھا، طاقتور کمزور کو کھا جاتا تھا‘ ہم میں جھوٹ فریب دھوکا‘ دغابازی اور بہتان طرازی کا رواج تھا‘ ایسے عالم میں اللہ نے ہمارے درمیان ایک ایسا شخص بھیجا جس کی شرافت اور دیانت جس کی عفت اور صداقت سے ہم لوگ پہلے سے واقف تھے۔ اس نے ہم کو اسلام کی دعوت دی اور یہ سکھایا کہ ہم پتھر کے بتوں کو پوجنا چھوڑ دیں‘

Marfat.com

سچ بولیں‘ خونریزی سے باز آئیں‘ یتیموں کا مال نہ کھائیں‘ ہمسایوں کو آرام دیں‘ پاکدامن عورتوں پر بدنامی کا داغ نہ لگائیں‘ نماز پڑھیں‘ روزے رکھیں‘ زکوٰۃ ادا کریں ہم اس پر ایمان لائے ہم نے شرک اور بت پرستی ترک کردی اور تمام برے اعمال سے توبہ کرلی۔ اس جرم پر ہماری قوم ہماری جان کی دشمن ہوگئی اور ہمیں مجبور کرتے تھے کہ ہم اس گمراہی کی طرف واپس لوٹ جائیں۔

حضرت جعفر طیارؓ کہہ رہے تھے تو نجاشی دم بخود تھا۔ جب حضرت جعفرؓ نے خطبہ ختم کیا تو نجاشی گویا ہوا۔ تمہارے پیغمبر پر جو کلام نازل ہوا وہ سناؤ! حضرت جعفر طیارؓ نے سورۃ مریم کی چند آیات تلاوت کیں۔ نجاشی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ اس نے گلوگیر لہجے میں کہا۔ ''خدا کی قسم! یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں''۔ بادشاہ نجاشی نے اس کے بعد قریش کے سفیروں کو چلے جانے کا حکم دیا! ''تم واپس چلے جاؤ میں ان مظلوموں کو ہرگز تمہارے حوالے نہ کروں گا''۔

قریش کے سفیر بھلا آسانی سے کب ٹلنے والے تھے۔ دوسرے روز وہ دربار میں حاضر ہوئے اور چال چلتے ہوئے نجاشی سے کہا وہ مسلمانوں سے دریافت کریں کہ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں ان کا کیا عقیدہ ہے؟ بادشاہ کے استفسار پر حضرت جعفر طیارؓ نے فرمایا! ''ہمارے پیغمبر نے بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں''۔ یہ سن کر نجاشی نے فرش دربار سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا ''خدا کی قسم! تم نے جو کہا ہے حضرت عیسیٰؑ اس تنکے کے برابر بھی اس سے زیادہ نہیں''۔ درباریوں کے چہرے پر ناگواری کے اثرات تھے۔ قریش کے سفیر نامراد لوٹ گئے۔ مسلمانوں کو حبشہ میں رہنے کی اجازت مل گئی۔

عرصہ تین ماہ تک مسلمان وہاں بہت امن وعافیت میں رہے۔ مگر تین ماہ کے بعد ایک روز انہیں اطلاع ملی کہ اہل مکہ نے اسلام قبول کرلیا ہے اور مکہ شہر امن قرار پاچکا ہے۔ جہاں مسلمان ہر قسم کے ظلم وتشدد سے محفوظ زندگی گزار رہے ہیں وطن کی محبت اور رسول اللہ ﷺ کی قربت کی خواہش میں وہ

Marfat.com

فوری طور پر عازم مکہ ہوئے۔ یہاں پہنچے تو مسلمانوں کی حالت پہلے سے بدتر تھی۔ ان بے گھر مسلمانوں نے روسائے مکہ کی پناہ حاصل کر لی تاہم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو کسی نے پناہ نہ دی اور وہ واپس حبشہ تشریف لے گئے۔ قریش مکہ نے اپنے ظلم وستم کا دائرہ اب بہت وسیع کر لیا تھا۔ اب وہ ہر مسلمان سے بلالحاظ حیثیت تعرض کرنے لگے تھے۔ لہٰذا آنحضور ﷺ نے مسلمانوں کو دوبارہ ہجرت کی اجازت دے دی اب کی بار کل تراسی مردوں اور اٹھارہ خواتین نے قصد سفر کیا۔ جن میں حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت رقیہؓ بھی شامل تھے۔ حضرت عثمانؓ کو بہت پریشانی ہوئی کہ وہ قربت رسولؐ سے محروم ہو کر مکہ سے حبشہ کی طرف رواں تھے تاہم اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عثمان کو افسوس کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا۔ ''تمہاری یہ دونوں ہجرتیں اللہ تعالیٰ کی طرف اور میری طرف ہیں''۔

مسلمانوں کی یہ کثیر تعداد حبشہ میں پہنچی شاہ حبشہ نے انہیں اپنی پناہ میں لے لیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری اس اثنا میں پچاس مسلمانوں کے قافلے کے ساتھ یمن کی طرف سے وہاں پہنچ گئے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری کا قول ہے کہ جب مسلمان شاہ نجاشی کی محبت سے حصہ پانے لگے تو حبشہ میں ایک گروہ نے بادشاہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ مسلمانوں نے نجاشی کی فتح و کامرانی کے لئے اپنے اللہ کے حضور دست دعا بلند کیا۔ دریائے نیل کے اس پار معرکہ برپا تھا لہٰذا اصحابہؓ نے باہم صلاح و مشورہ پر حضرت زبیرؓ جو اس وقت کم عمر تھے۔ کو دریائے نیل کے اس پار بھیجا کہ وہاں جا کر بچشم خود معرکہ جنگ کے حالات دیکھے۔ اللہ تعالیٰ نے شاہ حبشہ نجاشی کو فتح سے ہمکنار کر دیا۔ باغی گروہ معرکہ کارزار میں کام آیا۔ حضرت زبیرؓ نے واپسی پر دریا عبور کر کے فتح کی خوشی میں اپنی چادر لہرائی اور خوشخبری سنائی۔

اے بزرگان مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے نجاشی کو غلبہ عطا فرمایا ہے۔

مسلمان وہاں امن و عافیت میں تھے۔ مگر ان کے دو ساتھی عبداللہ جحش اور سکران بن عمر بن عبدشمس، دین حق کو چھوڑ کر نصرانی ہو گئے۔ ان دونوں کی بیویوں نے ان سے قطع تعلق کر لیا۔ عبداللہ کی بیوی ام حبیبہؓ اور سکران کی بیوی سودہ بنت زمعہؓ ہر دو کی یہ قربانی اللہ کے ہاں مقبول ہوئی اور دونوں

Marfat.com

خواتین کو اللہ کے رسول ﷺ کے عقد میں آنے کا شرف حاصل ہو گیا۔ حضرت سودہؓ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ کی مونس و غمخوار بنیں جبکہ ام حبیبہؓ کا عقد وہیں پر آپ ﷺ سے پڑھ دیا گیا۔ آپ ﷺ کی طرف سے حق مہر شاہ حبشہ نے خود ادا کیا تھا۔

حدیث شریف میں مرقوم ہے جس روز نجاشی کا انتقال ہوا رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو اس امر کی اطلاع دی۔ فرمایا! آج ایک نیک بخت آدمی انتقال کر گیا ہے۔ اٹھو اور اپنے بھائی اصحم کی نماز جنازہ ادا کرو۔ چنانچہ آنحضور ﷺ صحابہ کرام کی معیت میں شہر سے باہر تشریف لے گئے، صفیں ترتیب دی گئیں اور آنحضور ﷺ نے اس نیک اور خوش بخت انسان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کی مغفرت کی دعا فرمائی۔

Marfat.com

٦

شعب ابی طالب

یکم محرم ۷ نبوی تا اواخر ۹ نبوی

قریش کا خیال تھا جبر و تشدد اذیت اور ایذاء رسول اللہ ﷺ کی تحریک و دعوت کے راستے کی دیوار ثابت ہونگے اور اسطرح داعی حق، حق سے منہ موڑ لے گا۔ کس قدر نادان تھے وہ دانا لوگ! انہوں نے حضرت ابو طالب کو محمد ﷺ کی حمایت و نصرت سے دستبردار ہونے کے لئے ڈرایا، دھمکایا، مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے انہوں نے، خود حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو تحریص و ترغیب کے جال میں پھانسنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر ناکام رہے، اب طویل غور و غوض کے بعد انہوں نے خاندان بنو ہاشم کا مکمل معاشرتی مقاطعہ کرنے کا فیصلہ کیا کفار مکہ نے ایک سخت معاہدہ تحریر کیا اور اسے کعبہ شریف کے اندر لٹکا دیا گیا۔ معاہدہ کی تحریر تھی:۔

> تمام قریش نے مل کر یہ متفقہ فیصلہ کیا ہے کہ بنو ہاشم کے ساتھ نشست و برخاست کریں گے نہ ان کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کریں گے، ان کے گھروں میں قدم نہیں رکھیں گے، انہیں اپنی بچی کا رشتہ دیں گے نہ ان کی بچی کا رشتہ لیں گے تا وقتکہ وہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے لئے ان کے حوالے نہ کر دیں اور یہ کہ بنو ہاشم کے ساتھ ہرگز صلح نہیں کریں گے اور نہ ان پر ترس کھائیں گے یہاں تک کہ وہ آنحضور ﷺ کو ان کے حوالے کر دیں۔

یہ عصبیت زدہ معاہدہ، منصور بن عکرمہ نے تحریر کیا تھا۔ اللہ نے اس کے ہاتھ کی انگلیاں شل کر دیں

Marfat.com

تھیں۔

قریش مکہ نے' خاندان ہاشم پر بازاروں اور منڈیوں کے دروازے بند کر دیئے یکم محرم الحرام' ۷نبوت کو' خاندان بنو ہاشم کو ماسوا' ابولھب' حرم کعبہ کے شمال میں موجود وادی شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا۔ تاہم اس مقاطعہ سے ابولھب بوجہ دشمنی رسول مستثنیٰ تھا۔ کفار مکہ نے یہ مقاطعہ اس قدر تنگ کر دیا کہ مقامی تاجر اور دکاندار تو ایک طرف رہ گئے باہر سے آنے والے تاجروں اور سوداگروں' تک کو برگشتہ کر دیا جاتا تھا کہ وہ مسلمانوں کے ہاتھ اپنا مال تجارت فروخت نہ کریں' یہ سوشل بائیکاٹ' دو چار دنوں یا مہینوں کی بات نہیں تھی۔ یہ تین سال کے جاں گسل اور صبر آزما عرصہ محشر پر محیط تھا۔ کفار مکہ نے شعب ابی طالب کے چاروں طرف پہرے دار کھڑے کر رکھے تھے تاکہ کسی طرف سے محصورین کو غلہ وخوراک کا سامان نہ پہنچ سکے' سامان خورد و نوش میسر نہ آنے کی صورت میں بچے اور بڑے بھوک سے بلک بلک پڑتے' حتیٰ کہ درختوں کے پتے اور گھاس پھوس کھا کر پیٹ کی آگ بجھائی جاتی تھی۔ صحابہ اکرامؓ پر ایسا وقت بھی آیا کہ انہیں سوکھا چمڑا کھا کر بھی گزارہ کرنا پڑا۔ بھوک پیاس اور بدحالی اپنے عروج پر تھی اور ادھر دشمنان خدا کی چیرہ دستیوں کا یہ عالم تھا کہ وہ آفتاب نبوت ﷺ کو سرد کرنے کے درپے تھے' وہ چاہتے تھے کہ وہ رسول آخر و اعظم ﷺ کی زندگی کا چراغ گل کر دیں کیونکہ نور نبوت کے سامنے کفر و ضلالت' گمراہی الحاد و شرک کے گھنگھور اندھیرے ٹک نہیں سکتے تھے۔ اس عالم خوف و دہشت میں ہر دکھ اور ہر تکلیف سے بے پرواہ ہو کر حضرت ابو طالب محمد الرسول اللہ ﷺ کی حفاظت میں لگے ہوئے تھے۔ حضور سید یوم النشور' رات کو استراحت فرماتے اور' ابو طالب عشق مصطفیٰ کا متوالہ شب بھر شمشیر ہاتھ میں لئے آپ ﷺ کے گرد چکر کاٹتا۔ نہ کفار مکہ آنحضور ﷺ کی دشمنی میں اپنی جفاؤں سے دست کش ہوتے تھے نہ ابو طالب اپنی وفاؤں سے...... ابو طالب' حفاظت رسول اللہ ﷺ کے سخت کٹھن اور تکلیف دہ فرض سے بالآخر عہدہ براء ہوئے۔ یہ صرف چچا اور بھتیجے کے رشتے کی محبت کا کرشمہ نہیں تھا۔ یہ وفا صرف خاندانی عصبیت کا اظہار نہیں تھی یہ وفا کسی احسان کا صلہ نہیں تھی یہ وفا یہ محبت یہ عصبیت عشق رسول ﷺ کا بے لوث اظہار تھی۔ ان سے پوچھئے جنہیں عشق رسول ﷺ کی سعادت نصیب ہے کہ آپ ﷺ کے عشق میں ہر

Marfat.com

تکلیف، ہر دکھ، ہر مصیبت، اور ہر اذیت راحت جاں کا باعث ہوتی ہے اے ابوطالب تمہاری محبت اور وفا پر سارے زمانے کی محبتیں قربان! تو نے حفاظت رسول اللہ ﷺ کا حق ادا کر دیا ہے۔

یہ معاشرتی مقاطعہ اپنی تمام تر شدت کے ساتھ تین سال تک جاری رہا مگر، رسول اللہ کے عزم بالجزم میں کوئی لچک آئی نہ آپ ﷺ نے کسی بشری کمزوری کا اظہار فرمایا۔ نبوت کے دسویں سال آنحضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ جو معاہدہ خانہ کعبہ میں آویزاں تھا، اسے دیمک چاٹ کر کھا گئی ہے تاہم اس قرطاس پر صرف اللہ کا نام باقی بچ گیا ہے۔ آنحضور ﷺ نے حضرت ابوطالب کو جب اس حقیقت سے آگاہ کیا تو انہوں نے دریافت کیا۔ ''جان عم! کیا تمہارے رب نے تمہیں اس کی خبر دی''۔ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک!

تین سال کا معاشرتی مقاطعہ بھی رسول اللہ ﷺ کو دعوت حق سے ہٹانے میں کوئی کردار ادا نہ کر سکا تو کفار مکہ میں چند لوگ ایسے تھے جنہوں نے اس ظلم و زیادتی کو مزید روا رکھنا، مناسب نہ سمجھا۔ ہشام بن عمرو جو بنو ہاشم کا قریبی رشتہ دار تھا، وہ بہت بے چین تھا۔ وہ زہیر بن ابی امیہ کے پاس گیا اور کہا ''اے زہیر کیا تمہیں پسند ہے کہ تم تو لذیذ کھانا کھاؤ، عمدہ لباس پہنو اور اپنے بیوی بچوں کی محبت میں بآرام زندگی گزارو اور تمہارے ننھیال بھوکے ننگے اور خستہ حال مشقتوں میں گھرے رہیں''۔

زہیر نے کہا۔ صد حیف! اے ہشام میں اکیلا کیا کر سکتا ہوں! ہشام نے کہا ایک تو میں حاضر ہوں۔

اس پر ہشام نے مطعم بن عدی کے ساتھ رابطہ کیا اور اسے اپنے ساتھ ملا لیا، اب ہشام نے ابوجنتری سے رابطہ کیا اور ابوجنتری نے اس نیک کام میں شرکت کی حامی بھر لی، اس کے بعد ہشام نے زمعہ بن الاسود کو بنو ہاشم کے ساتھ اس کی قرابت داری کا واسطہ دے کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ پھر ان نیک نفسوں نے قیس بن عدی کو اپنا ہم خیال بنا لیا۔ ان تمام لوگوں نے شب کے وقت مقام حجون پر فیصلہ کیا کہ اس ظالمانہ معاہدہ کو وہ فسخ کر دیں گے زہیر نے اس کام کی ابتدا اپنے ذمہ لے لی۔ حسب فیصلہ اگلی صبح زہیر نے حرم کعبہ میں کھڑے ہو کر قبیلہ قریش کو مخاطب کر کے کہا۔

''خدا کی قسم! میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا جب تک قطع رحمی کرنے والی ظالمانہ دستاویز کو پرزے پرزے نہ کر دیا جائے گا''۔

Marfat.com

کفار مکہ کے چہرے غصے سے لال پیلا ہو گئے مگر زہیر کے ساتھیوں نے اپنے منصوبے کے مطابق زہیر کی یکے بعد دیگرے حمایت میں اپنی اپنی آواز ملا دی ابوجہل نے کہا کہ یہ سوچی سمجھی سازش ہے جو رات کو حجون کے مقام پر تیار کی گئی ہے۔اس لمحے حضرت ابوطالب حرم کے ایک گوشے سے باہر نکلے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق بتایا کہ اے گروہ قریش اللہ تعالیٰ نے اس ظالمانہ دستاویز کو مٹا کر رکھ دیا ہے۔ اور اس پر سوائے اللہ کے نام کے کچھ باقی نہیں بچا لہٰذا' اس ظالمانہ معاشرتی مقاطعے کا باقی رہنا درست نہیں ہے۔ سننے والوں نے اقرار کیا' اگر ایسا ہے تو اس معاہدے کا باقی رہنا کسی طور مناسب نہیں ہے ابوجہل جز بز ہوا مگر...... مطعم بن عدی نے وہ دستاویز کھول دی تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ سوائے اللہ کے نام کے' سب کچھ دیمک نے چاٹ کھایا تھا۔غیب کی خبر دینے والے نے جو فرمایا سچ ثابت ہوا' مطعم بن عدی نے' اس بوسیدہ قرطاس کو پرزے پرزے کر کے ضائع کر دیا۔تین سال کے معاشرتی مقاطعہ کی سختیوں اور مصائب سے خاندان بنو ہاشم کو نجات حاصل ہوگئی' اس معاشرتی مقاطعہ میں خاندان بنو ہاشم کے تمام افراد بلا لحاظ مذہب شامل تھے۔جن لوگوں نے اس مقاطعہ کے خاتمے کے عمل خیر میں حصہ لیا ان میں سے ہشام' زہیر' سہیل اور قیس بن عدی کو دولت اسلام سے سرفراز ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

Marfat.com

۷

عام الحزن

سنہ ۱۰ نبوی

نبوت کا دسواں سال' عام الحزن' یعنی حزن و ملال کا سال کہلاتا ہے۔ شعب ابی طالب کے محاصرے سے نجات کے بعد رسول اللہ ﷺ تبلیغ دین کے فریضہ میں مگن تھے کہ اچانک ہی آپؐ پر غم واندوہ کے پہاڑ ٹوٹ پڑے' محاصرہ ختم ہوئے ابھی ایک ماہ بھی پورا نہیں ہوا تھا کہ آپ ﷺ کے جانثار چچا' بے لوث حمایتی اور خاندان عبدالمطلب کے سربراہ حضرت ابوطالب آپ ﷺ کو داغ مفارقت دے کر حاکم الحاکمین کے حضور عالم ثبات کو جا سدھارے اس صدمہ جانکاہ کو وارد ہوئے ابھی چند یوم ہی گزرے تھے کہ آپ ﷺ کی مونس وغمخوار شریکِ حیات ام المومنین حضرت خدیجہ کبریٰ داعی اجل کو لبیک کہہ کر جنت الفردوس میں اپنے موتیوں سے بنے محل میں پہنچ گئیں۔ سرکار دو عالم کے نازک دل پر یہ دو صدمے غم واندوہ کا کوہ گراں بن کر گرے' جس کی نسبت سے اس سال کو عام الحزن یعنی غم واندوہ کا سال کہا جاتا ہے۔

☆ حضرت ابوطالب:

حضرت ابوطالب کی وفات' ایک مشفق چچا کی وفات ہی نہیں تھی ایک ایسے محسن کی وفات تھی' جو ہر دکھ تکلیف مصیبت اور پریشانی میں محمد ﷺ کی حفاظت میں سینہ سپر ہو جایا کرتے تھے۔ یہ ایک سربراہ خانہ کی وفات ہی نہ تھی۔ ایک ایسی ہستی کی وفات تھی' جو دین حق کو پھیلانے میں اپنے تمام تر وسائل و ذرائع صرف کرنے میں پیش پیش تھی۔ اور یہ وہ ہستی تھی جس نے زندگی کے آخری لمحات میں سب کو ایک ایسی وصیت کی جو اپنی ذات اپنی اولاد اور اپنے خاندان کی بھلائی کے لئے نہیں تھی جو داعی

Marfat.com

حق کی دعوت حق کو پھیلانے اس کی حمایت وتعاون کرنے اور انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے کی گئی تھی۔ حضرت ابو طالبؓ کو اس دعوت حق کی صداقت اور ثابت کا پورا پورا یقین تھا ورنہ وہ نفس مطمعنہ کیونکر اپنی زندگی کے آخری لحات میں اس دعوت کی کامیابی کا مژدہ سناتے یہ وصیت آپ کی اولالعزمی بالغ نظری حکمت و دانائی اور آپ کی وضاحت و بلاغت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ نے قریش کو نصیحت کرتے ہوئے بیت اللہ کی تکریم اور رسول کریم ﷺ کی نصرت وحمایت کا حکم دیا آپ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ مفلس و نادار کمزور اور نحیف لوگوں نے دعوت حق کو قبول کرلیا ہے اور سرداران قریش پیچھے رہ گئے ہیں ان کے محل بے آباد ہو گئے عرب کے سارے باشندے داعی حق و صداقت محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دل سے محبت کرنے لگے ہیں اور انہوں نے اپنی زمام قیادت مکہ کے اس یتیم کے ہاتھ میں دے دی ہے۔ جسے اپنی قوم نے جھٹلایا ہے۔

اے گروہ قرش اپنے باپ کے بیٹے کی مدد کرو اس کے دوست بن جاؤ جنگوں میں اس کے حامی و ناصر بن جاؤ خدا کی قسم جو شخص اس کی راہ پر چلے گا ہدایت پا جائے گا اور جو اس کے دین و ہدایت کو قبول کرے گا وہ نیک بخت اور بلند اقبال بن جائے گا۔ اگر میری زندگی میں کچھ گنجائش ہوتی اور میری موت میں کچھ تاخیر ہوتی تو میں ساری جنگوں میں اس کی کفایت کرتا اور تمام آلام و مصائب میں اس کا دفاع کرتا۔

اس وصیت کے بعد حضرت ابو طالب کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ رسول اللہ ﷺ ایک عرصے تک آپ کی مغفرت کی دعا فرماتے رہے۔

☆ ام المومنین سیدہ خدیجہ کبریٰ ؓ:

نبوت کے دسویں سال ۱۰ رمضان المبارک' کو آپ ﷺ کی رفیقہ حیات مونس وغم خوار حضرت خدیجہ کبریٰ ؓ نے داعی اجل کو لبیک کہا حضرت خدیجہ کوئی عام خاتون نہ تھیں وہ عدیم النظیر' خاتون عرب تھیں؛ جنہوں نے حضور سید یوم النشور کے قدموں پر جان و دل کا نذرانہ ہی پیش نہ کیا تھا

Marfat.com

بلکہ اپنی دولت و ثروت قربان کر کے عسرت و تنگدستی اور مصائب و آلام میں بھی آپ ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا تھا وہ آپ ﷺ کے لئے حقیقی معنوں میں راحت جاں تھیں جب وحی الٰہی کیوجہ سے قلب رسول حیرت زدہ تھا تو یہ خدیجہؓ تھیں جنہوں نے بلا تامل فرمایا تھا۔ ''آپ ہرگز خوفزدہ نہ ہوں بلکہ آپ ﷺ کو خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ کبھی آپ ﷺ کو رسوا نہیں کرے گا'

آنحضور ﷺ جب کبھی قریش مکہ کی ایذا رسانیوں بہتان طرازیوں سے' کبیدہ خاطر ہو کر گھر تشریف لاتے تو یہ طیبہ و طاہرہ اپنے سرتاج محمد الرسول اللہ ﷺ کا اس دل آویز انداز میں استقبال کرتیں کہ آپ ﷺ کے تمام تر رنج و غم ہوا ہو جاتے! قلب رسول' پھول کی طرح کھل اٹھتا آپؓ کی یہ ادا حاکم الحاکمین کو اس قدر بھا گئی کہ اس قادر مطلق نے جبرائیل امین کے ہاتھ آپ تک اپنا سلام پہنچایا اور مژدہ سنایا کہ جنت الفردوس میں سچے موتیوں کا محل آپ کا منتظر ہے۔

آنحضور ﷺ آپؓ کی وفات حسرت آیات پر بہت رنجیدہ خاطر تھے آپ ﷺ زندگی بھر آپؓ کو یاد کیا کرتے تھے۔ اپنی لازوال محبت اور اپنی رفیقہ حیات کے بے مثال ایثار کے باعث آپ ﷺ آپؓ کے بعد آپؓ کی سہیلیوں سے بڑی شفقت اور مہر و محبت سے پیش آیا کرتے تھے۔ جب کبھی قربانی کرتے تو قربانی کا گوشت بطور خاص ان کی نذر کرتے' بلکہ ہر موقع پر ان کا خیال رکھتے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ایک بار آنحضور ﷺ سے دریافت فرمایا کہ آپ ﷺ اس کثرت سے کیوں حضرت خدیجہؓ کا ذکر فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! ''اے عائشہ! اس سے بہتر اللہ تعالیٰ نے مجھے کوئی بیوی نہیں دی۔ وہ اس وقت مجھ پر ایمان لائیں جب لوگوں نے میرا انکار کیا۔ انہوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا۔ انہوں نے اس وقت اپنے مال سے میری دلجوئی کی جب لوگوں نے مجھے محروم کیا اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے اولاد فرمائی جب کہ دوسری بیویوں کو اولاد سے محروم رکھا'' (ام المومنین ماریہ قبطیہ والدہ سیدنا ابراہیمؑ تاحال حرم نبوی میں داخل نہ ہوئی تھیں)۔

دعوت توحید' ہنوز بہت جانگسل لمحات سے گزر رہی تھی ایسے عالم میں ایسی وفا شعار' خدمت گزار' زیرک و دانا' عالی ظرف اور بلند نگاہ رفیقہ حیات کا بچھڑ جانا بہت باعث رنج و غم تھا۔ اللہ تعالیٰ آپؓ کے مراتب بلند فرمائے آپؓ نے اپنا مال اپنی جان دونوں اسلام پر صرف کر دیئے۔

Marfat.com

۸

طائف کا تکلیف دہ سفر

شوال سنہ ۱۰ نبوی

حضرت ابوطالب اور حضرت خدیجہ جیسی عظیم ہستیوں کا دنیا سے اٹھ جانا تھا کہ کفار مکہ آپ ﷺ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کی راہ میں نہ صرف روڑے اٹکائے جاتے بلکہ لوگوں کو آپ ﷺ کے خلاف بھڑکایا جاتا مکہ کی فضا اس قدر مسموم ہو چکی تھی کہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے فرزندان مکہ دعوت حق پر اب کبھی لبیک نہیں کہیں گے۔ آپ ﷺ نے جب ان نامساعد حالات کا جائزہ لیا تو اس نتیجے پر پہنچے کہ ان پتھر دل لوگوں کو تھوڑی دیر کے لئے ان کے حال پر چھوڑ کر دیگر اقوام عرب کو دعوت توحید دی جائے!

مکہ سے ایک سو بیس میل کے فاصلے پر ایک بستی تھی جس کا نام طائف تھا اور جس میں بنو ثقیف آباد تھے۔ ریگزار عرب میں طائف ایک سرسبز اور سرد مقام تھا۔ جہاں کے لوگوں کا پیشہ زراعت تھا۔ اس پر فضا پہاڑی مقام پر انگوروں اور سیبوں کے بے شمار باغات تھے۔ روسائے عرب نے یہاں اپنے محلات تعمیر کر رکھے تھے جن میں طرح طرح کے رنگین اور خوشبودار پھول اگائے ہوئے تھے۔

طائف کے گرد ایک مضبوط فصیل تعمیر تھی اور وسط شہر میں ایک بلند ٹیلے پر لات کا بت نصب تھا۔ جو مشرکین عرب کا معبود تھا جب کفار مکہ کی عاقبت نا اندیشی اپنے عروج پر تھی حضور سید الیوم النشور نے بعثت کے دسویں سال ماہ شوال میں اپنے خادم حضرت زید بن حارثہ کی معیت میں پا پیادہ طائف کا سفر اختیار فرمایا آپ ﷺ چاہتے تھے کہ بنو ثقیف کے معتبر لوگ اسلام قبول کر لیں تا کہ اسلام

Marfat.com

کو اس وقت تقویت حاصل ہو! آپ ﷺ نے طائف کا انتخاب اس لئے بھی فرمایا تھا کہ آپ ﷺ کا ان لوگوں کے ساتھ رشتہ رضاعت قائم تھا۔

حضور اکرم ﷺ جب طائف پہنچے تو آپ ﷺ نے تمام اہل الرائے لوگوں سے رابطہ کیا اور انہیں پتھر کے خداؤں کی بندگی سے تائب ہو کر ایک خدا کی وحدانیت پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ دعوت حق کا یہ سلسلہ آپ ﷺ کے قیام کے دوران تسلسل کے ساتھ جاری رہا تاہم اپنے قیام کے آخر میں آپ ﷺ طائف کے تین بڑے سرداروں، عبدیالیل بن عمرو مسعود بن عمرو اور حبیب بن عمرو کے پاس تشریف لے گئے آپ ﷺ نے انہیں اللہ لاشریک کی وحدانیت کی دعوت دی اور فرمایا کہ ایک اللہ کے سامنے جھک جاؤ پوری کائنات تمہارے تصرف میں آ جائے گی۔ سرداران طائف فیوڈل لارڈ تھے۔ ملکیت زمین اور اپنی بے پناہ آمدن کے نشے میں مدہوش اس آواز حق پر لبیک کہنے کے قابل ہی نہ تھے۔ انہوں نے بداخلاقی اور کمینے پن کی انتہا کر دی ان میں سے ایک گویا ہوا۔

"اگر اللہ نے آپ ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا ہے تو گویا میں نے غلاف کعبہ کو پارہ پارہ کر دیا ہے"۔

دوسرے نے گستاخانہ انداز میں کہا:۔

"کیا تمہارے سوا اللہ کو اور کوئی نہیں ملا جسے وہ رسول معبوث کرتا"۔

تیسرے نے اپنے تئیں عقل کی بات کی:۔

"بخدا میں آپ ﷺ سے ہرگز بات نہیں کروں گا۔ اگر آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو آپ ﷺ کی بڑی شان ہے مجھ میں طاقت نہیں کہ ایسی بلند شان والے کے کلام کا جواب دوں، اور اگر آپ ﷺ اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں تو میں آپ ﷺ کے ساتھ ہرگز بات نہیں کروں گا"۔

اس حوصلہ شکن گفتگو کے بعد آپ ﷺ نے چاہا کہ سرداران طائف یہ باتیں صیغہ راز میں رکھیں، مگر ان بدبختوں نے آپ ﷺ کو شہر سے نکل جانے کو کہا اور پھر طائف کے اوباش نوجوانوں اور آوارہ چھوکروں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا ان نابکاروں نے جلوس کی شکل اختیار کر لی اور رسول رحمت ﷺ پر آوازے کسنے لگے۔ دشنام طرازی حتیٰ کہ آپ ﷺ پر سنگ باری شروع کر دی آپ ﷺ زخمی ہو گئے آپ ﷺ درد کی شدت سے زمین پر بیٹھ جاتے تو وہ سنگ دل بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا کر دیتے اور پھر سے

Marfat.com

آپ کو پتھروں کا نشانہ بنانے لگتے۔ زید بن حارثہؓ اپنے جسم کی آڑ میں آپؐ کو لے لیتے آپ ﷺ کے پاؤں مبارک سے خون رس رہا تھا۔ جو نعلین پاک میں جم گیا کئی پتھر سرور عالم شہنشاہ دو جہاں کے سر اقدس کو بھی مجروح کر گئے۔ آپؐ نے اس تکلیف پر اللہ تعالیٰ کے حضور دو رکعت نماز ادا فرمائی اور پھر نہایت رقت سے اپنے خالق و مالک کی نصرت اور حمایت طلب فرمائی۔

''بار الہا! میں تجھ ہی سے اپنی کمزوری و بےبسی اور لوگوں کے نزدیک اپنی بےقدری کا شکوہ کرتا ہوں یا ارحم الراحمٰن! تو کمزوروں کا رب ہے اور تو ہی میرا بھی رب ہے۔ تو مجھے کس کے حوالے کر رہا ہے؟ کیا کسی بیگانے کے جو میرے ساتھ تندی سے پیش آئے؟ یا کسی دشمن کے جس کو تو نے میرے معاملے کا مالک بنا دیا ہے؟ اگر مجھ پر تیرا غضب نہیں ہے تو مجھے کوئی پروا نہیں؟ لیکن تیری عافیت میرے لئے زیادہ کشادہ ہے۔ میں تیرے چہرے کے اس نور کی پناہ چاہتا ہوں جس سے تاریکیاں روشن ہو گئیں اور جس پر دنیا و آخرت کے معاملات درست ہوئے کہ تو مجھ پر اپنا غضب نازل کرے یا تیرا عتاب مجھ پر وارد ہو۔ تیری ہی رضا مطلوب ہے یہاں تک کہ تو خوش ہو جائے اور تیرے بغیر کوئی زور اور طاقت نہیں''۔

آپ جب شہر سے باہر تشریف لائے تو ایک باغیچے میں آ کر انگور کی بیل کے نیچے ستائے یہ باغ امیہ کے بیٹوں عتبہ ار شیبہ کا تھا جو وہاں موجود تھے ان پتھر دل قریش کا دل بھی آپ ﷺ کو اس عالم میں دیکھ کر پسیج گیا انھوں نے اپنے غلام عداس کے ہاتھ ایک خوشہ انگور آنحضور ﷺ کی نذر کیا آپؐ نے بسم اللہ کہہ کر تازہ انگور نوش جاں کیا تو عداس حیراں ہوا۔ آپؐ نے اس سے دریافت فرمایا وہ کون ہے تو اس نے بتایا کہ وہ نصرانی ہے اور نینویٰ کا رہنے والا ہے آپ ﷺ نے فرمایا نینویٰ یونس بن متی کا شہر...... اس کلمہ مبارک کو سن کر عداس حیران ہوا جب اسے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ اللہ کے نبی ہیں تو اس نے آپ ﷺ کا سر اقدس ہاتھ اور پاؤں مبارک پر بوسہ دیا۔ آپ ﷺ وہاں سے تشریف لے گئے۔

Marfat.com

آپ ﷺ کا دل بہت دکھی اور اداس تھا۔حتیٰ کہ آپ ﷺ قرن ثعالب کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ نے آسمان کیطرف نگاہ اٹھائی وہاں ایک بادل کا ٹکڑا تھا جو آپ ﷺ پر سایہ فگن تھا۔اس بادل سے جبرائیل امین برآمد ہوئے۔انہوں نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ! آپکا رب کریم آپ ﷺ کو سلام فرماتا ہے اور یہ پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہے۔ جسے اللہ نے حکم دیا ہے کہ آپ کے ارشاد کے بغیر کوئی کام نہ کرے''۔

پہاڑوں کے فرشتے نے آگے بڑھ کر عرض کیا:۔

''یارسول اللہ ! آپ ﷺ فرمائیں تو میں پہاڑوں کو ان پر اوندھا کردوں!اور آپ چاہیں تو میں انہیں زمین میں دھنس کر غرق کردوں''!

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:۔

''اے پہاڑوں کے فرشتے میں صبر کروں گا شاید ان کی اولاد میں سے کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں جو لا الٰہ الا اللہ پر ایمان لائیں جو اللہ کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہیں بنائیں۔

حضور رحمت العالمین ﷺ کی رحمت وشفقت اور اس عظمت کو دیکھ فرشتہ پکار اٹھا۔''جس طرح آپ ﷺ کے رب نے آپ ﷺ کا نام رکھا ہے بلاشبہ آپ ﷺ رؤف ورحیم ہیں''۔آپؐ جن روح فرسا اور جانگداز لمحات سے اس روز گزرے تھے زندگی بھر ایسے حالات سے دو چار نہیں ہوئے تھے حتیٰ کہ یوم احد کا دکھ بھی اس روز کے کرب اور دکھ سے ہیچ تھا۔طائف سے واپسی پر آپ ﷺ نے وادی نخلہ میں شب بھر قیام فرمایا صبح کی نماز کے بعد آپ ﷺ اپنے رب کریم کی بارگاہ میں دست بستہ حاضر تھے کہ جنوں کی ایک جماعت آپ ﷺ پر ایمان لے آئی۔

مکہ واپسی پر حضرت زید بن حارثہؓ کے مشورے پر آپ ﷺ نے دستور عرب کے مطابق مطعم بن عدی کی پناہ حاصل کی، مطعم بن عدی اگلی صبح اپنے سات بیٹوں کے ہمراہ آپ کو لے کر حرم مکہ میں آیا جہاں اس کے مسلح بیٹے کعبے کے گرد چوکس کھڑے ہوگئے اور آپ ﷺ نے بیت اللہ کا

Marfat.com

طواف فرمایا ابوجہل مطعم بن عدی پر خوب برسا مگر معطم کی پناہ کا احترام کرنے پر مجبور تھا ادھر ابوسفیان نے بھی مطعم بن عدی سے کہا ڈرنے کی کوئی بات نہیں جسے تو نے پناہ دی ہے اسے ہم بھی پناہ دیتے ہیں۔

دستور عرب کی یہ پابندی آپ ﷺ نے ایک خاص مصلحت کے تحت کی تھی آپؐ نہیں چاہتے تھے کہ اس عالم میں قریش آپ ﷺ کے مکہ میں داخلے میں رخنہ ڈال کر ان مسلمانوں کو تنہا کر کے سب وستم کا نشانہ بنائیں جو مکہ میں رسول اللہ کی واپسی کی راہ دیکھ رہے تھے اس مصلحت برحق کے نتائج بہت جلد سامنے آ گئے اسلام کے سنہری دور کا آغاز ہو گیا۔ خوشبوئے نبوت پھیل گئی اور عرب کے کونے سے لوگ اس خوشبو سے مشام جاں کو معطر کرنے کے لئے مکہ آنے لگے۔

معطم بن عدی اگرچہ حالت کفر میں اس دنیا سے اٹھ گیا مگر اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی مروت کو زندگی بھر یاد رکھا۔ جنگ بدر کے قیدیوں کی قسمت کا جب فیصلہ ہونے لگا تو آپؐ نے فرمایا ''آج مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور وہ ان قیدیوں کے بارے میں سفارش کرتا تو اس کی وجہ سے میں ان تمام کو آزاد کر دیتا''۔ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان بھلا آپؐ سے بڑھ کر احسان یاد رکھنے والا کون ہو سکتا تھا۔

Marfat.com

۹

معراج المصطفیٰ ﷺ

۲۷ رجب ۱۰ نبوی

عام الحزن اور طائف کے تکلیف دہ سفر کے روح فرسا حالات دراصل رسول اللہ ﷺ کے صبر اور برداشت کا سخت امتحان تھا۔ آپ ﷺ اس جاں گسل امتحان میں یقیناً کامیاب رہے! اللہ نے آپ ﷺ کے صدق وخلوص اور اپنے نصب العین سے بے پناہ لگاؤ کو دیکھ کر آپ ﷺ کی تالیف قلب کے لئے آپ ﷺ کو اسریٰ ومعراج کی نعمتوں سے نوازا۔

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتے ہیں:۔

''پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی رات ورات اپنے بندے کو
مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک''!

حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضور ﷺ معراج کی شب مسجد حرم میں استراحت فرما رہے تھے کہ جبرائیل امین تشریف لائے آپ ﷺ کو نیند سے بیدار کیا۔ اور براق پر سوار کر کے مسجد اقصیٰ کیطرف لے گئے' مسجد اقصیٰ میں تمام انبیائے کرام کسی آنے والے کا انتظار کر رہے تھے۔ جیسے ہی آپ ﷺ تشریف لائے' جملہ انبیائے کرام نے آپ ﷺ کو منصب امامت پیش کر کے آپ کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی'

بعد از نماز' آنحضور ﷺ کے سامنے تین پیالے پیش کئے گئے ایک میں پانی دوسرے میں

Marfat.com

دودھ اور تیسرے میں شراب تھی دین فطرت کے داعی نے دودھ کا پیالہ قبول فرمایا جس پر حضرت جبرائیلؑ نے آپ ﷺ کو مبارک باد پیش کی۔ بیت المقدس سے آپ ﷺ نے آسمانوں کیطرف سفر شروع فرمایا۔ پہلے آسمان پر آپ ﷺ کی ملاقات اپنے جدامجد حضرت آدمؑ سے ہوئی دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰؑ نے آپ ﷺ کو خوش آمدید کہا۔ تیسرے آسمان پر حضرت یوسفؑ نے اور چوتھے آسمان پر حضرت ادریسؑ نے آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجا۔ پانچویں آسمان پر حضرت ہارون آپ ﷺ کے منتظر تھے جبکہ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰؑ نے آپ ﷺ کا استقبال کیا ساتویں آسمان پر بزرگ فرشتے عبادت و ریاضت میں مصروف تھے جنہوں نے آنحضور ﷺ پر سلام بھیجا۔ حتیٰ کہ آپؐ سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف لے گئے جہاں پہنچ کر حضرت جبرائیل امین نے آپ سے اجازت طلب کی کہ اس مقام سے آگے جانے میں ان کے پر جلتے تھے۔

سدرۃ المنتہیٰ سے اوپر اللہ قادر مطلق کا نور موجزن تھا۔ محبّ اور محبوب ﷺ کے درمیان بغیر کسی واسطے کے سلسلہ راز و نیاز ہوا۔ حضور سید یوم النشور امت کے لئے پچاس نمازوں اور تیس روزوں کا بابرکت تحفہ لے کر آئے حضرت موسیٰؑ کی درخواست پر نمازوں کی تعداد پچاس سے پانچ کروالی گئی، تاہم ثواب پچاس کا برقرار رہا۔ اس دوران آپ ﷺ پر اسرار کے پردے وا کر دیئے گئے جنت اور دوزخ کا منظر دکھایا گیا۔ واپسی پر مسجد اقصیٰ میں تمام انبیائے کرام مکرر آپؐ کے منتظر تھے آپ ﷺ نے نماز میں ان کی امامت فرمائی پھر براق پر سوار ہو کر آپ ﷺ واپس مکہ تشریف لے آئے، حضرت ام ہانی ہمشیرہ حضرت علیؓ کے گھر تشریف فرما ہوئے، ام ہانی کو اپنی معراج کا واقع سنایا حضرت ام ہانی نے احتیاط کا مشورہ دیا، مگر کار نبوت کسی مصلحت کے تحت کہاں روکا جا سکتا تھا۔

اللہ کے رسول ﷺ حرم کعبہ میں تشریف لے گئے ابوجہل سے آمنا سامنا ہوا اس نے دریافت کیا کوئی نئی خبر؟ آپ نے فرمایا! ہاں آج میں نے بیت المقدس کی سیر کی ہے! ابوجہل نے تمسخرانہ کہا، رات و رات وہاں سے ہو آئے ہو، میں پوری قوم کو جمع کروں، سب کے سامنے یہ بات کہو گے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا ''بے شک'' ابوجہل نے قریش کو آواز دے کر حرم میں جمع کر لیا آپؐ نے بیت المقدس کی زیارت کا پورا واقعہ سنایا تو نادان قریش آپ ﷺ کا مذاق اڑانے لگے، وہ کہنے لگے

Marfat.com

دو ماہ کا سفر ایک رات میں، بھلا یہ کیسے ممکن ہے۔ بلا شبہ اے محمد تم دیوانے ہو گئے ہو"۔

چند لمحوں میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے مکے میں پھیل گئی، کفار مکہ کا خیال تھا مسلمان یہ خبر سن کر آپ ﷺ سے برگشتہ ہو جائیں گے۔ کچھ لوگ اس امید پر حضرت ابو بکرؓ کے پاس چلے گئے۔ جب حضرت ابو بکرؓ نے ان کی زبانی رسول اللہ ﷺ کی اسریٰ کا ذکر سنا تو انہوں نے کہا "رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ بیان فرمایا ہے میں اس کی پورے خلوص سے تصدیق کرتا ہوں"۔ حضرت ابو بکرؓ کعبہ میں تشریف لے آئے رسول اللہ ﷺ بیت المقدس میں موجود تمام مقامات کا تفصیلی ذکر فرما رہے تھے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب آپ ﷺ کی زبان مقدس سے یہ احوال سنا تو بلا تامل کہا۔

"میں تصدیق کرتا ہوں یا رسول اللہ"

یہ وہ لمحہ جاوداں تھا جب ابو بکرؓ، صدیق سے صدیق اکبر ہو گئے، رسول اللہؐ نے ازاں بعد قریش کے ان قافلوں کا صحیح صحیح احوال بتا دیا جو بیت المقدس کے راستے میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے۔ ماننے والوں کا ایمان اس واقع سے مزید پختہ ہو گیا۔ اور نہ ماننے والے کفر و تکذیب کے اندھیروں میں بھٹکتے رہ گئے!

Marfat.com

۱۰

بیعت عقبہ

۱۱ھ نبوی' ۱۲ھ نبوی

نبوت کے دسویں سال تک فرزندان مکہ میں سے جو راست فکر لوگ تھے وہ اسلام کے دامن عاطفت میں پناہ لے چکے تھے' جو باقی بچے تھے وہ سب کے سب مکہ کی سنگلاخ سرزمین کی طرح پتھر دل لوگ تھے۔ جو عقل سلیم سے عاری بصیرت سے محروم اور کور نظر تھے یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے مکہ کی مسموم فضا میں نخل توحید مزید برگ و بار نہ لا سکے گا! خوشبوئے نبوت مکہ کی حدود سے باہر دور تک جزیرہ نمائے عرب میں پھیل چکی تھی' لوگ دور دور سے رسول اللہ ﷺ کے پیغام حق اور دعوت توحید کو سننے' مکہ کا رخ کر رہے تھے، حضرت ابوذر غفاری جیسی جلیل القدر ہستی نے مکہ آ کر آپ ﷺ کے دست حق پرست پر نہ صرف بیعت کی بلکہ حرم کعبہ میں کھڑے ہو کر پکارا کہ میں شہادت دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ محمد ﷺ اللہ کے رسول اور بندے ہیں۔

کفار مکہ نے جب دیکھا کہ آپ ﷺ کا پیغام دور دراز کے لوگوں کو متاثر کر رہا ہے تو انہوں نے آپ ﷺ کے خلاف محاذ قائم کر کے دور و نزدیک یہ بات مشہور کر دی کہ آپ ﷺ ایک ساحر اور جادوگر ہیں۔ جو آپ ﷺ کی بات سنے گا وہ اپنے آبائی دین کو ترک کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔ اس منفی محاذ نے آپ ﷺ کے حق میں خوب کام دکھایا دور دراز کے حجاج اور تجار جب مکہ آتے تو اس ''ساحر'' سے ملے بغیر واپس چلے جانے کا سوچتے بھی نہیں تھے۔ پھر جو شخص آپ ﷺ سے ملتا آپ ﷺ کے اخلاق اور اوصاف حمیدہ کا گرویدہ ہو کر رہ جاتا آپ ﷺ کے پیغام کی صداقت' سچائی اور سادگی اس

Marfat.com

کے دل میں گھر کر جاتی اور وہ خدائے وحدہٗ کا ماننے والا موحد بن کر واپس جاتا اسطرح دین کا رکا ہوا کام چل پڑا۔

حجاز مقدس میں مکہ کے بعد سب سے بڑی آبادی یثرب کی تھی، جو مکہ کے شمال میں تین سو میل کے فاصلے پر تھی یہاں اوس وخزرج کے قبیلے آباد تھے، جو زراعت پیشہ تھے۔ جبکہ یہودیوں کے تین قبیلے بھی تھے، جو یثرب کی تجارت پر چھائے ہوئے تھے۔ یہودی یثرب کے عرب قبائل کو مرعوب کرنے کیلئے بتایا کرتے تھے کہ عنقریب ایک نبی مبعوث ہونے والے ہیں، جن کی بادشاہی عرب وعجم پر قائم ہوگی، یہودی اس نبی پر ایمان لائیں گے اور پوری دنیا کے مالک بن جائیں گے!

اوس وخزرج اگرچہ وادی یثرب کی سرسبز زمینوں کے مالک تھے۔ مگر یہودیوں کے مقابلے میں انکی معاشی حیثیت کم تر تھی، جب مکہ میں رسول موعودہ کی آمد کا غلغلہ بلند ہوا تو خزرج قبیلہ کے چند ذہین وفطین لوگوں نے اس نبی کی اتباع میں پہل کرنے کی ٹھان لی۔ حج کا موسم آیا تو اہل یثرب کا قافلہ مکہ پہنچا، ادھر رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ حج کے موقع پر آپ ﷺ خدائے لاشریک کا پیغام لوگوں تک پہنچایا کرتے تھے لہٰذا اس برس یعنی ۱۱ نبوی کو خزرج قبیلے کے چھ افراد نے آپؐ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے میں سبقت حاصل کر لی۔ جب ان لوگوں نے یثرب واپس آ کر اپنے ایمان لانے کی اطلاع دی تو، اوس وخزرج کے قبائل میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

آنے والے برس، اہل یثرب کے وفد نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر عقبہ کے مقام پر بیعت کی، جو بیعت عقبہ اولیٰ کے نام سے تاریخ میں یاد کی جاتی ہے یہ بیعت اسلام کے سادہ ترین اصولوں پر مبنی تھی۔ کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے چوری کریں گے نہ زنا، اولاد کو قتل کریں گے نہ کسی پر بہتان باندھیں گے اور اللہ کے رسول ﷺ کے احکامات کی نافرمانی نہیں کریں گے! جو کوئی اپنے عہد کی پابندی کرے گا اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

اس مبارک موقع پر کل بارہ نفوس قدسیہ نے اسلام قبول کیا جن میں دس کا تعلق قبیلہ خزرج اور دو کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا جب یہ لوگ واپس جانے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعبؓ بن عمیر کو ان کے ساتھ مبلغ ومعلم بنا کر بھیجا گویا یہ اعزاز حضرت مصعبؓ کے حصے میں آیا کہ وہ رسول اللہؐ

Marfat.com

کے بعد اسلام کے پہلے مبلغ و معلم بن گئے۔ اگلے سال' ۱۲ھ نبوی کو اہل یثرب کا وفد حج مکہ آیا تو حضرت مصعبؓ بن عمیر کے جلو میں چوہتر مسلمان اپنے رسول ﷺ کی بیعت و زیارت کے لئے حاضر تھے جن میں دو خواتین بھی شامل تھیں۔ ان میں قبیلہ اوس سے گیارہ اور قبیلہ خزرج سے باسٹھ اصحاب شامل تھے۔

منیٰ کی وادی تھی' چودہویں کا چاند فلک مکہ پر چمک رہا تھا' کہ آفتاب نبوت مقام عقبہ پر تشریف لے گئے جہاں انصار اپنے نجات دہندہ' اپنے رہبر صادق' اپنے رسول رحمت ﷺ کے منتظر تھے۔ اللہ کے رسولؐ کے ہمراہ خاندان عبدالمطلب کے سردار عم رسول حضرت عباس بھی مقام عقبہ پر پہنچے اگرچہ حضرت عباس تاحال دولت ایمان سے سرفراز نہیں ہوئے تھے' مگر رسول اللہ ﷺ کی نصرت میں پیش پیش ہوتے تھے۔ اس موقع پر حضرت عباس متفکر تھے کہ اہل یثرب کے یوں اسلام قبول کرنے پر قریش مکہ آپ کے خلاف جنگ و جدل شروع کر دیں اور وقت پڑنے پر انصار آپ ﷺ کا ساتھ نہ دیں لہٰذا' آپ نے انصار کو مخاطب کر کے کہا۔

> ''اے گروہ خزرج! تمہیں معلوم ہے اولاد ہاشم' حضرت محمد ﷺ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ وہ اپنی قوم اور اپنے شہر میں محفوظ ہیں لیکن اب انہوں نے یثرب تشریف لے جانے کا قصد کر لیا ہے اگر تم سمجھتے ہو کہ تم عہد و پیمان پورا کرو گے ان کے مخالفین سے ان کی حفاظت کرو گے تو درست' ورنہ ابھی سے اپنے ارادے سے باز رہو اور انہیں چھوڑ دو''۔

حضرت عباسؓ خاموش ہوئے تو انصار نے کہا' اے عباس آپ نے جو کچھ کہا ہم نے سن لیا ہے'' اب آپ فرمایئے یا رسول اللہ ﷺ آپکو اختیار ہے آپ ﷺ جو وعدہ ہم سے لینا چاہیں ہم حاضر ہیں''۔

اللہ کے رسول نے' اللہ کے کلام سے تلاوت فرمائی پھر اسلام کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا!

> ''میں اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم میری اسطرح حمایت و حفاظت کرو گے جسطرح خود اپنے بال بچوں کی کرتے ہو''۔

اس موقع پر براء بن معرور نے آنحضور ﷺ کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں لے کر عرض کیا:۔

Marfat.com

یارسول اللہ ﷺ! اس خدا کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے ہم آپ ﷺ کی ہر اس چیز سے حفاظت کریں گے جس سے ہم خود اپنی جان اور اپنی آل اولاد کی حفاظت کرتے ہیں۔ پس یارسول اللہ ﷺ ہم سے بیعت لیجئے۔ ہم جنگ آزما لوگ ہیں' ہم نے جنگوں کی گود میں آنکھ کھولی ہے۔ ہتھیار ہمارے کھیل کا سامان ہیں جنہیں ہم نے اپنے آباؤ اجداد سے ترکہ میں حاصل کیا ہے''۔

براء کی گفتگو ختم ہوئی تو ابوالہیثم نے' اپنے خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

''یارسول اللہ ﷺ کہیں ایسا نہ ہو جب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو غلبہ عطا کردے تو آپ ﷺ ہمیں بے یار مددگار چھوڑ کر اپنی قوم میں واپس تشریف لے جائیں''۔

یہ سن کر روئے نبوت پر مسکراہٹ نمایاں ہوگئی' آپ ﷺ نے متبسم لبوں سے فرمایا:

''اے انصار! جہاں تمہارا خون گرے گا وہاں میرا لہو بھی بہے گا میں تم میں سے ہوں اور تم میرے ہو! تم جس سے جنگ کرو گے' میں تمہارے ساتھ شریک ہونگا' اور جس کے ساتھ تمہاری صلح ہوگی میں بھی اس کا حلیف ہوں گا!''

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی سن کر انصار بیعت کے لئے امڈ پڑے اس موقع پر حضرت عباس بن عبادہ آگے بڑھے' اپنی قوم سے مخاطب ہوئے:۔

''اے گروہ خزرج! کچھ جانتے ہو تم اس ہستی سے کس بات پر بیعت کر رہے ہو تمہیں ہر گورے اور کالے دونوں قسم کے لوگوں سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔ تم اس بیعت سے پوری دنیا سے لڑائی مول لے رہے ہو۔ اب اگر تمہارا خیال ہو کہ جب تمہارے مال اور خاندان ہلاکت کے خطرے سے دوچار ہوں تو تم انہیں دشمنوں کے حوالے کردو گے تو بہتر ہے کہ اسے آج ہی چھوڑ دو۔ کیونکہ خدا کی قسم یہ دنیا اور آخرت کی

Marfat.com

رسوائی ہوگی۔ اور اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ جس عہد کے ساتھ تم اس مبارک ہستی کو اپنے ہاں دعوت دے رہے ہو! اسے جان و مال کی تباہی کے باوجود نبھا سکو گے تو پھر بے شک اس کا ہاتھ تھام لو۔ یہ دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے''۔

لوگوں نے یہ خطبہ سن کر بیک زبان اقرار کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی حمایت میں اپنی جان مال اور اولاد کی پرواہ بھی نہیں کریں گے' آپ ﷺ کو ہر چیز پر مقدم رکھیں گے۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا:۔

''اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیجئے''

آپ ﷺ نے' اپنا دست مبارک بیعت کے لئے بڑھایا انصار نے ایک کے بعد ایک دست مقدس کو اپنے ہاتھ میں لے کر' رسول اللہ ﷺ پر اپنی جان و مال اور اولاد قربان کر دینے کا عہد کر لیا۔ سبحان اللہ' اللہ کے رسول ﷺ کو جانثاران ذی شان کا بے مثال ساتھ میسر آ گیا۔ آپ ﷺ نے حکم خداوندی سے بارہ نقیب مقرر فرمائے جن میں سے نو کا تعلق قبیلہ خزرج اور تین کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا نقبائے نبوت نے واپس جا کر تبلیغ اسلام کے لئے خوب کام کیا۔

Marfat.com

11

ہجرت مدینہ منورہ

جب یثرب میں اسلام پھلنے پھولنے لگا اور مکہ میں قریش کے مظالم نے مسلمانوں کا ناطقہ بند کر دیا تو آپ ﷺ نے اپنے پیروکاروں کو وادی یثرب کی طرف ہجرت کی اجازت دے دی۔ مسلمان ٹولیوں کی شکل میں وادی قہر و جبر سے وادی جمال و رحمت کی طرف ہجرت کرنے لگے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی اجازت طلب کی مگر آپ ﷺ نے فرمایا صدیقؓ صبر کرو۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کسی بہتر ساتھی کا بندوبست فرما دے۔ راز دارِ نبوت خاموش ہو گئے۔

سرزمین مکہ اب بانجھ ہو چکی تھی اس کے فرزند اسلام کو تقویت دینے کی بجائے داعی اسلامؐ کی زندگی کا چراغ گل کرنے کی سازش کرنے لگے۔ بہت غور و فکر اور سوچ و بچار کے بعد کفارِ مکہ نے ابوجہل کی تجویز پر فیصلہ کیا کہ تمام قبیلوں سے بہادر نوجوان منتخب کریں۔ پھر یکبارگی محمد الرسول اللہ ﷺ پر ٹوٹ پڑیں انہیں قتل کر ڈالیں (معاذ اللہ) اسطرح خاندان عبدالمطلب تمام قبائل سے جنگ کرنے سے باز رہے گا۔ اور معاملہ خون بہا پر ختم ہو جائے گا۔

کفارِ مکہ جب یہ فیصلہ کر رہے تھے تو کائنات کا سب سے بڑا فیصلہ کرنے والا اپنا فیصلہ صادر کر رہا تھا اس احکم الحاکمین نے اپنے رسول ﷺ کو اذن ہجرت عطا فرمایا آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق سے بات کی تو اس پروانہ رسول ﷺ نے بے تابی سے دریافت کیا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان کیا مجھے بھی شرف ہمرکابی حاصل ہو گا؟ اللہ کے رسول ﷺ نے اثبات میں جواب دیا۔ حضرت

Marfat.com

ابو بکر صدیقؓ پچھلے کئی ماہ سے ببول کے پتے کھلا کر اپنی دو اونٹنیاں سفر ہجرت کیلئے تیار کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک اونٹنی قیمت کے عوض آنحضور ﷺ نے اپنے لئے پسند فرمائی۔ راستے کی رہنمائی کے لئے حقِ خدمت ادا کر کے عبداللہ بن اریقط کی خدمات حاصل کی گئیں۔ دونوں اونٹنیاں ان کے حوالے کر دی گئیں اور ان سے ملاقات کا وقت اور مقام طے کر دیا گیا۔

اس کام سے فراغت کے بعد آپ ﷺ دار نبوت پر تشریف لائے حضرت علیؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ مجھے ہجرت کا حکم ہو چکا ہے۔ میں آج سوئے یثرب روانہ ہو رہا ہوں تم رات کو میری چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو جانا کوئی تمہارا بال بیکا نہ کر سکے گا۔ جو لوگ میرے قتل کے درپے ہیں انکی امانتیں میرے پاس ہیں تم ان میں سے ایک ایک کی امانتیں لوٹا کر میرے پاس پہنچ جانا۔ کیسی عجیب بات ہے کہ شدید دشمنی اور سخت نفرت کے باوجود آپ ﷺ کی امانت و دیانت پر کفارِ مکہ کو کس قدر ایمان اور اعتماد تھا۔

وہ ایک عجیب شب تھی جوانانِ قریش برہنہ تلواریں ہاتھ میں لئے خانہ رسول ﷺ کے چاروں طرف کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ کے بستر پر حضرت علیؓ محو استراحت ہیں۔ آنحضور ﷺ اپنے چھوٹے چھوٹے کام نبٹا کر نصف شب گھر سے باہر تشریف لاتے ہیں۔ سورۃ یٰسین کی ابتدائی آیات آپ ﷺ کی زبان مبارک پر ہیں۔ زمین سے مٹھی بھر خاک اٹھاتے ہیں اور جوانانِ قریش کے سروں پر ڈال دیتے ہیں بیت اللہ پر نظر پڑتی ہے تو نہایت دلسوزی سے فرماتے ہیں۔ اے مکہ خدا کی قسم! تو مجھے خدا کی زمین میں سب سے زیادہ محبوب ہے اور خدا کو بھی اگر تمہارے فرزند مجھے یہاں سے نہ نکالتے تو میں تجھے چھوڑ کر کبھی یہاں سے نہیں نکلتا''۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ گھر کے عقب میں آپ ﷺ کے منتظر تھے آپ ﷺ یہاں تشریف لائے تو سامان سفر حضرت عائشہؓ اور حضرت اسماء ایک سفری تھیلے میں بند کر رہی تھیں جب تھیلے کا منہ بند نہ ہوا تو حضرت اسماءؓ نے اپنا کمر بند نکال کر اسے بند کر دیا حضور سید یوم النشور نے فرمایا! اے اسماء قیامت کے روز تمہیں دو کمر بند عطا کئے جائیں گے۔ آپ ﷺ نے انہیں ذات النطاقین کا خطاب مرحمت فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے عظیم دانشمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی منزل مقصود کی مخالف سمت

Marfat.com

مکہ کے جنوب میں کوہ ثور کا رخ کیا یہ پہاڑ بیت اللہ سے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر موجود ہے۔ جس کی چوٹی پر ایک غار ہے جو غار ثور کہلاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ اس پہاڑ پر تشریف لے گئے اس پہاڑ کی چڑھائی سخت اور راستہ سنگلاخ تھا۔ نوکیلے پتھروں پر چلتے چلتے آپ ﷺ کے پاؤں مبارک چھلنی ہو گئے اور ان سے خون بہنے لگا۔ یہی حال حضرت ابوبکر صدیقؓ کا تھا۔ مگر محبت سے اپنے محبوب کا چھلنی پاؤں سے چلنا کیسے برداشت ہو سکتا تھا انہوں نے آپ ﷺ کو اپنے کندھوں پر سوار کر کے باقی ماندہ سفر طے کیا۔ دو نفوس قدسیہ کا بابرکت مگر آبلہ پا قافلہ اس طرح پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا۔ وہاں ایک پرخطر غار تھا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اندھیرے غار کو اپنے ہاتھوں سے صاف کیا وہاں جتنے سوراخ اور بل تھے اپنی چادر مبارک کو پھاڑ پھاڑ کر انہیں بند کیا پھر آپ ﷺ کو اندر تشریف لے جانے کے لئے کہا۔

اس غار میں رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تین دن تک قیام فرمایا۔ دن کے وقت حضرت ابوبکرؓ کا آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ بکریاں چرانے کے بہانے آپ ﷺ تک سامان خورد و نوش پہنچاتا اور رات کے وقت نوجوان عبداللہ بن ابوبکر آپ ﷺ کو قریش کے ارادوں سے خبردار کرتا۔

شب ہجرت کی جب صبح طلوع ہوئی اور جوانانِ قریش نے اپنے ناپاک ارادے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے آنحضور ﷺ کے گھر پر دھاوا بولا تو وہ بے حد شرمندہ ہوئے جب آپ ﷺ کی جگہ انہوں نے حضرت علیؓ کو وہاں محو استراحت دیکھا تو ان کی شرمندگی اور بدحواسی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا انہیں معلوم ہوا کہ رسالت مآب ﷺ ان کے سروں پر خاک ڈال کر ان کے درمیان سے گزر کر عازم سفر ہو چکے ہیں رسول اللہ ﷺ کے اسطرح عافیت سے بچ نکلنے پر کفارِ مکہ کے لئے قیامت برپا ہو گئی وہ وحشت و جنون میں مبتلا ہو گئے جس کے ہاتھ میں جو آیا لے کر مکہ کے چاروں طرف آپ ﷺ کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ جب آنحضرت ﷺ انہیں مدینے کے راستے پر نہ ملے تو انکا ایک گروہ یمن کے راستے پر غارِ ثور تک جا پہنچا ان میں سے کسی نے چاہا کہ غار کے اندر تلاش کیا جائے مگر امیہ بن خلف نے کہا: غار کے دہانے پر تو مکڑی کا جالا تنا ہوا ہے جو بہت قدیمی ہے یہاں کچھ نہ ہوگا۔

Marfat.com

کفارِ مکہ جب غار کے دہانے پر کھڑے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ کچھ گھبرا گئے۔ آنحضرت ﷺ نے اطمینان سے فرمایا:۔''اے ابوبکر! اللہ ہمارے ساتھ ہے'' بے شک اللہ اپنے رسولؐ اور رسول ﷺ کے ساتھی کے ساتھ ہے۔کفار وہاں سے ناکام و نامراد واپس لوٹ آئے تین روزہ تلاش وجستجو کا جب کچھ نتیجہ نہ نکلا تو کفارِ مکہ نے آنحضرت ﷺ کو پکڑ کر لانے والے کیلئے سو اونٹ انعام مقرر کر دیا۔

☆ تاریخ کا رخ بدل جاتا ہے:

تین روز کے بعد شب کے وقت عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط آپ ﷺ کے پاس پہنچتے ہیں۔داعی حق اپنا رخ انور مکہ سے یثرب کی طرف موڑ لیتے ہیں اس لمحہ جاودانی کو تاریخ بھی اپنا رخ بدل لیتی ہے۔۴ربیع الاول ۱۳ نبوی بروز سوموار اس عظیم الشان سفر ہجرت کی ابتداء ہوتی ہے جس نے رہتی دنیا کی تاریخ بدل ڈالی یہ قدسی قافلہ بحرِ احمر کے ساحلی راستے سے ہوتا ہوا وادی یثرب کی طرف بڑھتا ہے۔

کفارِ مکہ کی پیشکش پر سراقہ بن جعشم نے آپ ﷺ کا تعاقب کیا اس کے تیز رفتار گھوڑے نے آپ ﷺ کو آلیا لیکن سراقہ جیسے ہی آپ ﷺ کے قریب پہنچا اس کا گھوڑا گر پڑا اس نے گھوڑے کو ایڑھ لگائی گھوڑا اٹھا آگے بڑھنا چاہا مگر گھٹنوں تک ریت میں دھنس گیا سراقہ نے تیسری بار ایسا کیا مگر گھوڑا ایک قدم آگے نہ بڑھ پایا تب سراقہ پریشان اور خوفزدہ ہو گیا۔سراقہ نے سراپا التجا بن کر کہا۔'' یارسول اللہ ﷺ مجھے امان دیجئے'' رحمت مجسم نے سراقہ بن جعشم کو تحریری امان عنائیت فرمائی اور بشارت سنائی کہ میں تمہارے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں یہ بشارت پوری ہوگئی سراقہ واپس قریش کے پاس پہنچا تو اس نے قریش کو یقین دہانی کرادی کہ وہ دور تک اس راستے پر ہو آیا ہے قافلہ نبوت وہاں نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا یہ مختصر قافلہ محوِ سفر رہا حتیٰ کہ وادی خرار میں بھوک اور پیاس محسوس ہوئی تو اس قدسی قافلے نے وہاں مختصر قیام کیا۔

یہاں قریب ہی بنوخزاعیہ کی ایک ضعیف العمر خاتون ام معبد کا خیمہ تھا ام معبد مسافروں

Marfat.com

کی خبر گیری کے لئے مشہور تھی مگر یہ قحط اور خشک سالی کا زمانہ تھا لہٰذا حضرت ابوبکرؓ کے استفسار پر ام معبد نے کہا قیمت کا ذکر ہی کیا میرے پاس کچھ ہوتا تو میں خود ہی پیش کر دیتی۔ اتنے میں آنحضرت ﷺ کی نظر اقدس ایک خشک کمزور اور ناتواں بکری پر پڑی آپ ﷺ نے اسے طلب فرمایا اس کے خشک تھنوں پر دست شفقت پھیرا' بکری کے تھنوں میں دودھ اتر آیا' آپ ﷺ نے ایک بڑا برتن منگوایا جب وہ لبالب بھر گیا تو سب سے پہلے ام معبد کو پیش کیا۔ پھر قافلہ والوں نے سیر ہو کر پیا اور آخر میں پیغمبر آخر الزماں ﷺ نے نوش جاں کیا اور فرمایا لوگوں کو پلانے والا خود آخر میں پیتا ہے۔

ام معبد دم بخود تھی جب جانے والے جا چکے اور ام معبد کا شوہر گھر آیا تو اس نیک بخت نے جمال مصطفےٰ ﷺ کا جو سراپا بیان کیا وہ لفظ بلفظ تاریخ میں محفوظ ہو کر رہ گیا ہے۔

قافلہ یہاں سے روانہ ہوا تو حجفہ کے علاقے میں بنو سہم کا سردار بریدہ اسلمی نے اپنے مسلح ساتھیوں کے ہمراہ آپ ﷺ کی جان لینے کے خیال سے اس قدسی قافلے کو آ گھیرا سردار بریدہ جب واپس جانے لگا تو سو اونٹوں کے بدلے دولت ایمان سے مالا مال تھا۔

☆ بدر کی گھاٹیوں سے چاند طلوع ہوتا ہے:

تاریخ کا دھارا بدل دینے والا یہ مختصر قافلہ مسلسل سات روز تک سورج کی جھلسا دینے والی دھوپ میں اپنا سفر جاری رکھتا ہے۔ ادھر وادی یثرب کا ہر باسی اور ہر ذرہ آمد مصطفےٰ ﷺ مرحبا مرحبا پکارتے ہوئے دیدہ و دل فراش راہ کیلئے بے تابی سے آپ ﷺ کا منتظر ہے۔ مسلمان روز صبح شہر سے باہر مکہ کے راستے پر نظریں جمائے بیٹھ جاتے ہیں۔ شوق سے صبح کو شام کرتے ہیں اور پھر پریشان ہو کر گھروں کو لوٹ جاتے ہیں۔

بارہ ربیع الاول سوموار کا روزِ سعید تھا جب پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے لوگو! یہ تمہارے سردار آ پہنچے ہیں جس کا تم شدت سے انتظار کر رہے تھے۔ جوانانِ یثرب کیف و مستی کے عالم میں پکارتے ہیں۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

Marfat.com

اوس وخزرج کی مسرت وانبساط دیدنی تھی پیر و جواں راہ مصطفےٰ ﷺ میں آنکھیں بچھا رہے تھے تو عفت مآب دوشیزائیں اور عمر رسیدہ خواتین رسولِ رحمت وراحت کی آمد پر خوشی سے پھولے نہیں سماتی تھیں۔ادھر معصوم بچیاں دف بجا کر اپنے ملجاء ماویٰ کی آمد کا اعلان اسطرح کر رہی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

بدر کی گھاٹیوں سے چودھویں کا چاند طلوع ہو گیا۔ جب تک پکارنے والا پکار رہا ہے ہم پر شکر واجب ہے ۔اے ہمارے پاس نبی بن کر تشریف لانے والے ہم آپ ﷺ کے ہر حکم کی اطاعت کریں گے۔

جب یہ قافلہ وادی قبا میں پہنچا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آپ ﷺ پر چادر کا سائبان تان رکھا تھا انصار کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر اپنے رسول ﷺ کے استقبال کے لئے موجود تھا عقیدت ومحبت کا والہانہ اظہار کیا جا رہا تھا۔سورج ڈھل گیا تو آپ ﷺ نے خوش نصیب انصاری کلثوم بن ہدم کو شرف میزبانی بخشا۔حضرت علیؓ تین روز بعد آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔

آپ ﷺ نے قبا میں چند روز قیام فرمایا اسلام کی پہلی مسجد قبا کی بنیاد رکھی پھر بروز جمعہ رسول راحت ورحمتؐ قبا سے روانہ ہوئے۔بنی سالم بن عوف کی بستی میں نماز جمعہ کا وقت ہو گیا یہاں نماز جمعہ پڑھائی ایک صد اہل ایمان نے آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی یہ پہلا جمعہ تھا جو آنحضرتؐ کی امامت میں ادا ہوا یہاں مسجد کی بنیاد رکھی گئی اور آج تک یہ مسجد اس نام سے موسوم چلی آرہی ہے۔نماز جمعہ کے بعد آپ ﷺ شہر یثرب کیطرف روانہ ہوئے۔ہر فرد بے تاب تھا کہ وہ آنحضور ﷺ کی میزبانی کے شرف سے مشرف ہو آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی کی نکیل ڈھیلی چھوڑ دی اور فرمایا کہ اس کا راستہ چھوڑ دیا جائے۔اونٹنی حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر کے سامنے عین مسجد نبوی والی جگہ پر اللہ کی رضا سے بیٹھ گئی۔

آپ ﷺ نے حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر قیام فرمایا۔ یثرب جو وبائی امراض اور

Marfat.com

مسموم فضا والا شہر تھا رسول رحمت وراحت کی آمد سے مدینۃ النبی ﷺ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ وبائی امراض اور مسموم فضا کی جگہ رحمت وراحت نے لے لی۔

اسلام مکہ کی وادی سے نکل کر مدینہ منورہ کی سرسبز وادی میں آ گیا یہاں سے چار دانگ عالم پھیل گیا وہ رسولؐ جو تمام انسانیت کا رسولؐ ہے رحمت العالمینؐ بن کر نوع انسانی پر رحمت کے خزانے تقسیم کرنے لگا۔

☆ چند خاص واقعات:

- مسجد نبوی کی بنیاد رکھی گئی اس مسجد کو شرف حاصل ہے کہ اس میں ایک نماز ادا کرنے پر ایک ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ یہ مسجد خلفائے راشدہ کے دور تک اسلامی سیکرٹریٹ کے طور پر استعمال ہوتی رہی۔
- حضرت عائشہ صدیقہؓ کا حرم نبوی میں داخل ہونا۔
- عبداللہ بن سلام اور ابوقیس صرحہ بن ابی انس کا اسلام قبول کرنا۔
- آنحضور ﷺ نے مختلف سمتوں میں فوجی دستے روانہ فرمائے جبکہ ایک جماعت کی قیادت کرتے ہوئے آپ ﷺ ودان کی طرف تشریف لے گئے۔
- مختلف قبائل خاص طور پر بنی حمزہ اہل بواط اور بنو مدلج سے معاہدہ جات کی تکمیل۔
- واقعہ نخلہ جس میں ایک کافر عمرو بن حضرمی مارا گیا' دو قیدی اور مال واسباب مدینہ منورہ لایا گیا تو حضور ﷺ نے اس تصادم پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ یہ پہلی سرحدی جھڑپ تھی۔
- ۲ سنہ ھ حضرت سلیمان فارسی کا اسلام قبول کرنا۔
- نماز سے قبل اذان کا آغاز۔
- زکوٰۃ فرض کر دی گئی۔
- ۱۵ شعبان ۲ سنہ ھ کو تحویل کعبہ کا حکم۔
- یکم رمضان ۲ سنہ ھ روزے فرض کر دیئے گئے' رمضان کے خاتمے پر عید الفطر کی باجماعت نماز کا آغاز۔

Marfat.com

۱۲

دولتِ مدینہ منورہ

مدینہ منورہ پہنچ کر آپ ﷺ نے مسجد نبوی اور دولت مدینہ منورہ کی بنیادیں رکھیں۔ دونوں بنیادوں میں آپ ﷺ کا صدق وخلوص شامل تھا۔ مدینہ منورہ ایک ریاست قرار پائی جس کے دفاع کی ذمہ داری متفقہ طور پر اس کے تمام شہریوں پر بلالحاظ مذہب وملت ڈالی گئی۔ یہودیوں کو امت کا حصہ قرار دیا گیا ان کے قوانین کی حرمت تسلیم کر لی گئی تاہم ہر قسم کے نزاع کا حتمی فیصلہ سرور کائنات رسول راحت ورحمت ﷺ کے قبضہ اختیار میں تھا۔

☆ مواخات:

دولت مدینہ کی بنیاد رکھ کر آپ ﷺ انصار ومہاجرین کی طرف متوجہ ہوئے۔ مہاجرین کی بحالی کا اہم کام ہنوز باقی تھا۔ آپؐ نے دانش نبوی سے کام لیتے ہوئے انصاری ومہاجرین کے درمیان ایک معاہدہ قائم کر دیا جسے تاریخ مواخاۃ کا نام دیتی ہے۔ بھائی چارے کا یہ معاہدہ صدق وصفا کی منہ بولتی تصویر تھا۔

آپ ﷺ نے انصار ومہاجرین کو دربار رسالت ﷺ میں طلب فرمایا۔ دونوں فریقوں میں سے ایک ایک فرد کا نام پکارتے۔ ایک مہاجر کا ہاتھ انصار کے ہاتھ میں دے دیتے اس طرح وہ دونوں آپس میں بھائی بھائی ہو جاتے۔ یہ معاہدہ اخوت زبانی کلامی نہیں تھا۔ بلکہ یہ عملی بھائی چارہ تھا انصار مدینہ نے اپنے رسول ﷺ سے جو قول بیعت کے وقت کیا تھا اسے سچ کر دکھایا آپؐ کے حکم کی

Marfat.com

تعمیل میں انہوں نے ایثار کی انتہا کر دی۔ انصاری بھائیوں نے اپنے مہاجر بھائیوں کو اپنی جائیداد، دولت کاروبار اور مال ومتاع میں سے ہی نصف حصہ نہ دیا بلکہ جن انصار کے پاس ایک سے زیادہ بیویاں تھیں انہوں نے بروئے شریعت طلاق دے کر اپنی مطلقہ بیویوں کا اپنے مہاجر بھائیوں سے عقد نکاح کر دیا۔

انصار ومہاجرین باہم شیر وشکر ہو گئے۔ ادھر اوس وخزرج جو صدیوں سے باہم برسرپیکار تھے۔ جہالت کے تعصّبات دشمنی اور نفرتیں بھلا کر رسول رحمت وراحت ﷺ کے زیر سایہ آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔ اسطرح مدینہ منورہ میں ایک ایسی جماعت تیار ہوگئی جو باہم تو ریشم کی طرح نرم مگر کفار کے لئے فولاد ثابت ہوئی۔

☆ خطرات:

دولت مدینہ کو دو طرح کے خطرے درپیش تھے۔ ایک بیرونی خطرہ جو قریش اور نواح مدینہ کے قبائل کی صورت میں پیچ وتاب کھا رہا تھا وہ تا حال دعوت توحید کو قبول نہ کر سکے تھے ایک اور خطرہ بھی موجود تھا مگر وہ جزیرہ نما عرب کی سرحدوں پر منڈلا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس خطرے کے تدارک کے لئے تمام قبائل مدینہ کے درمیان معاہدہ قائم کر دیا تھا۔

دوسرا خطرہ اندرونی خطرہ تھا انصار مدینہ اگرچہ اپنے خلوص ایثار اور صدق وصفا کی بے مثال داستانیں رقم کر رہے تھے۔ مگر منافقین کا ایک ٹولہ عبداللہ بن ابی کی سرپرستی میں موجود تھا۔ جو اسلام کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ان منافقین کی حمایت میں یہود مدینہ بھی خفیہ طور پر سرگرم عمل تھے کیونکہ یہ بدبخت قوم اللہ کے رسولوں سے بیر رکھنے انہیں ناحق قتل کرنے کی زبردست تاریخ رکھتی تھی۔

ان خطرات کو بروقت بھانپ لینا اور ان کے تدارک کے لئے احسن طریقے پر پیش بندی کرنا اللہ کے رسول ﷺ کی ذہانت اور فطانت اور قیادت کے لئے ایک بڑا امتحان تھا۔ تاریخ شاہد ہے آپ ﷺ اس امتحان سے بھی سرخرو ہو کر نکلے۔ مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے قدم جمنے سے قبل ہی ان خطرات نے سر اٹھانا شروع کر دیا۔

Marfat.com

۱۳

جنگ بدر

۱۷۔رمضان المبارک ۲ھ

ہجرت نبوی نے کفار مکہ کو ہیجانی کیفیت میں مبتلا کر دیا تھا۔ آپ ﷺ کے مکہ سے بخریت نکل جانے پر وہ پیچ و تاب کھا رہے تھے' انہوں نے اپنی ناپاک سرگرمیوں کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے' منافقین مدینہ اور قبائل یہود کو اپنا ہمنوا بنا کر' مدینہ منورہ میں مسلمانوں کو زک پہنچانے کی کوششیں شروع کر دیں! انہی دنوں میں سردار اوس حضرت' سعد بن معاذ مدینہ سے بغرض عمرہ مکہ تشریف لے گئے تو باب حرم پر آپؓ کو ابو جہل نے روک کر کہا۔ ''خدا کی قسم! تم اگر امیہ بن خلف کے مہمان نہ ہوتے تو یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکتے تھے''۔ حضرت سعد نے ترنت جواب دیا۔ ''بخدا' تم اگر مجھے یہاں سے روکو گے تو میں تمہیں اس چیز سے روک دوں گا جو تمہارے لئے شدید تر ہے''۔

کفار مکہ کو اپنی تجارتی شاہراہ اس طرح غیر محفوظ نظر آنے لگی' شعبان ۲ھ میں قریش مکہ کا ایک بڑا تجارتی قافلہ شام سے مال تجارت لے کر مکہ لوٹ رہا تھا کہ ابوسفیان سالار قافلہ نے مسلمانوں کے ڈر سے مقام زرقہ سے ایک قاصد مکہ دوڑایا' جس نے وہاں جا کر مسلمانوں کی دہائی دی اور قریش کو کہا کہ کوئی لحہ ہے کہ محمد ﷺ ابوسفیان پر برق بن کر گرنے والے ہیں کون بہادر ہے جو سامان تجارت اور سالار قافلہ کو ان کے ہاتھوں سے بچا لے۔

اس واویلے پر پورا مکہ اٹھ کھڑا ہوا' تب دشمنی اور مال و دولت چھن جانے کے اندیشے نے

Marfat.com

کفار مکہ کو اندھا کر دیا ایک ہزار جوانان مکہ' جوشیلے جنگجو' جن میں چھ سو' جوان زرہ پوش تھے تین صد گھوڑوں اور سات صد اونٹوں کے لاؤ لشکر کے ساتھ' نہایت شان و شوکت' نخوت و تکبر سے نور حق شمع رسالت کو بجھانے کیلئے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے' ان کے جوش و جذبے کا یہ عالم تھا کہ یوں لگتا تھا راستے میں آنے والی ہر چیز کو وہ نیست و نابود کر کے دم لیں گے۔

ادھر مدینے میں اللہ کے رسول ﷺ ایک زیرک اور دانا حکمران کی طرح اپنے دشمن کی ہر حرکت اور ہر بات سے باخبر تھے' دانش نبوی ﷺ نے کفار مکہ کو راہ میں روکنے کا فیصلہ فرمایا' لیکن اس فیصلے سے آپ ﷺ کو قبائل مدینہ کی معاونت سے تہی ہو جانے کا اندیشہ تھا کہ بروئے معاہدہ حدود مدینہ کے اندر رہتے ہوئے دفاع مدینہ کی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی تھی مدینے سے باہر نکل کر کسی حریف سے برسر پیکار ہونا ان پر لازم نہیں تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انصار و مہاجرین کو جمع کر کے جملہ حالات' سے ان کو آگاہ فرمایا' حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے اس موقع پر جانثارانہ تقریریں کیں پھر مقداد بن عمرؓ نے کہا۔

> یا رسول اللہ ﷺ جدھر آپ ﷺ کے رب کا حکم ہے ادھر تشریف لے جائیے ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہیں آپ ﷺ جدھر رخ کریں گے ہم ادھر پیش قدمی کریں گے! ہم بنی اسرائیل کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ ''موسیٰ! جاؤ تم اور تمہارا خدا لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ بخدا یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ ﷺ کے دائیں بھی لڑیں گے اور آپ ﷺ کے بائیں بھی لڑیں گے' ہم آپ ﷺ کے سامنے سے جانیں لڑا دیں گے اور آپؐ کے پیچھے سے جان کی بازی لگائیں گے!''

یہ سن کر رخ نبوت پر مسکراہٹ نمودار ہوئی' مگر آپ ﷺ انصار مدینہ سے کچھ سننا چاہتے تھے' آپ ﷺ نے انصار مدینہ کو براہ راست مخاطب کر کے' دریافت فرمایا کہ ان کی کیا رائے ہے؟ اس موقع پر حضرت سعد بن معاذ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کہا:۔

''یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کا اشارہ ہماری طرف ہے۔ ہم آپ ﷺ

Marfat.com

پر ایمان لائے ہیں آپ ﷺ کی تصدیق کرتے ہیں اور اس بات کی گواہی دے چکے ہیں کہ آپ ﷺ جو کچھ لائے ہیں وہ حق ہے آپ ﷺ کی اطاعت کا پختہ عہد باندھ چکے ہیں۔

پس اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے جو ارادہ فرمالیا ہے اسے کر گزریئے قسم ہے اس ذات کی! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اگر آپ ﷺ سمندر پر جا پہنچیں تو ہم اس میں کود کر آپ کا ساتھ دیں گے! اور ہم میں سے کوئی پیچھے نہ رہے گا ہم جنگ میں ثابت قدم اور مقابلے میں جانثاری دکھائیں گے اور کچھ پتہ نہیں کہ اللہ آپکو ہم سے وہ کچھ دکھوادے جسے دیکھ کر آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں پس اللہ کی برکت اور بھروسے پر آپ ﷺ ہمیں ساتھ لے چلیں"۔

اس تقریر دلپذیر کے بعد مسلمانوں نے اپنے رسول ﷺ کی سرپرستی میں اپنے سینوں پر ہتھیار سجائے اور اللہ کی راہ میں اللہ کے رسول ﷺ کی اتباع میں جہاد پر نکل کھڑے ہوئے۔

جانثاران رسول اللہ ﷺ کا یہ لشکر، تین سو تیرہ جوانوں پر مشتمل تھا، جن کی بے سروسامانی کا یہ عالم تھا کہ پورے لشکر میں دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے لیکن یہ جیش مصطفیٰ ﷺ جذبہ ایمانی سے سرشار، عشق رسول ﷺ میں گرفتار اور خدائے لاشریک کی رضا کا طلب گار عجب شان بے نیازی سے اپنی جانوں کا نذرانہ، آنحضور ﷺ کے قدموں میں پیش کرنے کو بے تاب تھا۔

۱۲ رمضان المبارک کو لشکر مصطفوی مدینہ سے جانب بدر روانہ ہو گیا بدر کی گھاٹی میں پہنچ کر سالار بے مثال نے بلندی کی طرف پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا مسلمان حسب حکم فروکش ہو گئے شب بھر وہ بے خبر ہو کر سوئے ادھر قریش مکہ اپنی کثرت پر نازاں رقص و موسیقی میں غلطاں اپنے انجام سے بے خبر غرور و تکبر اور خودستائی کے نغمے شب بھر الاپتے رہے۔

شب کے پچھلے پہر باران رحمت ہوئی سپیدہ سحر نمودار ہوا تو مسلمانوں نے اپنے پیغمبر کی اقتدا میں نماز صبح ادا کی، جب سورج طلوع ہو گیا تو نشیب میں کفار مکہ صف آرا ہوئے اور فراز میں محمد

Marfat.com

مصطفیٰ ﷺ کے پروانے۔ جبکہ سورج بھی سپاہ کفار کے مقابل تھا۔ سپہ سالار جیش انسانیت ایک بلند چبوترے پر تشریف فرما ہو گئے اور اپنے اللہ رب العزت کے حضور سربسجود ہو کر دعا فرمائی!

اے اللہ! یہ قریش غرور و تکبر کے نشے میں سرشار ہو کر' ترے نام لیوا' ترے بندوں کو مٹانا چاہتے ہیں اے اللہ' تری نصرت اور تری مدد کی ضرورت ہے جس کا تو نے وعدہ کیا ہے۔ اے اللہ' یہ مٹھی بھر ترے نام لیوا' اگر آج مٹ گئے تو قیامت تک ترا نام لینے والا پیدا نہیں ہو گا۔ اے اللہ تیری نصرت اور تیری مدد کی ضرورت ہے جس کا تو نے وعدہ کیا ہے''۔ آپ ﷺ بار بار یہی دعا دہراتے گئے۔ تب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے نہایت عقیدت واحترام کو ملحوظ رکھ کر پشت کی طرف کھڑے ہو کر کہا۔ اے اللہ کے نبی!'' اس نے آپ ﷺ کی التجا سن لی ہے وہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا!''

آپ ﷺ نے مسلمانوں کی طرف رخ انور کر کے فرمایا'' اس ذات کبریا کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے آج جو شخص کفار کے ساتھ صبر واستقلال اور رضائے الٰہی کے لئے جنگ کرتا ہوا شہید ہو گا' اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا''۔ کفار مکہ اور تاجدار مدینہ کی فوجیں آمنے سامنے صف آرا تھیں معرکہ حق و باطل شروع ہونے والا تھا۔

دستور عرب کے مطابق مبارزت جنگ پر لشکر مصطفوی سے حضرت عوفؓ حضرت معاذؓ اور حضرت عبداللہ بن رداحہؓ نے پیش قدمی فرمائی' قریش کے غرور و تکبر کی انتہا دیکھئے' انہیں اپنے سے کمتر سمجھ کر مقابلے کے لئے قریشی جوان طلب کئے۔ سپہ سالار انسانیت نے انصاری بہادروں کو واپس بلا کر' مقابلے میں شیر خدا علیؓ شیر قریش حمزہؓ اور شیر میدان عبیدہؓ کو روانہ فرمایا۔ بازوئے حیدر کی قوت کا یہ پہلا امتحان تھا' ولید جب حیدر کرارؓ کے مقابلے پر آیا تو ضرب یداللٰہی کا ایک وار بھی برداشت نہ کر سکا اور جان سے گزر گیا۔ حضرت حمزہؓ نے عتبہ کو واصل جہنم کر دیا تاہم شیبہ نے حضرت عبیدہؓ کو زخمی کر دیا حضرت علیؓ نہایت برق رفتاری سے شیبہ پر حملہ آور ہوئے اور پلک جھپکنے میں شیبہ کھیت رہا۔ حضرت علیؓ

Marfat.com

نے مجروح عبیدہؓ کو رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا جنگ کا بازار گرم تھا حضرت علیؓ واپس معرکہ کارزار کی طرف چل پڑے۔ گھمسان کا رن پڑا' حضرت علیؓ نے کفار مکہ کی صفیں ادھیڑ کر رکھ دیں دو کمسن مجاہد' معوذ اور' معاذ' ابوجہل کی تلاش میں تھے' عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے بتانے پر یہ شاہین بچے ابوجہل پر جھپٹے ابوجہل زمین پر آ کر خاک میں لوٹ گیا ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے حضرت معاذؓ کے شانے پر تلوار کا وار کیا۔ بازو کٹ کر لٹک گیا مگر لٹکا ہوا بازو جہاد میں مزاحم ہونے لگا' کمسن مجاہد نے اپنا بازو اپنے پاؤں کے نیچے رکھ کر کھینچا حتیٰ کہ وہ جسم سے جدا ہو گیا تو آپؓ نے ایک ہاتھ سے اپنا جہاد جاری رکھا۔

یہ ایک عجیب جنگ تھی' دونوں طرف ایک خون ایک خاندان اور ایک قبیلہ تھا۔ مگر کوئی کسی پر رحم کھانے کو تیار تھا نہ کسی کو معاف کرنے پر! ایک مختصر کلمہ تھا۔ لا الہ الا اللہ' جس نے باپ بیٹے بھائی بھائی اور قرابت داروں کو ایک دوسرے کے سامنے لا کھڑا کیا تھا۔ جنگ کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ کے حق میں ہوا۔ اس جنگ میں حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ نے اپنی تلواروں کے خوب جوہر دکھائے کفار مکہ کے ستر بہادر سالار مارے گئے' جن میں عتبہ ابوجنتری زمعہ بن الاسود' عاص بن ہشام امیہ بن خلف منبہ بن الحج جیسے قریش کے سرتاج شامل تھے۔

کفار مکہ کے مقتولین میں سے نصف صرف حضرت علیؓ کی شمشیر بے اماں کا شکار ہوئے تھے۔ سردار ابوجنتری کی ہلاکت کا قصہ کچھ یوں ہے۔ کہ ایک صحابہ رسول ﷺ نے اپنی تلوار اس کی گردن پر رکھی' مگر کہا اے ابوجنتری! میں نے زبان رسالت مآب سے تیری تعریف سنی ہے لہٰذا میں تمہاری جاں بخشی کرتا ہوں ابوجنتری نے کہا اور میرا یہ ساتھی؟ جانثار رسول نے فرمایا اس دشمن خدا کو میں کیونکر معاف کروں گا۔ یہ سن کر ابوجنتری کہنے لگا! میں زندہ بچ رہوں اور میرا ساتھی جان سے گزر جائے' ایک عرب شریف زادہ کیونکر برداشت کر سکتا ہے کل قریش مجھے طعنہ دیں کہ وہ ابوجنتری آ رہا ہے جس نے اپنی جان تو بچالی اور اپنے دوست کی گردن مروا دی! صحابی رسول اللہ نے جب یہ سنا تو ابوجنتری کی گردن پر تلوار چلا دی۔

رسول اللہ ﷺ نے مقتولین کفار کو ایک گڑھے میں ڈالنے کا حکم دیا۔ جب تعمیل ارشاد ہو گئی

Marfat.com

تو آپ ﷺ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا۔

''اے ابو جہل !اے امیہ بن خلف اے عتبہ بن ربیعہ اے شیبہ بن ربیعہ اگر تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے تو کیا آج مسرور نہ ہوتے ۔ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے تم سے وعدہ کیا تھا کیا اس وعدہ کو تم نے سچا پایا؟ میرے ساتھ تو میرے رب نے جو وعدہ کیا تھا میں نے اسے سچا پایا''۔

اس جنگ میں شہادت عظمیٰ کا جام نوش کرنے والے کل چودہ مسلمان تھے۔ جن میں چھ مہاجر اور آٹھ انصار تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے آزاد کردہ غلام مہجع کو سید الشہداء کا لقب نصیب ہوا' وہ اس جنگ میں شہید ہونے والے پہلے مسلمان تھے۔ جنگ جب اپنے اختتام کو پہنچی تو کفار مکہ اپنے مقتولین کو میدان بدر میں چھوڑ کر فرار ہوگئے' مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے ان میں سے ستر لوگوں کو قید کر لیا۔ معرکہ حق و باطل میں حق کی فتح و کامرانی اور باطل کی شکست و ناکامی کی خبر جب مکہ تک پہنچی تو وہاں کہرام مچ گیا۔ گھر گھر نوحہ و ماتم برپا ہو گیا۔

شہدائے بدرؓ کی نماز جنازہ ادا کی گئی پھر بلا غسل و تکفین نوشہ ہائے جنت کو سپرد خاک کر دیا گیا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس جنگ کی برکات کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ نے' اپنے بندے اور رسول حضرت محمد ﷺ سے جو وعدہ کیا تھا وہ سچ کر دکھایا اس نے آپ ﷺ کے ان مٹھی بھر جانثاروں کو فتح عطا فرمائی بلاشبہ اسلام کی ترقی و ترویج کے لئے یہ جنگ تاریخ عالم کی ایک اہم اور تاریخ ساز جنگ سمجھی جاتی ہے۔ اس جنگ میں اگر خدانخواستہ مسلمان شکست کھا جاتے تو آج دنیا کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔

جنگ بدر کے قیدیوں کے ساتھ بہت مروت اور نرم دلی کا معاملہ کیا گیا حضرت ابو بکرؓ کی تجویز کو پسند کرتے ہوئے اسیران بدر کو فدیہ لے کر رہا کر دیا گیا۔ جو لوگ فدیہ نہیں دے سکتے تھے۔ ان کے ذمے دس مسلمان بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھانے کا کام لگایا گیا۔ اور جو لوگ بسبب ناداری فدیہ دے سکتے تھے نہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے انہیں رہا کر دیا گیا مسلمانوں نے اسیران بدر کے ساتھ رواداری اور حسن سلوک کی انتہا کر دی۔

Marfat.com

اسیران بدر میں حضرت عباس اور ابوالعاص بھی شامل تھے۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا اور اپنے داماد ہر دو کے ساتھ' وہی سلوک روا رکھا' جو دیگر اسیران کے ساتھ روا رکھا گیا تھا تاہم آپ چونکہ رقیق القلب ہونے کے سبب کسی کی تکلیف برداشت نہ کر سکتے تھے۔ اس لئے حضرت عباس کے کراہنے پر صحابہ کرامؓ کے مشورے سے ان کی رسیوں کی گانٹھ قدرے ڈھیلی کرنے کا حکم دیا اور ابولعاص کے فدیے میں جب اپنی رفیقہ حیات مونس و غمخوار خدیجہ کبریٰؓ کا وہ ہار دیکھا' جو العاص کی زوجہ بنتِ رسول حضرت زینبؓ نے اپنے شوہر کی رہائی کے بدلے میں بھجوایا تھا' اور جو انہیں ان کی والدہ نے رخصتی کے وقت عنایت فرمایا تھا تو آپ ﷺ کے قلب اقدس پر شدید رقت طاری ہوگئی اور آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا اگر بہتر سمجھو تو زینب کو یہ ہار واپس بھجوا دو اور اس کے قیدیوں کو رہائی عطا کر دو' صحابہ کرام نے خواہش نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے' ابوالعاص بن ربیع کو بلا معاوضہ رہا کر دیا۔ حضرت ابوالعاص نے بعد میں اسلام قبول کر لیا تھا اور اپنے اسلام لانے کا اعلان قریش کے بھرے مجمعے میں کیا تھا۔

☆ بعد از جنگ کے واقعات:

- حضرت فاطمہؓ کا حضرت علیؓ سے نکاح اور رخصتی۔
- یہودی قبیلہ بنوقینقاع کا وسط شوال تا اوائل ذیقعد محاصرہ اور مدینہ منورہ سے انخلاء۔
- ۳ھ حضرت حفصہ بنت عمر فاروقؓ کا آنحضور ﷺ سے نکاح۔
- ۳ھ حضرت ام کلثومؓ بنت رسول اللہ کا حضرت عثمانؓ سے نکاح۔
- ۳ھ امتناع شراب کا حکم۔ شراب نوشی حرام قرار دے دی گئی۔
- ۱۰ رمضان ۳ھ کو جناب امام حسنؓ کی ولادت۔

Marfat.com

۱۴

جنگ احد

۶ شوال ۳ھ

بدر کی شکست نے قریش مکہ کے ہوش وحواس اڑا کر رکھ دیئے تھے' کفار مکہ تو کیا پورا جزیرہ نمائے عرب اس حیران کن واقعہ پر انگشت بدندان تھا' قریش کہ جن کی سرداری مسلم اور قیادت غیر متنازعہ تھی۔ اپنی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ لگا ہونے کیوجہ سے قبائل عرب سے منہ چھپاتے پھرتے تھے' جوانان قریش شاید دوبارہ' جانثاران مصطفیٰ ﷺ کا رخ نہ کرتے' مگر پردہ داران قریش نے اپنے باپوں بھائیوں اور شوہروں کی آتش انتقام بھڑکانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ ادھر مقتولین بدر کے عزیز و اقارب کا ایک وفد ابوسفیان کے پاس گیا اور اسے اپنے مقتولین کا انتقام لینے کے لئے آمادہ جنگ کیا' ابوسفیان کی قیادت میں قریش مکہ نے سامان حرب اکٹھا کرنا شروع کر دیا اور اپنے حلیف قبائل کے جنگجو لوگوں کو اپنی حمایت اور مدد کے لئے طلب کر لیا۔

جدید جنگی آلات' بہتر ذرائع رسل ورسائل اور شدید جذبہ انتقام سے مسلح تین ہزار کا لشکر جرار لے کر ابوسفیان مدینہ منورہ کو تاراج کرنے اور نور حق کو بجھانے عازم سفر ہو گیا۔ اب کی بار خواتین قریش نے جنگ میں مردوں کے شانہ بشانہ شریک ہونے کا قصد کیا تا کہ جوان پیٹھ دکھائیں تو وہ ان کو جنگ سے منہ نہ موڑنے دیں خواتین کی سردار ہندہ زوجہ ابوسفیان تھی جس کے باپ عتبہ کو حضرت حمزہؓ نے واصل جہنم کیا تھا اور جو آتش انتقام میں اپنے حواس کھو بیٹھی تھی۔

Marfat.com

قریش کا یہ لشکر جرار منزلوں پر منزلیں مارتا ہوا' مدینے کی طرف رواں تھا ادھر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سرور کائنات' رحمت العالمین' تاجدار مدینہ کو حضرت عباس خفیہ طور پر اطلاع دے چکے تھے کہ ابوسفیان کس ارادے اور کس کس بل سے مدینہ پر چڑھائی کے لئے روانہ ہو رہا ہے۔

آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے مشورہ و مشاورت کا سلسلہ شروع کر دیا آپ ﷺ کا خیال تھا کہ شہر مدینہ میں مورچہ بند ہو کر کفارِ مکہ سے دفاع کیا جائے مگر چند پر جوش اور جذبہ ایمانی سے سرشار جوانوں کا خیال تھا کہ آگے بڑھ کر لشکر کفار کو تلواروں پر لیا جائے آپ ﷺ نے اپنی رائے پر اپنے صحابہ کی رائے کو ترجیح دی۔ لشکر کفار نے ۵ شوال بروز جمعہ نواحِ مدینہ میں احد کے دامن میں ڈیرے ڈال دیئے۔

انصار و مہاجرین اپنے پیارے نبی ﷺ کے گھر کے باہر جمع تھے حضرت سعید بن معاذ نے مجمع سے کہا تم نے ناحق آنحضور ﷺ کو مدینہ منورہ سے باہر نکلنے پر مجبور کیا اس اثنا میں آنحضورؐ زرہ مبارک زیب تن کر کے ہتھیار سجائے خانہ رسول سے برآمد ہوئے' مجمع اپنے کہے پر نادم ہوا' اور سب نے اپنے آپ کو آنحضور ﷺ کے سپرد کرتے ہوئے شہر میں رہ کر دفاع کرنے پر اپنی آمادگی ظاہر کر دی' مگر آپ ﷺ نے فرمایا ''کسی نبی کو زیب نہیں دیتا کہ وہ ہتھیار سجانے کے بعد انہیں اتار دے' حتیٰ کہ اللہ اس کے اور اس کے دشمنوں کے درمیان فیصلہ نہ کر دے۔ اللہ کا نام لے کر آگے بڑھو نصرت الٰہی تمہارے ساتھ ہو گی جب تک تم صبر کا دامن پکڑے رہو گے!

☆ پیش قدمی:

ایک ہزار کے قریب جوانان انصار و مہاجرین رسول اللہ کی اقتداء میں مدینہ سے روانہ ہوئے شہر سے باہر پہنچے تو تھوڑے فاصلے پر عبداللہ بن ابی اپنے تین سو منافق ساتھیوں کے ہمراہ آپؐ کا ساتھ چھوڑ کر واپس آ گیا اس نے عذر یہ کیا کہ آنحضور ﷺ نے نادان بچوں کا کہنا مانا اور میرے جیسے عاقل شخص کے کہے کی قدر نہیں کی۔ عبداللہ بن حرام نے اس کو سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ باز نہ آیا' تب حضرت عبداللہ نے منافقین کو مخاطب کر کے کہا۔

Marfat.com

''جاؤ خدا تمہیں برباد کرے۔ اے اللہ کی دشمنوں اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو تم سے بے نیاز کر دیگا''

جانثاران مصطفیٰ ﷺ کا یہ لشکر سحری کے وقت مدینہ منورہ سے سوئے احد روانہ ہوا نماز صبح آپ ﷺ نے میدان احد میں ادا فرمائی۔

☆ معرکہ کارزار:

میدان احد میں جب مسلمان صف آرا ہوئے تو' آپ ﷺ نے' اپنے عقب میں ایک ٹیلے پر پچاس تیر انداز متعین فرمائے ان پر حضرت عبداللہ بن جبیر کو نگران مقرر فرمایا گیا اور فرمایا کہ ''اس جگہ سے ہرگز نہ ہٹنا' چاہے ہماری بوٹیاں گدھیں نوچ کر لے جائیں''۔ اس موقع پر سرفروشان اسلام سے خطاب کرتے ہوئے منجملہ دیگر باتوں کے آپ ﷺ نے فرمایا ''اگر تم نے صبر و استقامت کا ثبوت دیا فتح تمہاری ہوگی''۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنی تلوار میان سے نکال کر آگے کی طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا۔ ''مسلمانو! تم میں سے کون بہادر اس تلوار کا حق ادا کر سکتا ہے''؟ کئی مسلمان آگے بڑھے' مگر ابودجانہؓ نے دریافت کیا' یارسول اللہ ﷺ! اس تلوار کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا!

''اس تلوار کا یہ حق ہے کہ دشمن کے ٹکڑے بکھیرتی ہوئی خم کھا جائے''

شیر دل ابودجانہؓ آج اپنے سر پر سرخ پٹی باندھ کر نکلا تھا' جسے عرب موت کے تسمے سے تعبیر کرتے تھے' اس نے سیف نبوی کے قبضہ پر اپنا ہاتھ رکھا اور فاخرانہ انداز سے میدان کارزار کی طرف روانہ ہو گیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ایسی چال اللہ کو ناپسند ہے مگر ایسے موقع کے سوا''۔

جیسے ہی دن طلوع ہوا' جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے عکرمہ بن ابوجہل اپنے غلاموں کے دستے سے مسلمانوں کے ہراول دستے پر حملہ آور ہوا مسلمانوں نے پتھراؤ کر کے انہیں میدان جنگ سے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ ادھر سے حضرت حمزہؓ شیر کی طرح گرجتے ہوئے لشکر کفار کے قلب میں گھس گئے کئی کافروں کو سر کے بوجھ سے آزاد کر دیا۔ قریش کے علم بردار طلحہ نے حضرت علیؓ کو دعوت مبارزت دی' ضرب حیدری سے طلحہ کی کھوپڑی میں شگاف پڑ گیا اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ ادھر ابودجانہؓ شمشیر نبوی ﷺ ہاتھ میں لئے لشکر کفار پر ٹوٹ پڑے کفار کے لاشے آپؓ کے قدموں میں

Marfat.com

گرتے چلے گئے حتیٰ کہ آپ کی تلوار کی زد میں ہندہ آ گئی' قریب تھا کہ ہندہ کا سرتن سے جدا ہو کر خاک وخوں میں تڑپ رہا ہوتا مگر ابو دجانہ وار کرنے سے باز رہے یہ شمشیر نبوی کی توہین ہے کہ اسے کسی عورت پر آزمایا جائے۔

معرکہ کارزار گرم تھا مسلمان اپنی بہادری کے جوہر دکھا رہے تھے۔ حسینان قریش کے عشوہ وادا اور تحریص کے باوجود جوانان قریش کی سکت جواب دے رہی تھی۔ حضرت علیؓ نے طلحہ کو ٹھکانے لگایا تو قریش کا علم عثمان بن ابوطلحہ نے تھام لیا عثمان کو حضرت حمزہؓ نے واصل جہنم کر دیا تو اس کے ہاتھ سے ابوسعید نے یہ علم لے کر مسلمانوں کو للکارا۔ حضرت سعد بن وقاصؓ نے تاک کر تیر مارا' جو ابوسعید کے حلق میں میں ترازو ہو گیا۔ ابوسعید ڈھیر ہو گیا تو ہبل کا علم قبیلہ عبدالدار کے نوجنگجو بہادروں کے ہاتھ میں یکے بعد دیگرے آیا مگر ان میں سے آٹھ کھیت رہے۔ جب قریش کا علم حبشی غلام صواب کے ہاتھ میں آیا تو اس نے یہ علم بلند کیا اس کا دایاں ہاتھ قزمان نامی مسلمان بہادر کی تلوار کے وار سے کٹ کر پرے جا گرا حبشی غلام نے علم اپنے بائیں ہاتھ میں تھام لیا۔ جب بایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا تو اس حبری شخص نے اپنے کٹے ہوئے بازوؤں سے یہ علم تھام لیا جب وہ زخموں کی شدت سے نڈھال ہو کر گر پڑا تو اس نے اپنے علم کی حرمت کو قائم رکھنے کے لئے اسے پشت کے نیچے دبا لیا۔

صواب کے بعد جوانان قریش میں سے کسی کو جرات نہ ہوئی کہ وہ قریش کا علم تھام لے ایسے عالم میں قریش کے حوصلے پست ہو گئے جب اپنی جان کی فکر لاحق ہوئی تو اپنی نازنینان کو معرکہ کارزار میں تنہا چھوڑ کر انہوں نے راہ فرار اختیار کر لی۔

☆ پانسہ پلٹ جاتا ہے:

جنگ بدر کی طرح جنگ احد کا معرکہ بھی مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ مسلمان مال غنیمت اکٹھا کرنے میں لگ گئے۔ خوشی کے اس موقع پر عبداللہ بن جبیر کے تیرانداز فرمان رسول کو نظر انداز کر بیٹھے' انہوں نے وہ درہ چھوڑ دیا جہاں رسالت مآب ﷺ نے انہیں تعینات فرمایا تھا۔ بس پھر کیا تھا خالد بن ولید' جو کفار مکہ کی شمشیر بے نیام تھا' جسے ابھی سیف اللہ بننے میں ایک مدت درکار تھی' اپنے

Marfat.com

ساتھیوں سمیت عقب سے آیا اور مسلمان فوج کو بے خبری کے عالم میں اپنی تلواروں پر لے لیا۔ یہ حملہ اتنا اچانک اور اس قدر رزور دار تھا کہ مسلمان سنبھل نہ سکے اس اثنا میں عتبہ کے وحشی غلام نے حربے کا وار کیا اور عم رسول حضرت حمزہؓ کو شہید کر ڈالا افراتفری کے عالم میں کئی مسلمان شہید ہو گئے۔ انہی شہدا میں مبلغ اسلام حضرت معصب بن عمیر بھی شامل تھے جو لشکر اسلام کے علمبر دار اور رسول اللہ ﷺ سے صورت میں مشابہ تھے' کفار نے شور مچا دیا کہ آنحضرت ﷺ شہید ہو گئے ہیں یہ خبر وحشت اثر سن کر کئی مسلمانوں نے تلواریں پھینک دیں کہ جب آپ ﷺ شہید ہو گئے ہیں تو اب کیا فائدہ جبکہ کئی مسلمان پہلے سے بھی زیادہ سرفروشی سے جہاد کرنے لگے کہ جب آپ ﷺ نہیں رہے تو اب ہم جی کر کیا کریں گے! مسلمان افراتفری کا ایسا شکار ہوئے کہ حضرت حذیفہ کے والد یمان کو اپنی ہی تلواروں سے شہید کر دیا حضرت حذیفہ چلاتے رہے مگر ان کی کون سنتا۔

ادھر کفار کے چند لوگوں نے رسول اللہ ﷺ پر شدت سے حملہ کر دیا آنحضرت ﷺ پر سنگ باری کی گئی جس وجہ سے آپ ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا دو دندان مبارک شہید ہو گئے اور آہنی خود کے دو حلقے رخسار مبارک میں دھنس گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو مجروح دیکھ کر مسلمانوں کی نظروں میں دنیا صفر ہو گئی مسلمانوں نے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کفار پر جوابی حملہ کر دیا۔ آپ ﷺ کے پاس صرف چودہ مسلمان رہ گئے جو یکے بعد دیگرے۔ آپ ﷺ پر اپنی جان نثار کرتے گئے۔ ان کی جگہ دوسرے جانثار ساتھیوں نے لے لی' اس اثنا میں آپ ﷺ ایک کھائی میں گر گئے جو ابو عامر نے مسلمانوں کی ہلاکت کے لئے کھود رکھی تھی۔ حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ نے آپ ﷺ کو اس کھائی سے نکالا' آپ ﷺ جبل احد پر تشریف لے گئے جب آنحضرت ﷺ دشمنوں کے نرغے میں تھے ام عمارہ جو مسلمان زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں انہوں نے مشکیزہ پھینک کر تلوار سونت لی اور کفار پر ٹوٹ پڑیں جب موقع آیا تو پھر کفار پر تیر اندازی کرنے لگیں سرور کائنات کو دشمنوں کے وار سے بچاتے ہوئے وہ خود زخمی ہو کر گر پڑیں۔

ادھر سرفروش ابو دجانہ نے آپ ﷺ پر جھک کر اپنے جسم کو آپ ﷺ کی ڈھال کے طور پر استعمال کیا' جو تیر آپ ﷺ کی طرف آتے ابو دجانہ انہیں اپنی پشت پر لے رہے تھے۔ ابو طلحہؓ نے آپ ﷺ

Marfat.com

کے چہرہ اقدس کو اپنے وجود کی اوٹ میں لے لیا' اس پر خطر لمحے کو حضرت سعد بن وقاصؓ آنحضورﷺ کی طرف سے دشمنوں پر تیر زنی کر رہے تھے' آپﷺ اپنے دست مبارک سے انہیں تیر عنایت فرماتے اور زبان مبارک سے فرماتے۔''اے سعد! تجھ پر میرے ماں باپ قربان! یہ لو تیر اور کافروں پر چلاؤ''۔

جب کفار کا ہجوم آپ کی طرف بڑھا تو آپﷺ نے فرمایا''کون ہے جو مجھ پر جان دیتا ہے''۔ زیاد بن سکن پانچ جاں نثاروں کو ساتھ لے کر حاضر ہوئے یکے بعد دیگرے سب جانثاروں نے ہدیہ جاں پیش کر دیا آپ نے فرمایا زیاد کا لاشہ میرے قریب لاؤ جان جان آفریں کے حوالے کرنے میں چند لمحے باقی تھے' خوش بخت زیاد نے آنحضورﷺ کے قدموں پر منہ رکھ دیا اور اسی حالت میں جان دے دی۔

☆ شکست فتح میں بدل جاتی ہے:

رسول اللہﷺ کے زندہ ہونے کی بشارت کعب نے دی تھی جسے سن کر مسلمانوں میں ولولہ ایمانی تازہ ہو گیا آپﷺ نے دانش نبوی سے کام لیتے ہوئے' مسلمان مجاہدین کو فاتحین احد کا پیچھا کرنے کے لئے بھیج دیا۔ لشکر قریش یا ہبل یا ہبل کا نعرہ بلند کرتے ہوئے' میدان احد سے مکہ کی طرف رواں تھا' اپنے عقب میں مسلمان جانثاروں کو آتا دیکھ کر گھبرا گیا' مٹھی بھر جانثاروں نے اس فاتح لشکر کو حدود مدینہ سے نکال دیا اسطرح وہ بازی جو مسلمان جیت کر ہار گئے تھے' اس حکمت عملی سے دوبارہ جیت لی گئی اس غزوہ سبق آموز میں حمزہ شیر خدا کے علاوہ ستر صحابہ نے جام شہادت نوش کیا۔

ہندہ نے اپنے انتقام کی آگ بجھانے کے لئے شہید حمزہ کا کلیجہ چبا ڈالا' اس نے اپنی وحشتوں کا اظہار کرتے ہوئے' آپؓ کا ایسا مسلہ بنایا کہ دیکھ کر رحمت عالمؐ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ اس غزوے میں قوم قریش نے اپنے ہی نبی پر تیروں اور تلواروں سے حملہ کر دیا تھا۔

احد کی اطلاع جب شہر مدینہ میں پہنچی تو خواتین اشکبار آنکھوں سے میدان احد میں پہنچ جاتی ہیں۔ ایک انصاری خاتون کہ جس کا باپ بھائی اور شوہر حرمت رسولﷺ پر فدا ہو چکے ہیں ان کی پرواہ نہ کرتے

Marfat.com

ہوئے پوچھتی ہے! وہ جان عالم رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں؟ جب اس نیک بخت کی نگاہ چہرہ اقدس پر پڑی ہے تو پکار اٹھتی ہے۔''آپ کے بعد کل مصیبتیں ہیچ ہیں یارسول اللہ ﷺ!''

آپ بھی باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شاہ دیں ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

آج کی شام مدینہ کا ہر گھر ماتم کدہ اور ہر فرد نوحہ خواں تھا' رسول رحمت ﷺ اپنے عم محترم حمزہ کا غم کرتے ہوئے فرماتے ہیں کاش حمزہ کو رونے والی بھی کوئی ہوتی۔ خود کلامی کے انداز میں کہا جانے والا یہ فقرہ صحابہ کرام کی سماعت تک جا پہنچتا ہے صحابہ گھروں کو لوٹتے ہیں تو خواتین مدینہ بیت رسول ﷺ پر حاضر ہو کر شہید حمزہ کا نوحہ کرتی ہیں آنحضور ﷺ فرماتے ہیں۔ شہید زندہ ہوتے ہیں ان کا نوحہ کرنا جائز نہیں۔ سیدہ الشھدا' حمزہ اور دیگر شہدائے احد کا نوحہ بند ہو جاتا ہے۔ مدینہ اب شہر خموشاں کا منظر پیش کرتا ہے۔

Marfat.com

۱۵

جنگ کے بعد

جنگ احد کے بعد' چند ماہ تک کوئی بیرونی مہم پیش نہ آئی' اس عرصے میں قانون وراثت' قانون ازدواج' حقوق الزوجین اور مشرک عورتوں سے نکاح کی ممانعت کے قانون کا اجرا ہوا۔ تین ہجری کے آخر میں آپ ﷺ کے عقد میں زینب بنت حزیمہ آئیں جو احد میں بیوہ ہوگئی تھیں اور ام المساکین کے نام سے مشہور تھیں۔

غزوہ احد کے بعد مدینہ کے اطراف واکناف میں بسنے والے قبائل پر پرزے نکالنے لگے اندرون مدینہ منافقین اور یہودیوں کا گٹھ جوڑ تھا۔ جو ہزیمت احد پر بغلیں بجا رہے تھے اور چاہتے تھے کہ کسی طرح نور نبوت بجھ جائے اور انسانیت دوبارہ کفر والحاد کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں بھٹکنے لگے!

غزوہ بدر کے بعد یہودی قبیلہ بنوقینقاع ایک انصاری خاتون کی عفت وعصمت سے کھیلنے کے جرم میں مدینہ منورہ سے نکال دیا گیا تھا۔ جبکہ یہودیوں کے باقی دو قبائل اب عبداللہ بن ابی کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں مصروف تھے۔ کفار مکہ احد کی عارضی فتح کے بعد دوبارہ خود کو جزیرہ نمائے عرب کا بلاشرکت غیرے مالک تصور کرنے لگے تھے لہٰذا انہوں نے دور ونزدیک مختلف قبائل عرب کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا' قریش کی شہ پر چند شرارتی لوگوں نے اللہ کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں کے جال بچھانا شروع کر دیئے۔

☆ شمع رسالت کے پروانے:

ایک سازش کے نتیجے میں قبیلہ عضل اور قارہ کے چند آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

Marfat.com

حاضر ہوئے انہوں نے کہا کہ ہمارے قبیلے نے اسلام قبول کر لیا ہے لہٰذا ہمارے ساتھ چند معلمین بھجوائے جائیں جو ہمیں دین اسلام کی تعلیم دیں آپ ﷺ نے چھ صحابہ کرام ان کے ساتھ بھجوا دیئے۔

یہ قافلہ جب مقام رجیع پر پہنچا تو کفار نے قبیلہ ہذیل کو بلا کر مسلمانوں کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ دونوں طرف سے تلواریں نکل آئیں چھ مسلمانوں کے مقابلے میں دو سو مسلح افراد تھے تین مسلمان موقع پر شہید ہو گئے اور تین مسلمانوں کو پابند سلاسل کر کے قریش کے حوالے کرنے کے لئے مکہ کی طرف روانہ کر دیا گیا راستے میں عبداللہ بن طارق ان کے ہاتھوں سے نکل گئے مگر کافروں نے تعاقب کر کے ان پر حملہ کیا' وہ مجروح ہو کر شہید ہو گئے۔

O حضرت زید بن دثنہؓ اور حضرت خبیبؓ قریش مکہ کے حوالے کر دیئے گئے حضرت زیدؓ نے جنگ بدر میں امیہ بن خلف کو واصل جہنم کیا تھا لہٰذا انہیں امیہ کے بیٹے صفوان نے خرید کر اپنے غلام نسطاس کے حوالے کیا کہ وہ انہیں قتل کرے۔ قتل گاہ سجائی گئی۔ حضرت زیدؓ کو وہاں لایا گیا تو اوروں کے علاوہ ابوسفیان بھی وہاں آ پہنچا اس نے زید کو مخاطب کر کے کہا۔

''اے زید! کیا تمہیں گوارا ہے کہ اسوقت تیری جگہ محمد ﷺ کو قتل کیا جا رہا ہوتا اور تو اپنے گھر میں اپنے بچوں کے ساتھ آرام کر رہا ہوتا''۔

پروانہ رسول حضرت زید نے جواب دیا!

''خدا کی قسم! مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ میری جان کے بدلے آنحضرتؐ کو ایک کانٹا بھی چبھے''

ابوسفیان حیرت زدہ رہ گیا۔ اس نے بے اختیار کہا۔ ''میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جس کے دوست اسے محمد ﷺ کے دوستوں سے بڑھ کر چاہتے ہوں! نسطاس نے اپنے مالک کے حکم کی تعمیل میں تلوار اٹھائی شمع رسالت کے پروانے نے اپنے محبوب رسول ﷺ کی محبت میں اپنی گردن جھکا دی کچھ دیر بعد سرزمین مکہ خدائے لاشریک کو لاشریک ماننے والے کے خون سے رنگین ہو گئی شاید اس بانجھ سرزمین کو اپنے بانجھ پن کے خاتمے کے لئے جانثاران رسول ﷺ کے خون کی ضرورت تھی۔

O ادھر قریش مکہ حضرت خبیبؓ کو سولی پر لٹکانے سے پہلے ان کی آخری خواہش پوچھتے ہیں

Marfat.com

آخری خواہش کے طور پر آپؓ دو رکعت نفل اپنے خالق و مالک معبود حقیقی خدائے لاشریک کی بندگی میں ادا کرتے ہیں۔ پھر آپؓ فرماتے ہیں۔

''خدا کی قسم! اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم مجھے مرنے سے ڈر جانے کا
الزام دو گے کہ میں شاید موت کے ڈر سے نماز کو طول دے رہا ہوں تو
میں اور دیر تک نماز پڑھتا''

پھانسی کا پھندہ آپؓ کے گلے میں ڈالا گیا آپؓ نے کفار مکہ کے لئے بددعا کی وہ خوف کے مارے زمین پر لیٹ گئے کچھ دیر بعد انہوں نے پھندہ نکال کر آپؓ کی گردن مار دی۔ شمع رسالت کے دوسرے پروانے کا خون سرزمین مکہ کو سیراب کر گیا۔

O سانحہ رجیع کا زخم ابھی تازہ تھا کہ قبیلہ کلاب کا سردار ابو براء آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے اپنے علاقہ میں دعوت اسلام پھیلانے کے لئے ایک وفد ساتھ بھیجنے کی استدعا کی آپ ﷺ نے فرمایا ''مجھے خطرہ ہے کہ اہل نجد میرے صحابہ کے ساتھ غداری نہ کریں''۔ تب ابو براء نے کہا کہ میں ان کا ضامن ہوں''۔ ابو براء کی ضمانت پر آپ نے حضرت منذر بن عمرو کی قیادت میں ستر صحابہ کرام کا وفد روانہ فرما دیا۔

وفد نے بئیر معونہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا حضرت حرام بن ملحان کو آنحضرت ﷺ کا نامہ مبارک دے کر عامر بن طفیل رئیس قبیلہ کے پاس بھجوایا۔ عامر نے نامہ رسول ﷺ کو کھولا تک نہیں اور ابن ملحان کے خون ناحق سے اپنے ہاتھ رنگ لئے۔ اب عامر ڈر گیا اس نے اپنے قبیلہ کو پکارا کہ مسلمانوں کو تہہ تیغ کر دیں مگر اس کے قبیلے والوں نے ابو براء کیوجہ سے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اس بدبخت نے دیگر قبائل کو ساتھ ملا کر مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا' پھر ان کو تہہ تیغ کیا دو مسلمان زندہ بچے کعب بن زید جسے عامر نے مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا تھا۔ صحیح وسلامت مدینہ منورہ پہنچا' اس نے حضور سید یوم النشور کو اس جانکاہ حادثے کی اطلاع دی۔

O یہود اور منافقین مدینہ نے بئیر معونہ کے واقعہ پر جی بھر کر خوشی کے شادیانے بجائے' احد کے بعد یہ سانحہ ان کے قلب سیاہ کو خوب راس آیا۔

Marfat.com

☆ بنونضیر انخلاء: شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

عمر بن امیہ کے ہاتھوں دو بے گناہ لوگوں کا خون ہو جانے پر ان کے خون بہا کا معاملہ در پیش تھا حضور سرور کائنات دس صحابہ کے ہمراہ اپنے حلیف قبلہ بنونضیر کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ یہودی آپ ﷺ کو اپنے ہاں دیکھ کر خوش ہو گئے کعب بن اشرف کا زخم ابھی تازہ تھا۔ اور پھر عین اپنی فطرت کے مطابق یہودیوں نے رسول اللہؐ کا خون کرنے کا قصد کر لیا' عمر بن حجاش اس چھت پر چڑھ گیا جس کی دیوار کے ساتھ آپ ﷺ ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے۔

آپ ﷺ کو بذریعہ وحی اطلاع ہوگئی کہ عمرو بن حجاش چھت سے' آپ ﷺ پر پتھر کی سل گرانے والا ہے آپ ﷺ ایک طرف ہٹ گئے اور پھر وہاں سے تشریف لے آئے' صحابہ رسول بھی جب واپس تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے محمد بن سلمہ کے ہاتھ یہود کو پیغام بھیجا کہ وہ فوری طور پر مدینہ منورہ سے نکل جائیں دس روز کے بعد کوئی شخص ان میں سے نظر آیا تو قتل کر دیا جائے گا'' بنونضیر نے عبداللہ بن ابی کی شہہ پر جواب دیا۔ ''ہم شہر نہیں چھوڑیں گے' آپ سے جو ہو سکے کر لیں''۔

بنونضیر قلعہ بند ہو گئے آپ ﷺ نے ان کا محاصرہ کر لیا مسلمانوں نے ان کی کھجوروں کے باغات اجاڑ دیئے' محاصرے کے دوران باہر سے ان کے حلیف انہیں چھڑانے آئے نہ عبداللہ بن ابی کے دو ہزار مسلح جوان ہی کہیں نظر آئے۔ محاصرے کی سختیوں سے گھبرا کر انہوں نے رحمتِ دو عالم ﷺ سے استدعا کی ''ہم پر رحم کیجئے ہماری اور ہمارے بچوں کی جاں بخشی کیجئے اور ہمیں اپنا سامان لے جانے کی اجازت ہو تو ہم شہر خالی کئے دیتے ہیں''؟

رحمت عالم نے اجازت مرحمت فرما دی' ربیع الاول ۴ھ میں بنونضیر اپنا تمام ساز و سامان اونٹوں پر لاد کر لے گئے تاہم ہتھیاروں کا بڑا ذخیرہ پیچھے چھوڑ گئے جس میں پچاس زرہیں پچاس خود اور تین سو چالیس تلواریں تھیں۔ بنونضیر کے بدخصلت یہودی اس عالم میں مدینہ سے نکلے جیسے وہ کوئی جشن منا رہے ہوں۔

؎ شرم تم کو مگر نہیں آتی

Marfat.com

۱۶

جنگ خندق

شوال ۵ھ

جنگ احد کی جزوی کامیابی سے قریش مکہ کے حوصلے بلند تھے۔ احد کے بعد وقوع ہونے والے روح فرسا سانحات نے بھی قریش کو بڑی غلط فہمی میں مبتلا کر دیا تھا' وہ نادان سمجھے اب وقت آ گیا ہے کہ نور حق کو بجھا دیں اور مسلمانوں کو دوبارہ لات و عزیٰ کی عبادت پر مجبور کر دیں۔

قریش مکہ نے اب کی بار جزیرہ نمائے عرب کے ان تمام قبائل کو اکٹھا کرنے کا قصد کیا' جو تا حال ایمان کی دولت سے سرفراز نہیں ہوئے تھے' ایسے قبائل جو تا حال شرک و الحاد کے گپ اندھیروں کے باسی تھے۔ قریش مکہ کتنے نادان تھے! وہ اتنی سی بات بھی نہ سمجھ سکے تھے کہ دنیا بھر کے اندھیرے' مل کر روشنی کی ایک باریک کرن کو بھی ختم نہیں کر سکتے چہ جائیکہ وہ نور حق کی تنویر کو مٹانے کے لئے کفر و الحاد کے گپ اندھیروں کو آواز دے رہے تھے۔

مہاجرین جب سے مدینہ منورہ میں آئے تھے سکون آرام اور راحت سے ایک پل بھی بیٹھ نہ پائے تھے۔ ادھر انصار جو پہلے کھیتی باڑی کا کام دلجمعی سے کیا کرتے تھے۔ اب مختلف مہمات پر اپنے رسول ﷺ کی نصرت و حمایت میں مصروف رہنے لگے تھے۔ کسی حد تک وہ بھی تنگ دست تھے۔

قریش مکہ غزوہ احد میں کامیابی کے باوجود مقتولین بدر کا غم نہ بھلا سکے تھے وہ مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے' ادھر بنو قینقاع اور بنو نضیر مسلمانوں پر طیش کھا رہے تھے جبکہ قبیلہ عضل قارہ' ہذیل اور عطفان اپنے قبائلی تعصب اور قرابت کیوجہ سے قریش مکہ کی حمایت میں مسلمانوں کے خون

Marfat.com

کے پیاسے ہو رہے تھے۔

اللہ کے رسول ﷺ کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ ﷺ ہمیشہ اپنے گردو پیش کے حالات سے باخبر رہا کرتے تھے' جبکہ آپ ﷺ نے اپنے دشمنوں پر مسلسل نظر رکھی ہوتی تھی' جب آپ ﷺ کے علم میں یہ بات آئی کہ یہودی قبائل اور قریش جزیرہ نمائے عرب کے تمام قابل ذکر قبائل کو اپنا ہمنوا بنا رہے ہیں تو آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کہ آنے والے خطرے کا کس طرح مقابلہ کیا جائے' مشاورت سے' دو باتیں طے ہوگئیں۔ مدینہ کا دفاع مدینہ کے اندر رہ کر کیا جائے گا اور حضرت سلیمان فارسی کے مشورہ پر خندق کھودی جائے گی۔

☆ قوت بازوئے رسالت:

حضرت سلیمان فارسی کے مشورے کے حسن و قبح پر خوب غور کیا گیا جب ہر لحاظ سے اس مشورے کو صائب پایا گیا تو خندق کھودنے کے آلات اکھٹے کر لئے گئے پھر خندق کی لمبائی چوڑائی کی بابت فیصلہ کیا گیا پھر آدمیوں کی تعداد اور کام کے وقت کا تعین کیا گیا۔

یہ ذیقعد کی آٹھ تاریخ تھی آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے خندق کی حدود قائم فرمائیں بنیاد رکھ کر آپ ﷺ نے دس دس آدمیوں پر دس گز زمین تقسیم کر کے تین ہزار صحابہ کو اس کام پر لگا دیا اور اس کام میں آپ ﷺ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی۔ دوران کھدائی ایک مقام پر سخت پتھر آ گیا۔ صحابہ کرام نے خوب زور لگایا مگر بات نہ بنی تب آپ ﷺ نے کدال دست مبارک میں لے کر چٹان پر ضرب لگائی تو وہ چٹان ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوگئی۔ بازوئے نبوت کا وار برداشت کرنا بھلا کسی کے بس میں ہوسکتا ہے۔

نو ہزار گز لمبی پندرہ فٹ چوڑائی اور بارہ فٹ گہری خندق چھ دنوں یں مکمل کر لی گئی۔ رسول مقبول ﷺ نے بچوں اور عورتوں کو مدینہ منورہ میں قلعہ بند کر دیا اور ان کی حفاظت پر حضرت حسان بن ثابتؓ کو مامور کر دیا گیا اور سرداران انصار و مہاجرین اپنے پیارے رسول ﷺ کی قیادت میں پس خندق مورچہ بند ہو گئے۔

Marfat.com

☆ کفار کی یلغار رک گئی:

قریش مکہ اپنے جلو میں بارہ ہزار جنگجو بہادروں کا لشکر جرار لے کر مدینہ منورہ کو تاراج کرنے اور نور نبوت کو گل کرنے کے لئے بہت تیز رفتاری سے بڑھے آ رہے تھے آج تعداد اور مال و منال کی کثرت نے انہیں غرور و تکبر کی اس انتہا پر پہنچا دیا تھا جہاں ان کی نظروں میں کوئی انسان جچتا تھا نہ کوئی طاقت ان کی نگاہوں میں سماتی تھی۔

وہ ایسے بڑھے چلے آ رہے تھے جیسے مدینہ منورہ کو روند کر آگے بڑھ جائیں گے مگر جیسے ہی یہ لشکر جرار مدینہ کے قریب پہنچا اس کی یلغار یکبارگی رک گئی اس کے اور مسلمانوں کے درمیان ایک ناقابل عبور خندق موجود تھی خندق دیکھ کر کفار آگ بگولہ ہو گئے' کچھ دیر پہلے وہ سوچ رہے تھے آج مسلمانوں کو اپنے پاؤں تلے روند کر رکھ دیں گے اب اپنی بے بسی پر وہ ہاتھ ملتے رہ گئے' ان کا غصہ قابل دید اور ان کا رنج قابل شنید تھا۔ خندق سے جانب شہر سلع نامی ٹیلے پر اللہ کے رسول ﷺ کی مچان تھی۔ فخر موجودات نے سرخ رنگ کا خیمہ تان رکھا تھا۔ اس مقام سے آپ ﷺ پورے علاقے کا نظارہ فرما رہے تھے۔

کفار قریش اور ان کے ہمراہ لشکریوں کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب وہ کیا کریں۔ خندق عبور کرنا ان کے بس میں نہیں تھا۔ سو انہوں نے لشکر مصطفوی پر تیر برسانا شروع کر دیئے دم کی دم میں انہیں ترکی بہ ترکی جواب مل گیا تو وہ ٹھنڈے پڑ گئے ان کی توقعات پر پانی پھر گیا مال غنیمت کے وعدہ پر ساتھ آنے والے لوگوں کو ساتھ رکھنا مشکل ہو گیا لشکر کفار نے کھلے میدان میں اپنے خیمے گاڑھ دیئے اور اس فتنہ خندق کا سد باب کرنے کی تدبیر کرنے لگے قریش مکہ نے یہودی قبیلہ بنو قریظہ سے نامہ و پیام شروع کیا اور چاہا کہ مسلمانوں کو مدینہ کے اندر سے مات دے دی جائے حیی بن اخطب بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد کے گھر گیا' اس نے اس یہودی سردار کو مسلمانوں سے غداری کرنے پر اکسایا کعب بن اسد نہ مانتا تھا اسے خطرہ تھا کہ حیی بن اخطب مسلمانوں سے شکست کھا گیا تو ان کی حفاظت کون کرے گا۔ تاہم حیی بن اخطب نے کہا کہ ہم تمہارے پاس اتر آئیں گے ہمارا مرنا جینا

Marfat.com

تمہارے ساتھ ہو گا کعب بن اشرف کی عقل پر پردہ پڑ گیا بنو قریظہ قریش کے ساتھ سازش میں شریک ہو گئے۔ اس کڑے وقت میں بنو قریظہ کی عہد شکنی نے آنحضور ﷺ کو بہت رنجیدہ خاطر کر دیا۔ خطرہ تھا کہ یہودی مدینہ پر قابض ہو کر بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کر دیں۔

ادھر محاصرہ طول پکڑ گیا سامان خورونوش کی پہلے ہی کمی تھی اب یہ مزید عدم دستیاب ہو گیا حتیٰ کہ نوبت فاقوں پر آ گئی۔ چند صحابہ کرام نے بھوک کی شکایت کی اور بتایا کہ انہوں نے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا ہے سرور دو عالم ﷺ نے اپنی شکم مبارک سے پردہ اٹھایا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ آپؐ نے پیٹ پر دو پتھر باندھ رکھے تھے جب محاصرہ طول پکڑ گیا اور سختیاں عروج پر پہنچ گئیں تو آنحضور ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ ایسی تدبیر اختیار کی جائے کہ مشرکوں کا اتحاد پارہ پارہ ہو جائے رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ غطفان سے معاہدہ کرنے کا قصد فرمایا تاکہ قریش کا ساتھ چھوڑ دیں' آپ ﷺ نے اس قبیلے کے دو سرداروں سے رابطہ قائم کر کے انہیں مدینہ کے ایک تہائی پھل خراج دینے پر اپنی حمایت پر آمادہ کر لیا۔ معاہدہ تحریر کرنے کی بابت آپ ﷺ نے سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ جو اوس وخزرج کے سردار تھے' ان سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا۔

''یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ کو اللہ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے تو ضرور ایسا کیجئے ہمارا سر جھکا ہے انکار کی مجال نہیں ہے لیکن اگر یہ رائے ہے تو ہمارا مشورہ یہ ہے کہ حالت کفر میں بھی کوئی شخص ہم سے خراج مانگنے کی جرات نہ کر سکا۔ اب تو اسلام نے ہمارا منصب بہت بلند کر دیا ہے''۔

انصار کا خلوص اور استقلال دیکھ کر روئے نبوت پر تبسم پھیل گیا آپ نے معاہدہ کی تحریر حضرت معاذ کو دے دی جنہوں نے اسے پارہ پارہ کر دیا۔

ادھر مشرکین عرب خندق عبور کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے مگر ان کی پیش نہ چل رہی تھی۔ سپہ سالاران قریش' ابوسفیان' خالد بن ولید عمر بن العاص' ضرار بن خطاب اور جبیرہ اپنی مقررہ باری پر مسلمانوں پر سنگ باری کرتے پتھر اور تیر برساتے کئی طریقے اور داؤ آزماتے دن کو

Marfat.com

شام کر لیتے مگر کچھ کر نہ پاتے۔

ایک روز لشکر کفار ایک ایسی جگہ اکٹھا ہوا جہاں سے خندق کی چوڑائی قدرے کم تھی عرب کے چند بہادروں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی مگر سوائے عمرو بن عبدود کے کوئی شہسوار خندق کو عبور نہ کر سکا۔ عمرو بہادر اور نڈر انسان تھا وہ ایک ہزار سواروں کے برابر سمجھا جاتا تھا وہ جنگ بدر میں مجروح ہو گیا تھا اور اس نے قسم کھائی تھی کہ جب تک انتقام نہیں لے گا۔ اپنے بالوں میں تیل ڈالے گا نہ کنگھی کرے گا۔

عمرو بن عبدود کے مقابلے میں حضرت علیؓ میدان میں آئے عمرو سوار تھا اور حیدر کرارؓ پاپیادہ عمرو بن عبدود کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ وہ اس عالم میں لڑائی لڑے وہ گھوڑے سے اتر آیا اس نے اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ کر اسے بے کار کر دیا۔ عرب کے پہلوان کے مقابلے میں جب حیدر کرار آئے تو عمرو بن عبدود نے نام و نسب جان کر کہا۔ عزیز من میں تمہیں قتل نہیں کرنا چاہتا۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا مگر میری تلوار تمہارے خون سے اپنی پیاس بجھانے کو بے تاب ہے۔ عمرو غصے سے لال بھبوکا ہو گیا۔ اس نے تلوار کا وار کیا تلوار حضرت علیؓ کے خود کو کاٹتی ہوئی پیشانی پر جا لگی۔

اب حیدر کرار کی باری تھی۔ قوت حیدری اور فطانت علوی نے بیک وقت کام دکھایا۔ حضرت علیؓ نے عمرو بن عبدود کے عقب میں اشارہ کیا عمرو جیسے ہی ادھر متوجہ ہوا اللہ کے شیر نے اپنی تلوار کے وار سے عمرو بن عبدود کو دو حصوں میں کاٹ کر پھینک دیا حیدر کرار نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا، فتح کا اعلان ہوا۔ عمرو بن عبدود کے بعد ضرار اور جبیرہ نے بھی خندق کو عبور کیا ضرار کا مقابلہ عمر فاروقؓ نے کیا مگر آپؓ ضرار کی زد میں آ گئے ضرار نے آپؓ کو جانے دیا اور کہا عمرؓ! اس احسان کو یاد رکھنا۔

جبیرہ پر حضرت علیؓ جھپٹے تو اس نے واپسی کا راستہ اختیار کر لیا تاہم خندق عبور کرتے ہوئے گر کر مر گیا۔ ابوسفیان نے دیت کے سو اونٹ پیش کر کے لاش لینا چاہی مگر آنحضور ﷺ نے اس مشرک کی دیت نامنظور فرمائی اس کی لاش مٹی میں چھپا دی گئی۔

حملے کے اس سخت دن یہودی اپنے خبث باطن کو چھپا نہ سکے انہوں نے خواتین کے قلعے پر حملہ کر دیا، ایک یہودی قلعہ کے پھاٹک تک چڑھ آیا، حضرت صفیہؓ نے حضرت حسانؓ کو کہا جاؤ اور اس

Marfat.com

نابکار کو واصل جہنم کرآ ؤ' مگر شاعر رسول بہت رقیق القلب انسان تھا' وہ ایسا نہ کر سکا' تب اللہ کے رسولؐ کی پھوپھی نے ایک چوب خشک سے اس یہودی کے سر پر ایسی ضرب لگائی کہ اس کا سر پھٹ گیا حضرت صفیہؓ نے اس کا سر کاٹ کر قلعے کے نیچے پھینک دیا انہوں نے حضرت حسانؓ سے کہا کہ جایئے اور اس کے کپڑے اور ہتھیار اتار لایئے حضرت حسانؓ نے کہا ''جانے بھی دیجئے مجھ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں!'' اپنے ساتھی کا کٹا ہوا سر دیکھ کر یہودیوں کو یقین ہو گیا کہ قلعے میں کوئی زبردست فوج قیام پذیر ہے انہوں نے عافیت اس میں جانی کہ قلعے پر حملے کا خیال ترک کر دیا جائے۔

☆ نصرت ایزدی:

یہ قیامت خیز وقت تھا' کفار کا حملہ شدت اختیار کر چکا تھا سامان خورد ونوش کی عدم دستیابی اور محاصرے کی حوصلہ شکن سختیاں' مسلمانوں کی کل جمیعت قبائل عرب کے گھیرے میں تھی' محاصرین تھے کہ کسی فیصلہ پر پہنچے بغیر ٹلتے نظر نہ آتے تھے' حبس جب بڑھ گیا تو باد نسیم کا ایک جھونکا آیا نعیم بن مسعود رئیس قبیلہ غطفان دربار رسالت ﷺ میں شب کے وقت پیش ہو کر عرض کرتے ہیں۔

اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میں مسلمان ہو گیا ہوں' اور میرے اسلام کی خبر سے کفار عرب تا حال لاعلم ہیں لہٰذا اجازت ہو تو نصرت اسلام کے لئے میں قریش اور بنو قریظہ کے اتحاد کو توڑ دوں۔ آنحضور ﷺ نے اجازت مرحمت فرما دی تو نعیم بن مسعود بنو قریظہ کے پاس تشریف لے گئے رسمی گفتگو کے بعد متفکرانہ لہجے میں کہا فتح حاصل ہو گئی تو خیر بصورت دیگر قریش اور بنو غطفان تو چلے جائیں گے' مگر تم لوگ تنہا مسلمانوں کی زد پر آ جاؤ گے! بہتر ہے کہ قریش اور غطفان اپنے چند بڑے سردار تمہارے پاس بطور ضمانت بھجوا دیں تاکہ شکست کی صورت میں تمہارا تحفظ ہو سکے۔

قریظہ کے یہودیوں کے دل کو یہ بات بھلی معلوم ہوئی انہوں نے کہا ہم ایسا ہی کریں گے' اس کے بعد نعیم بن مسعود قبیلہ قریش کے سردار ابو سفیان سے ملے اور کہا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بنو قریظہ مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ توڑنے پر پچھتا رہے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ قریش کے چند لوگ ہاتھ لگ جائیں تو انہیں محمد ﷺ کے حوالے قتل کے لئے کر دیا جائے تاکہ محمد ﷺ ان سے راضی ہو جائیں

Marfat.com

ابوسفیان کو پریشانی و پشیمانی میں مبتلا کرنے کے بعد نعیم بن مسعود بنوغطفان کے پاس گئے اور انہیں بھی یہودیوں سے خبردار رہنے کا مشورہ دے کر خود چپکے ہو کر بیٹھ گئے۔

ادھر ابوسفیان نے یہودیوں کی نیت بھانپنے کے لئے انہیں مسلمانوں پر حملہ کرنے کیلئے اکسایا مگر یہودیوں نے یوم سبت کا عذر کر کے ایسا کرنے سے انکار کر دیا' ابوسفیان نے دوبارہ اصرار کیا تو بنوقریظہ نے کہا کہ پہلے اپنے چند سردار ہماری تحویل میں دے دیجئے تاکہ شکست کی صورت میں آپ ہمیں تنہا چھوڑ کر راہ فرار اختیار نہ کریں' بنوقریظہ کے اس مطالبے سے قریش کو یقین ہو گیا کہ نعیم بن مسعود نے درست کہا تھا۔ یہودیوں اور قریش و غطفان کے درمیان اسطرح پھوٹ پڑ گئی' محاصرین طوالت محاصرہ سے پہلے ہی گھبرائے ہوئے تھے' مگر فتح و کامرانی کی امید پر تا حال پر جوش تھے۔ مگر جیسے ہی ان کے درمیان پھوٹ پڑ گئی' وہ بددل سے ہو گئے' ان کا جوش ولولہ اور حوصلے سرد پڑ گئے محاصرے کو ایک ماہ ہو چلا تھا۔ کثیر تعداد فوج اور بے شمار جانوروں کے لئے رسد پوری کرنے میں شدید دشواری آ رہی تھی۔ جبکہ ایک رسد راستے میں تھی کہ مسلمان دستے کے ہاتھ لگ گئی تھی' موسم ناساز گار ہو گیا' سردی اچانک بہت بڑھ گئی۔

سخت طوفان اور موسلا دھار بارش نے کافروں کے لئے عذاب الٰہی کا روپ دھار لیا۔ ان کے خیمے اکھڑ گئے' ہانڈیاں الٹ گئیں' چولہے بجھ گئے' جانور آوارہ ہو گئے' عناصر فطرت کی یہ بے رحمی' مسلمانوں کے حق میں نصرت ایزدی ثابت ہوئی' طلحہ بن خویلد پکار اٹھا' دوستو! یہ مصیبت ہم پر محمد ﷺ کی وجہ سے آئی ہے نجات اس میں ہے کہ یہاں سے واپس بھاگ جاؤ ابوسفیان حوصلہ ہار بیٹھا' ہر طرف مایوسی اور گھبراہٹ پھیل گئی' افراتفری کے عالم میں اپنا ساز و سامان وہیں پر چھوڑ کر جدھر جس کے سینگ سمائے ادھر بھاگ کر اس نے اپنی جان بچائی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا......

''خدا نے اپنی قدرت سے کافروں کو مدینہ سے ہٹا دیا' لوٹتے وقت وہ غصے میں بھرے ہوئے تھے' خدا نے مسلمانوں پر یہ کرم کیا کہ انہیں جنگ سے بچا لیا''۔ سورۃ احزاب

Marfat.com

کفار عرب کی اجتماعی قوت' مٹھی بھر مسلمانوں کو ختم کرنے میں ناکام ہوگئی' اب اسلام کو پھیلنا تھا' اسے پھیلنے سے روکنے والی کوئی قوت باقی نہ رہی' قریش کا غرور ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گیا۔ زبان رسالت مآب ﷺ نے مسلمانوں کو یہ خوشخبری سنائی! ''اب یہ کافر کبھی ہم پر حملہ نہیں کرسکیں گے بلکہ اب ہم ان پر حملہ کریں گے''۔

کفر کی طاقت دم توڑ گئی' مسلمانوں کو فتح نصیب ہوگئی۔ اس جنگ میں مسلمانوں کا جانی نقصان بہت کم ہوا' تاہم انصار کا دست راست ٹوٹ گیا موت سے نہ ڈرنے والا اوس کا سردار سعد بن معاذ جنگ میں زخمی ہوگیا گھاؤ ایسا گہرا تھا کہ یہ پروانہ رسول ﷺ اس سے جانبر نہ ہوسکا اور جنگ خندق کے کچھ عرصہ بعد اپنے مالک حقیقی سے جاملا۔

☆ بنو قریظہ کا انجام:

جنگ خندق کے اختتام پر آنحضرت ﷺ نے تمام تر معاملات کا جائزہ لیا جو بات پریشانی کا باعث تھی وہ بنو قریظہ کی عہد شکنی تھی' انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ' قیامت خیز دنوں میں بدعہدی کا مظاہرہ کیا تھا' لہٰذا آپ ﷺ نے محاصرے کی تکلیف بھلا کر حضرت علیؓ کو ایک مختصر دستہ دے کر بنو قریظہ کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا بنو قریظہ سے امید نہیں تھی مگر انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ بدکلامی اور بداخلاقی کا مظاہرہ کیا' یہودیوں نے بجائے' معذرت و معافی کے قلعہ بند ہو کر مقابلہ کی ٹھان لی۔

اللہ تعالیٰ کے یہ دشمن پچیس روز تک' قلعہ بند رہے انہوں نے خود کو مسلمانوں کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا تاہم رحمت عالم ﷺ کو حکم ماننے کی بجائے انہوں نے اپنا فیصلہ سعد بن معاذ کے ہاتھ میں دے دیا' سعد بن معاذ' کا قبیلہ بنو قریظہ کا حلیف تھا اور وہ سعد بن معاذ سے حسن معاملہ اور نرمی کے برتاؤ کی امید رکھتے تھے' حضرت سعد بن معاذؓ اول و آخر مسلمان تھے اور جنگ خندق کے حوصلہ شکن دنوں کا قیامت خیز منظر ان کی آنکھوں کے سامنے تھا' جب یہودیوں نے مسلمانوں سے بدعہدی کی تھی۔ اس پر مستزاد یہ کہ وہ تورات کے زبردست عالم تھے' لہٰذا انہوں نے کسی محبت تعصب یا عداوت کو پرکاہ کے برابر بھی اہمیت نہ دی اور توراۃ مقدس کے احکامات کے مطابق فیصلہ دیتے ہوئے عہد شکنی

Marfat.com

کے جرم میں بنوقریظہ کے ان تمام مردوں کوقتل کرنے کا حکم دے دیا جو جنگ کے قابل تھے۔ حضرت سعد بن معاذ کے اس فیصلہ پر عمل درآمد کیا گیا' اسطرح مدینہ منورہ فتنہ یہود سے پاک ہو گیا۔

O ۵ھ' تاریخ اسلام میں خاص اہمیت کی حامل ہے' اللہ تعالیٰ نے اس برس اپنے رسول آخر اعظم ﷺ کو کفار عرب کی اجتماعی قوت پر فتح عطا فرمائی' فتنہ یہود سے مسلمانوں کو محفوظ کیا' ان دو اہم ترین واقعات کے علاوہ اس عرصے میں غزوہ دومتہ الجندل اور غزوہ بنی مصطلق وقوع پذیر ہوئے' خاص طور پر غزوہ بنی مصطلق کے دوران' مسلمانوں کی آسانی کے لئے تیمّم کے حکم کا نزول ہوا' واپسی کے سفر پر' افک کا افسوس ناک واقعہ پیش آیا' جو' رسول اللہؐ کے قلب مقدس کی آزردگی کا سبب بنا' تاہم حضرت عائشہ صدیقہ کے حق میں نزول وحی پر آپؐ کے دل سے بوجھ اتر گیا اور آپؐ نے مسرت کا اظہار فرمایا' واقعہ افک پر پردے کے احکامات' نازل ہوئے' جبکہ زنا' قذف اور بہتان کے فوجداری قوانین بھی مرتب کئے گئے' اس سال' دوس کے عظیم الشان وفد نے بارگاہ رسالت میں حاضری دی اور اس برس کے دوران' حضرت جویریہؓ اور حضرت زینب بن جحشؓ آپ ﷺ کے عقد نکاح میں آئیں۔

Marfat.com

۱۷

صلح حدیبیہ

ذیعقد ۶ھ

جنگ خندق کے بعد قبائل عرب میں اسلام تیزی سے پھیلنے لگا' وہ قبائل جو تا حال دولت اسلام سے سرفراز نہیں ہوئے تھے' وہ بھی پیغمبر اسلام ﷺ اور اسلام کی شان وشوکت' رفعت وشکوہ اور رعب وجلال کے سامنے دب گئے تھے۔

ہجرت مدینہ کو چھ سال کا طویل عرصہ بیت چکا تھا' کفار مکہ کی پے در پے مہمات کی وجہ سے مسلمانوں کو امن وسکون کا ایک لمحہ تک نصیب نہ ہو سکا تھا' مہاجرین اسلام کی عجیب حالت تھی انہیں اپنے وطن مالوف اور بیت اللہ سے بے پناہ محبت تھی' مگر سرور کائنات سے عقیدت کے باوصف وہ خاموش تھے' فرزندان مکہ نے ان بے بس اور مظلوم مسلمانوں پر ظلم وستم کے کوہ ہائے گراں توڑے تھے مگر یہ سادہ دل مسلمان آج بھی سرزمین مکہ اور اللہ کے گھر کو یاد کر کے بے اختیار رویا کرتے تھے۔

موسم بہار کی وہ ایک سہانی صبح تھی' ہادی برحق ﷺ نے مسجد نبوی میں اپنے اصحاب ذی وقار کو خوشخبری دی کہ عنقریب تم لوگ مسجد حرام میں داخل ہو کر بیت عتیق یعنی خانہ کعبہ کا طواف کرو گے۔ یہ خوشخبری آپ ﷺ نے ایک رویائے صالحہ کے نتیجے میں سنائی بس پھر کیا تھا۔ ہر طرف خوشی اور مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ فرزندان اسلام نے بالعموم اور مہاجرین مکہ نے بالخصوص اللہ رب العزت کا شکر ادا کیا جس نے انہیں اپنے عظمت اور بزرگی والے گھر کی زیارت کا شرف بخشنے کی نوید دی تھی' رسول اللہ ﷺ نے مصلحت قدسی کے تحت' فرزندان توحید کے علاوہ اپنے حلیف قبائل کو بھی اپنی رحمت کے سائے میں عمرہ ادا کرنے کی سعادت حاصل کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔

Marfat.com

ذیقعد ٦ھ کو آپ ﷺ اپنے چودہ سو جانثار اصحاب باصفا کے ہمراہ مدینہ منورہ سے عازم سفر ہوئے' نواح مدینہ میں ذوالحلیفہ کے مقام پر اللہ کے رسول ﷺ اور جملہ مسلمانوں نے عمرے کا احرام زیب تن کر لیا قربانی کے جانور ساتھ لئے یہ قافلہ توحید لبیک اللھم لبیک کا ترانہ ملکوتی بلند کرتا ہوا عجیب شان سے اپنے خوابوں کی سرزمین مکہ کی طرف چل پڑا اہل مکہ کو اس قافلہ توحید کی روانگی کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے ہبل اور لات وعزیٰ کی قسم کھائی کہ وہ مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے دیں گے نہ طواف کعبہ کرنے دیں گے۔ کفار مکہ نے' مسلمانوں کی سرکوبی کے لئے خالد بن ولید کی زیر کمان ایک فوج روانہ کر دی جو ذی طویٰ کے مقام پر پہنچ کر' فرزندان توحید کا انتظار کرنے لگی۔

رسالت مآب ﷺ جنگ کی نہیں عمرے کی نیت کر کے مکہ کی طرف بڑھ رہے تھے' مسلمانوں کے پاس اسلحہ میں صرف ایک ایک تلوار تھی' جو میان میں بند تھی' رسول اللہ ﷺ نے مقام عسفان پر قیام کے دوران قریش کے رویے پر دکھ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا!

''قریش کی حالت پر افسوس ہے وہ جنگوں سے برباد ہو گئے مگر پھر بھی نہ سمجھے! آج وہ مسلمانوں اور عرب زائرین کو زیارت وعمرے سے نہ روکتے اگر وہ مجھ پر غالب آ گئے تو قریش کی مراد پوری ہو جائے گی اور اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے غلبہ عطا فرمایا تو وہ بڑی تعداد میں مسلمان ہو جائیں گے' اور اگر انہوں نے جنگ شروع کر دی جس کی وہ طاقت رکھتے ہیں اور گھروں سے اس نیت سے نکلے ہیں تو میرے لئے کسی غلط فہمی میں نہ رہیں''۔ خدا کی قسم! میں اسلام کو قائم رکھنے کے لئے ساری زندگی جہاد کرتا رہونگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو غالب کر دے یا میری زندگی ختم ہو جائے!''

خطبہ ارشاد فرما کر' اللہ کے رسول ﷺ نے تصادم سے گریز کرتے ہوئے' اپنا راستہ بدل لیا اور دائیں سمت میں ثنیۃ المرار' میدان حدیبیہ کی طرف تشریف لے گئے' یہاں سرور کائنات ﷺ کی اونٹنی

Marfat.com

قصویٰ خود بخود ایک مقام پر بیٹھ گئی آپ ﷺ نے اس مقام پر قیام کا فیصلہ فرما دیا فرزندان توحید نے یہاں خیمے گاڑھ دیئے پانی کی قلت کی شکایت رسول رحمت ﷺ سے کی تو آپ ﷺ نے اپنے ترکش سے ایک تیر عنایت کرتے ہوئے فرمایا' اسے کنویں کی تہہ میں گاڑھ دیا جائے' ایسا کیا گیا تو وہاں ٹھنڈے پانی کا چشمہ ابل پڑا لوگ اطمینان سے سیراب ہونے لگے!

قریش کو جب معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنے جانثار ساتھیوں سمیت مکہ کے نواح میں پہنچ چکے ہیں تو انہیں مکہ اپنے ہاتھوں سے جاتا ہوا دکھائی دینے لگا انہوں فیصلہ کیا جس طرح بھی ممکن ہو مسلمانوں کو بغیر عمرہ ادا کئے واپس بھجوا دیا جائے بصورت دیگر قریش مکہ کی ساکھ ماری جائے گی۔ انہوں نے اس مقصد کے لئے گفت و شنید کا راستہ اختیار کیا سب سے پہلے بنو خزاعہ کے سردار بدیل بن ورقاء کو چند آدمیوں کے ہمراہ آپ ﷺ کے پاس بھجوایا گیا۔ بدیل نے نبی کریمؐ کو مرعوب کرنے کیلئے کہا کہ قریش کی فوجوں کا سیلاب آپ ﷺ کی طرف بڑھ رہا ہے' وہ آپ ﷺ کو کعبہ کی زیارت ہرگز نہ کرنے دیں گے رسول رحمت ﷺ نے فرمایا' ہماری نیت مذہبی فریضہ کی ادائیگی کی ہے لیکن اگر قریش نے جنگ کا راستہ اختیار کیا تو خدا کی قسم! جب تک میری جان میں جان ہے میں لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ دے دے''۔ بدیل لا جواب ہو کر واپس چلا گیا تو احابیش کا سردار حلیس' دربار رسالت میں قریش کے نمائندے کے طور پر بھجوایا گیا۔ سردار حلیس میدان حدیبیہ میں پہنچا' قربانی کے جانور دیکھ کر وہ رسول رحمت ﷺ سے بغیر ملاقات کے واپس چلا گیا۔ اس نے قریش سے کہا' مسلمان عمرے کی غرض سے آئے ہیں انہیں روکنا دستور کے خلاف ہے' قریش نے اس راست فکر انسان کو'بدو ہونے کا طعنہ دیا حلیس نے انہیں ترنت جواب دیا۔ لوگوں کو زیارت کعبہ سے روکنے کے لئے ہمارا تمہارا معاہدہ نہیں ہوا۔

حلیس کے بعد حکمت و دانائی میں سب سے بہتر شخص عروہ بن مسعود کو دربار رسالتؐ میں بھجوایا گیا۔ عروہ بن مسعود نے کہا' اے محمد ﷺ! ان نیچ اور کم حیثیت لوگوں سے مکہ کو پامال مت کیجئے قریش رسوا ہو جائیں گے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عروہ بن مسعود کی اس حکمت عملی کو بھانپ لیا کہ وہ فرزندان توحید کو اپنے آقا و مولا ﷺ کی طرف سے بددل کرنا چاہتا ہے لہٰذا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے'

Marfat.com

عروہ بن مسعود کو بتا دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے جانثار کسی حالت میں بھی آپ ﷺ کو تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ دوران گفتگو عرب دستور کے مطابق عروہ بن مسعود نبی کریم ﷺ کی ریش مبارک کو چھوتا تھا' مغیرہ ؓ بن شعبہ نے عروہ بن مسعود کا ہاتھ جھٹک دیا اور اسے سخت سست کہا عروہ کی سفارت بھی نا کام ہو گئی وہ واپس پہنچا تو اس نے کہا۔

''اے برادران قریش! میں نے کسریٰ اور نجاشی جیسے بادشاہوں کے دربار دیکھے ہیں لیکن محمد ﷺ کی سی عظمت کسی بادشاہ کی نہیں دیکھی اور تو اور ان کے ساتھی ان کے وضو کرنے پر پانی کے قطرے بھی زمین پر نہیں پڑنے دیتے' ان کا بال زمین سے اٹھا کر کسی قیمت پر دوسروں کو دینا گوارا نہیں کرتے' میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ لوگ اپنی رائے پر دوبارہ غور کریں''!

اس موقع پر' رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان ؓ کو سفیر رسالت بنا کر قریش مکہ کے پاس روانہ فرمایا حضرت عثمان ؓ کو ربان بن سعید نے اپنی پناہ میں لے لیا آپ ؓ نے سرداران قریش سے بات چیت کی مگر انہوں نے کسی صورت میں بھی مسلمانوں کو مکے میں داخلے اور بیت اللہ کے طواف کی اجازت نہ دی' تاہم کفار نے کہا' اے عثمان ؓ! آپ مکہ میں آئے ہوئے ہیں آپ عمرہ ادا کر لیجئے۔ حضرت عثمان ؓ نے جواب دیا'' یہ ہرگز نہیں ہو سکتا جب تک رسول اللہ ﷺ طواف نہ کریں میں بھی نہیں کر سکتا''۔

چونکہ حضرت عثمان غنی ؓ اور سرداران قریش کی گفت وشنید میں بہت سا وقت لگا تھا اور حضرت عثمان ؓ کو جتنے عرصے میں واپس حدیبیہ پہنچ جانا چاہیے تھا نہ پہنچ سکے تھے' لہٰذا شکوک وشبہات جنم لینے لگے اور یکا یک یہ افواہ اڑ گئی کہ سفیر رسالت ؓ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

☆ پس اللہ ہو گیا راضی:

اس خبر وحشت اثر نے' فرزندان توحید کو بے چین کر دیا' جمال مصطفیٰ ﷺ' جلال رسالت میں ڈھل گیا' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا قریش نے ماہ حرام میں عثمان کا خون کیا ہے۔ ''میں ان سے

Marfat.com

جنگ کئے بغیر یہاں سے قدم پیچھے نہ ہٹاؤں گا"۔ آپ ﷺ ببول کے ایک پیڑ کے نیچے تشریف فرما ہو گئے اور بیعت جہاد کی دعوت فرمائی' فرزندان توحید! مستانہ وار اپنے نبی ﷺ کی بیعت کے لئے آئے' انہیں زندگی سے زیادہ وہ موت پیاری تھی جو اللہ کے رسول ﷺ کے راستے میں آئے! بیعت کرنے والوں کے دل میں جو صدق وخلوص تھا' اللہ تعالیٰ اس کو جانتا تھا' رسول اللہ ﷺ کی طرف وحی نازل ہوئی!

پس اللہ ہو گیا راضی مومنین سے جب وہ درخت کے نیچے تمہارے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے' پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کی نیت اور خلوص جان لیا اور ان کو اطمینان وسکون عطا فرمایا اور انہیں اس کے بدلے میں جلد آنے والی فتح سے سرفراز فرمایا۔ سورۃ الفتح ۱۸

اختتام بیعت پر رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ' اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ کر حضرت عثمانؓ کی طرف سے بیعت کرتے ہوئے فرمایا "یہ عثمان کا ہاتھ ہے"۔ اللہ تعالیٰ نے' بیعت رضوان کے متعلق ارشاد فرمایا:۔

اے رسول! جو لوگ تمہارے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے ان کے ہاتھوں پر تمہارا ہاتھ نہیں تھا' بلکہ اللہ کا ہاتھ تھا۔ سورۃ الفتح ۱۰

اس اثنا میں حضرت عثمانؓ دربار رسالت ﷺ میں واپس آ گئے' مسلمانوں کے جوش وولولے اور جذبہ شہادت کی خبر قریش تک پہنچی تو ان کے دل دہل گئے وہ لڑائی کے ارادے سے باز آ گئے تاہم وہ چاہتے تھے کہ مسلمان کسی طرح اس سال واپس چلے جائیں تاکہ عرب قبائل کی نظروں میں قریش کی عزت خاک میں ملنے سے رہ جائے' اگلے سال' حج کے لئے آ جائیں' اس مقصد کے لئے انہوں نے سہیل بن عمرو کو دربار رسالت مآب میں بھیجا' سہیل بن عمرو عقل مند اور زیرک انسان تھا' اس نے سلجھے ہوئے طریقے سے بات چیت کی بحث وتمحیص اور افہام وتفہیم سے ایک معاہدہ زبانی طور پر طے پا گیا۔ عین اس موقع پر سہیل کے بیٹے' ابو جندل مجروح حالت میں رسالت مآب کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ رسول رحمت وراحت ﷺ فرماتے ہیں ابو جندل' معاہدہ طے پا چکا' صبر کرو اللہ تمہارے لئے بہتر راستہ نکالے گا۔ ابو جندل کا معاملہ طے ہوا کہ ابو بصیر حاضر خدمت ہوئے' اللہ کا رسول ﷺ بھلا اپنے

Marfat.com

عہد کا پاس نہ کرے گا تو اور کون کرے گا۔ انہیں بھی قریش مکہ کے حوالے کر دیا گیا' معاہدہ کی طے پانے والی شرائط مندرجہ ذیل تھیں۔

۱۔ مسلمان اس سال عمرہ ادا کئے بغیر واپس لوٹ جائیں۔

۲۔ اگلے سال صرف تین دن کی لئے مکہ آئیں اور عمرہ ادا کریں۔

۳۔ ہتھیار لگا کر نہ آئیں۔ صرف تلوار ساتھ ہو وہ بھی میان میں اور میان تھیلے میں بند ہو'

۴۔ مکہ کا کوئی مسلمان یا کافران کے ہاں پناہ لے تو واپس کر دیں مگر کوئی مسلمان' مکہ میں جائے تو واپس نہیں کیا جائے گا۔

۵۔ قبائل عرب کو اختیار ہے جس فریق کے ساتھ چاہیں شامل معاہدہ ہو جائیں۔

۶۔ یہ معاہدہ دس سال کے لئے نافذ العمل ہوگا۔

اللہ کے رسول' حضرت علیؓ کو حکم دیتے ہیں۔ معاہدہ تحریر کیا جائے' حضرت علیؓ تحریر فرماتے ہیں۔ ''یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد الرسول اللہ ﷺ اور سہیل بن عمرو کے درمیان طے پایا''۔ سہیل کے اعتراض پر سید الانبیاء فرماتے ہیں' ''علی ؓ! لکھو یہ معاہدہ محمد بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو......''۔ حضرت علی ؓ کہتے ہیں ''میں محمد الرسول اللہ ﷺ ہرگز ہرگز نہ مٹاؤں گا''۔ رسول اللہؐ اپنا اسم گرامی تحریر کراتے ہیں معاہدہ تکمیل پایا جاتا ہے۔

شرائط صلح پر مسلمان سراسیمہ اور کبار صحابہ عالم غضب میں ہیں مگر مہر بلب وہ قربانی کرتے ہیں نہ سر منڈواتے ہیں آج انہیں اپنی جمعیت پر ناز ہے ایسی شرائط صلح کیونکر تسلیم کر لی گئیں کہ ابو جندل کی بیڑیوں اور ابو بصیر کے لہولہان بدن کے باوجود انہیں کفار کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ فرزندان توحید جن کے جسموں پر احرام کی چادریں اور زبان پر لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کا ترانہ ہے' قربانی کے جانور جن کے پہلو میں ہیں' بھلا عمرہ کئے بغیر کیسے واپس تشریف لے جائیں' وہ دل گرفتہ اور حیران ہیں کہ کیا حق باطل سے دب گیا ہے! فاروق اعظم پوچھتے ہیں ''یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ پیغمبر برحق نہیں ہیں؟ کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ پیغمبر اعظم کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل جاتی ہے' روئے رسالت متبسم ہو جاتا ہے' آپ ﷺ بہت آگے دیکھ رہے ہیں' بہت دور کی سوچ رہے ہیں بصارت اور بصیرت کی

Marfat.com

انتہاؤں کے اس پار حکم ہوتا ہے ''قربانی دیں سر منڈوائیں اور احرام کھول دیں'' لوگ خاموش ہیں' انہوں نے تعمیل ارشاد میں تساہل برتا' رسول راحت و رحمت ﷺ کے دل کو صدمہ پہنچتا ہے ایسے میں حضرت ام سلمہؓ کے مشورے پر آپ ﷺ خود آگے بڑھتے ہیں۔ قربانی کرتے ہیں' حلق کرواتے ہیں اور احرام کھول دیتے ہیں' حدیبیہ کی خاموش فضا آہ و بکا اور گریہ زاری سے گونج اٹھتی ہے اصحاب رسول اپنے رسول ﷺ کی حکم عدولی کے خیال سے کانپ اٹھتے ہیں سرزمین حدیبیہ قربانی کے خون سے لال ہو جاتی ہے۔ قافلہ توحید سوئے مدینہ روانہ ہو جاتا ہے' جبرائیل امین' عرش سے فرش پر تشریف لاتے ہیں' اللہ تعالیٰ کے رسول کو مژدہ فتح سناتے ہیں۔

اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا

مومنین حیران ہیں' فتح کیسی؟ فراست محمدی اس نوید مسرت کی منتظر تھی' یہی صلح حدیبیہ بالآخر فتح مبین یعنی فتح مکہ پر منتج ہوتی ہے اسلام کا سورج پورے عرب پر چمکنے لگتا ہے اور اس کی کرنیں چار وانگ عالم پھیل جاتی ہیں۔

- اس موقع کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے زندگی بھر رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی آواز کو انتہائی پست رکھا' انہیں اپنے اس رویے کا بہت دکھ تھا۔
- صلح حدیبیہ کے بعد اسلام کی اشاعت میں تیزی آجاتی ہے حضرت خالد بن ولید اور عمرو بن العاص جیسے سالار قافلہ توحید میں شامل ہو جاتے ہیں۔
- یکم محرم ۷ھ کو حضور سرور عالم ﷺ سلاطین عالم کے نام دعوت اسلامی کا آغاز کرتے ہوئے' انہیں نامہ مبارک بھیجتے ہیں۔
- محرم ۷ھ کو غزوہ خیبر پر آپ ﷺ تشریف لے جاتے ہیں' شیر خدا حضرت علیؓ اسلام کا علم تھام کر فاتح خیبر کہلاتے ہیں۔ اس موقع پر حضرت جعفر طیارؓ حبشہ سے واپس آکر' خیبر میں دربار رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنے عم زاد کی طرف پر مسرت انداز سے دیکھتے ہیں اور فرماتے ہیں مجھے جعفر طیار کے آنے کی بے حد خوشی ہے۔

Marfat.com

O فتح خیبر کے موقع پر آپ ﷺ حضرت صفیہؓ سے نکاح فرماتے ہیں' اور یہیں پر آپ ﷺ کو یہودی بڑھیا نے زہر آلود گوشت کھلانے کی مذموم حرکت کی تھی۔

O صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ ﷺ نے ابو جندل اور ابو بصیر کو صبر کرنے کی ہدایت فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کوئی بہتر راستہ نکالے گا' چنانچہ ابو جندل اور ابو بصیر نے مکہ سے راہ فرار اختیار کر کے' سیف البحر کے مقام پر اپنا مستقر بنالیا' آپ کے پاس ایک ایک کر کے ستر لوگ اکھٹے ہو گئے' قریش نے ان کی چیرہ دستیوں سے بچنے کے لئے صلح حدیبیہ کی چوتھی شق ختم کرنے کا اعلان کر دیا' اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا وعدہ اللہ نے سچ کر دکھایا۔

O آپ ﷺ نے حضرت میمونہ کو اپنے عقد نکاح میں لیا۔

O ۷ھ کے اوائل میں غزوہ خیبر کے بعد جنگ موتہ وقوع پذیر ہوئی بصریٰ کے حاکم شرجیل بن عمرو نے سفیر رسول ﷺ حارث بن عمیر کو بے دردی سے قتل کر دیا جس کے قصاص کیلئے آنحضور ﷺ نے تین ہزار بہادروں پر مشتمل ایک فوج حضرت زید بن حارثہؓ کی سرپرستی میں روانہ فرمائی' آپ ﷺ نے خلاف معمول' مسلمان فوج کے سپہ سالار نامزد فرما دیئے' جو یکے بعد دیگرے بنائے جانے تھے۔ شرجیل کو جب مسلمانوں کی آمد کا علم ہوا تو اس نے قیصر روم کی کمک سے تین ہزار مسلمانوں کے مقابلے میں ایک لاکھ مسلح فوجیوں کا لشکر لا کھڑا کیا' موتہ کے مقام پر گھمسان کا رن پڑا زید بن حارثہؓ جعفر طیارؓ عبداللہ بن رواحہؓ نے علم اسلام کی سربلندی کیلئے جان قربان کر دی تب خالد بن ولیدؓ نے جنگی حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے' شام کی ٹڈی دل فوج کو ایسا غچہ دیا کہ وہ ہیبت زدہ ہو کر رہ گئی اور اسلامی فوج بحفاظت ان کے نرغے سے نکال کر دربار رسالت مآب ﷺ میں واپس آ گئے۔

O رجب ۸ھ میں مشرکین مکہ نے صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنوخزاعہ کو حرم کعبہ میں بھی پناہ نہ دی اور بنوخزاعہ کے حریف بنوبکر کو بے دردی سے بنو خزاعہ کا خون بہانے کا موقع دیا۔

O صلح حدیبیہ توڑ دینے کا اعلان قریش مکہ نے کر دیا' جب انہیں ہوش آیا تو ابوسفیان نے اس صلح کو بحال کرنے کے لئے سفر مدینہ کیا مگر تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

Marfat.com

۱۸

انّا فتحنا لک فتحا مّبیناہ

فتح مکہ

۲۰ رمضان المبارک ۸ھ

صلح حدیبیہ کے معاہدہ کی رو سے قبائل عرب میں سے بنوخزاعہ سرور دو عالم ﷺ کے حلیف بن گئے اور بنوبکر قریش مکہ کی پناہ میں چلے گئے' اس معاہدے کو ابھی طے پائے عرصہ دو سال ہوا تھا کہ بنوبکر نے شب خون مار کر بنوخزاعہ کو بے دردی سے ذبح کر ڈالا' بنوخزاعہ نے حرم کعبہ میں پناہ لی مگر قریش مکہ نے معاہدہ حدیبیہ کی شرائط کو پس پشت ڈال کر بنوبکر کو بنوخزاعہ کا خون بہانے سے نہ روکا۔ قبیلہ خزاعہ کے بچ جانے والے مظلوم بدیل بن ورقاء کے ساتھ دربار رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے اپنی دکھ بھری داستان گوش گذار کی اور آپ ﷺ سے حمایت طلب فرمائی۔

رسول رحمت وراحت ﷺ نے اپنا نمائندہ قریش مکہ کے پاس روانہ فرمایا جس نے قریش مکہ کو رسالت مآب ﷺ کی طرف سے پیش کی جانے والی تین شرائط میں سے ایک شرط قبول کر لینے کو کہا۔

۱۔ بنوخزاعہ کے مقتولین کا خون بہا ادا کیا جائے۔

۲۔ قریش بنوبکر کی حمایت سے الگ ہو جائیں۔

۳۔ اعلان کیا جائے کہ معاہدہ حدیبیہ ٹوٹ چکا ہے۔

قریش مکہ نے شرائط سماعت کیں اور نادانوں نے عجلت میں معاہدہ حدیبیہ ٹوٹنے کا اعلان کر دیا' انہیں

Marfat.com

جب اپنی نادانی کا احساس ہوا تو ابوسفیان کو مدینہ منورہ روانہ کر دیا تا کہ معاہدہ حدیبیہ کی تجدید ہو جائے!

ابوسفیان مدینہ منورہ پہنچ کر سیدھا اپنی دختر' ام المومنین ام حبیبہ کے پاس حاضر ہوا۔ جونہی ابوسفیان بستر نبوی پر بیٹھنے لگا' ام حبیبہؓ نے فرمایا' ابا حضور! یہ بستر رسول اللہ ﷺ کا ہے آپ مشرک ناپاک ہیں مجھے گوارا نہیں کہ آپ اس بستر کو ہاتھ لگائیں۔ ابوسفیان جھلا اٹھا اور غصے سے گھر سے باہر آ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس سے کلام کرنا پسند نہ فرمایا تو وہ حضرت عمر فاروق ؓ کے پاس گیا ان کے غیض وغضب کا سامنا کر کے اس نے حضرت علیؓ کے گھر کا راستہ لیا' گھر میں حضرت علیؓ کے علاوہ' حضرت فاطمہؓ اور حضرت حسنؓ بھی موجود تھے۔

ابوسفیان نے شہزادہ حسنؓ کی پناہ حاصل کرنا چاہی مگر حضرت فاطمہؓ نے فرمایا رسول اللہؐ کے خلاف کوئی شخص کسی کو پناہ نہیں دے سکتا۔ رسول اللہ جب کسی کام کا ارادہ فرما لیتے ہیں تو اس سے کوئی شخص آپ ﷺ کو نہیں روک سکتا''۔ ابوسفیان نے حضرت علیؓ کی طرف دیکھا تو آپؓ نے ازراہ تفنن کہا: ابوسفیان' تم بنو کنانہ کے سردار ہو مدینہ کے کسی خاص مقام پر کھڑے ہو کر خود ہی اعلان کر دو کہ صلح قائم ہے اور واپس چلے جاؤ۔ ابوسفیان نے' مسجد نبوی میں اعلان کر کے مکہ کو واپسی کی راہ لی۔

رسول اللہ ﷺ نے مقتولین بنوخزاعہ کا بدلہ لینے کا فیصلہ فرما دیا' آپ ﷺ نے راز داری کے خیال سے مدینہ منورہ کی سرحدیں بند کر دیں اور حلیف قبائل کے تعاون سے ایک لشکر جرار مرتب کرنا شروع کر دیا۔ حضرت حاطبؓ بن ابوبلتعہ نے جب ان تیاریوں کو ملاحظہ کیا تو انہوں نے سارہ نامی کنیز کو ایک خط دے کر قریش مکہ کو حالات سے آگاہ کرنا چاہا۔ اللہ کے رسول ﷺ کو خبر ہوگئی حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ نے سارہ کا تعاقب کیا اور سارہ سے خط برآمد کر کے واپس آئے' حضرت عمر فاروقؓ حضرت حاطبؓ کی اس حرکت پر سیخ پا ہو گئے اور اللہ کے رسول سے اجازت طلب کی کہ حاطبؓ کی گردن ماردیں' اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ کو روک دیا اور فرمایا: ''اللہ نے اہل بدر کے گناہوں پر بخشش کی قلم کھینچ دی ہے' حاطب غزوہ بدر میں شریک تھے''۔ ۱۰ ارمضان المبارک ۸ھ کو دس ہزار فرزندان توحید کا لشکر جرار اللہ کے رسول انسانیت کے محسن حق کے سالار اعظم ﷺ کی

Marfat.com

قیادت میں مدینہ منورہ سے عازم مکہ ہو گیا۔ چمکیلی زرہوں اور خون آشام تلواروں سے لیس ایسا لشکر جرار اہل مدینہ نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔

سالار اعظم نے مرۃ الظہران کے مقام پر پڑاؤ ڈالنے اور شب کو دس ہزار مشعلیں روشن کرنے کا حکم دیا' قریش مکہ نے جب پہاڑ کے دامن میں روشنیوں کا سیلاب دیکھا تو ان کا دل دہل گیا' وہ سمجھ گئے کہ حضرت محمد ﷺ ایک ایسا لشکر جرار لے کر انہیں مغلوب کرنے یہاں آن پہنچے ہیں جس کی تعداد پچاس ہزار سے زیادہ ہے اور جس کو روکنا اب قریش تو کیا پورے قبائل عرب کے لئے ممکن نہیں۔

حضرت عباسؓ نے یہ شان وشوکت دیکھی تو دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو اپنے اضطراب سے آگاہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ کسی طرح جنگ کئے بغیر قریش طالب امان ہو جائیں تو انہیں معافی دے دی جائے۔ رحمت العالمین عفو ورحم کا موقع کب ہاتھ سے جانے دیتے تھے اجازت مرحمت فرمادی کہ حضرت عباسؓ اپنی سی کوشش کر دیکھیں' حضرت عباسؓ اللہ کے رسول ﷺ کی اونٹنی پر سوار ہو کر قریش کے پاس گئے تو بدیل بن ورقا اور حکیم بن حزام ابوسفیان بن حرب کے پاس بیٹھے اس آگ کی حقیقت پر بحث کر رہے تھے' جس نے مرۃ الظہران کو اچانک روشن کر دیا تھا۔

حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کو مخاطب کر کے فرمایا:

''اے ابوحنظلہ تر ابرا ہو' اللہ کے رسول لشکر جرار لے کر آ پہنچے ہیں' اگر کل دن چڑھے مکہ میں داخل ہو گئے تو تمہارا کیا حشر ہوگا''۔

ابوسفیان بن حرب نے نہایت لجاجت سے کہا:۔

''اے عباس میرے ماں باپ تم پر نثار کوئی تدبیر''؟

حضرت عباسؓ ابوسفیان بن حرب کو اپنے پیچھے سوار کر کے دربار رسالت مآب ﷺ میں لے آئے' وہاں حضرت عمر فاروقؓ موجود تھے' فاروق اعظمؓ نے حضرت عباسؓ کے ساتھ ابوسفیان کو دیکھ کر تیکھی گفتگو فرمائی' آدھی شب گزر چکی تھی' رسالت مآب ﷺ نے حضرت عباسؓ کو حکم دیا کہ ابوسفیان کو اپنے خیمے میں لے جائیں اور صبح پیش کریں۔

Marfat.com

☆ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں:

ابوسفیان دوسری صبح دربار رسالت ﷺ میں حاضر ہوا‘ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کیوں ابو سفیان کیا اب بھی تم کو یقین نہیں آیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

ابوسفیان: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان۔ اس ذات برحق کی قسم جس نے آپ ﷺ کی ذات میں تحمل وکرم اور صلہ رحمی جیسی صفات سمودی ہیں واللہ اللہ کے سوا کوئی اور خدا ہوتا تو آج ضرور ہمارے کام آیا ہوتا۔

رسول اللہ ﷺ: کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ تم مجھے اللہ تعالیٰ کا رسول تسلیم کرو۔

ابوسفیان: بخدا‘ اس معاملہ میں ابھی میرے دل میں شک ہے۔

یہ گفتگو سن کر حضرت عباسؓ نے‘ ابوسفیان سے کہا ادھر ادھر کی مت ہانکو اور سیدھی طرح لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا اقرار کرو‘ ابوسفیان نے کلمہ توحید دل سے تسلیم کر کے زبان سے ادا کیا‘ سردار قریش اللہ لاشریک کا ماننے والا ہو گیا‘ اللہ کے رسولؐ نے اسے یہ اعزاز بخشا کہ اہل مکہ سے جو ابوسفیان کے گھر پناہ لے گا اسے امن ہے حضرت عباس ابوسفیان کو لے کر ایک مقام پر جا کھڑے ہوئے‘ وہاں سے ابوسفیان نے جب لشکر مصطفوی ﷺ کی شان و شوکت دیکھی تو حضرت عباسؓ سے مخاطب ہوا۔ اے عباسؓ تمہارے بھتیجے کی بادشاہت اب قائم ہو گئی ہے۔

حضرت عباسؓ نے جواب دیا‘ نادان! تو ابھی تک نہیں سمجھا یہ بادشاہت نہیں نبوت ہے۔

رسول اللہ ﷺ سپاہ توحید کو لے کر مقام ذی طویٰ پر تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے دیکھا‘ فرزندان مکہ فرزندان توحید کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں رکھتے آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ اہل مکہ میں سے جو کوئی حرم کعبہ میں پناہ لے گا امن میں رہے گا‘ جو کوئی ابوسفیان کے گھر پناہ لے گا امن میں رہے گا اور جو کوئی اپنے گھر میں بند رہے گا امن میں رہے گا۔

آپ ﷺ نے اپنی فوج کو مختلف دستوں میں تقسیم فرمایا‘ ہر دستے پر ایک کمانڈر مقرر فرمایا اور انہیں سختی سے حکم دیا کہ سوائے اپنے دفاع کے ہتھیار استعمال نہ کریں اور کشت وخون سے قطعی اجتناب کریں۔

Marfat.com

☆ کعبہ کی عظمت کا دن:

سپاہ مصطفوی ﷺ مکہ کی جانب روانہ ہوئی تو حضرت سعد بن عبادہؓ نے جوش انتقام میں کہا ''آج گھمسان کا رن پڑے گا' کعبہ معرکہ کارزار کیلئے کھول دیا جائے گا''۔ رحمت عالم ﷺ نے یہ نعرہ سماعت فرمایا تو حضرت سعد بن معاذؓ سے علم ضبط کر کے ان کے بیٹے قیس کے سپرد فرمادیا۔ جو قوی ہیکل ہونے کے ساتھ ساتھ حلیم اور بردبار بھی تھے پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔

''آج کا دن کعبہ کی عظمت کا دن ہے''۔

مسلمانوں کے تمام دستے امن وامان سے شہر امن میں داخل ہو گئے مگر خالد بن ولیدؓ کے دستے پر قریش نے تیر برسائے جوابی حملہ کیا تو وہ لوگ پل بھر میں تیرہ لاشیں چھوڑ کر بھاگ نکلے مسلمانوں کے دو اصحاب کفار میں گھر کر اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ اللہ کے رسول ﷺ کو اس سانحہ پر بہت دکھ ہوا تاہم جب حالات وواقعات سے آگاہ ہوئے تو فرمایا ''شاید اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی مصلحت ہو''۔

☆ جاء الحق وزہق الباطل:

اللہ کے رسول ﷺ باب الفتح سے حرم کعبہ میں داخل ہوئے بیت اللہ میں پتھر کے تین سو تریسٹھ خدا موجود تھے۔ دیوار کعبہ پر اللہ کے رسولوں اور فرشتوں کی تصاویر کندہ تھیں حضرت ابراہیمؑ کی تصویر زیادہ نمایاں تھی آپ کے ہاتھ میں فال کے تیر دکھائے گئے تھے۔ ایک طرف کاٹھ کا کبوتر دھرا تھا۔ جس کی پرستش کی جاتی تھی۔ فرشتوں کو حسین عورتوں کے روپ میں دکھایا گیا تھا' آپ ﷺ نے ان کے مٹا دینے کا حکم فرمایا۔

آنحضرت ﷺ نے اوپر نگاہ ڈالی تو محراب کعبہ کے ہر طرف بت نصب تھے اور درمیان میں ہبل رکھا ہوا تھا۔ آنحضرت ﷺ کے دست اقدس میں ایک لکڑی تھی' جس کی نوک سے آپؐ ان جھوٹے خداؤں کو ٹھوکا دے کر گراتے جاتے اور ساتھ ساتھ آیت مبارکہ پڑھتے جاتے تھے'

جاء الحقُّ و ذھق الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ ذَہُوْقًا ٥

حق آ گیا اور باطل مٹ گیا یقیناً باطل مٹنے والا ہے آپ ﷺ آیت مبارک پڑھتے جاتے بت منہ کے

Marfat.com

بل زمین پر گرتے جاتے تھے۔

ہبل اور اس کے مددگار پتھر کے خداؤں کو فرزندان توحید نے اٹھا کر باہر پھینک دیا' قریش حیران تھے ان کے معبود جنہیں صدیوں سے وہ سجدہ کر رہے تھے وہ جن سے منتیں اور مرادیں مانگ رہے تھے۔ خود اپنی حفاظت کرنے کے قابل بھی نہیں تھے۔

جب بیت اللہ بتوں اور آلائشوں سے پاک ہو گیا تو' عثمان بن طلحہ' کلید برادرِ کعبہ کو طلب کیا گیا عثمان آج بہت پریشان تھا وہ سوچ رہا تھا آج اس منصب واعزاز سے محروم ہو جائے گا۔ بھاری قدموں اور بوجھل دل سے دربار رسالت میں حاضر ہوا۔ مگر' آپ ﷺ کہ جن تک دلوں کی خبر پہنچ جاتی تھی نے فرمایا۔

''آج نیکی اور وفا کا دن ہے۔ عثمان یہ اعزاز و منصب تم سے نہیں چھینا جائے گا' قیامت تک یہ کنجی تمہارے خاندان میں رہے گی ہاں تم لوگوں سے اسے وہی چھینے گا جو ظالم ہو گا''۔

(علمائے تاریخ سے استدعا ہے کہ وہ اس امر کو واضح کریں کہ کلید کعبہ آیا ہنوز حضرت عثمان بن طلحہؓ کے خاندان میں محفوظ چلی آ رہی ہے یا نہیں؟)

بیت اللہ شریف' اللہ کے رسول ﷺ کے لئے کھول دیا گیا سرور عالم ﷺ حضرت بلالؓ اور حضرت طلحہؓ نے اندر داخل ہو کر نماز ادا فرمائی حرم کعبہ میں بے شمار لوگ اکٹھے ہو گئے آپ ﷺ نے سورۃ الحجرات کی آیات مبارکہ تلاوت فرمائیں پھر آپ ﷺ نے پوری نوع انسانی سے خطاب فرمایا۔

''اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں وہ لاشریک ہے اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا ہے اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور اسی اکیلے نے تمام لشکروں کو شکست دی''۔

سنو! آج تمام کبر و غرور پچھلے خون کے انتقام سب خون بہا اور مال کے مطالبے' سب کو میں اپنے پاؤں کے تلے کچل رہا ہوں۔

ہاں بیت اللہ کی پاسبانی اور حاجیوں کو پانی پلانا اپنی جگہ پر قائم ہے ان

Marfat.com

دونوں کو میں پہلے کی طرح ان کے لئے جن کے پاس یہ ہیں باقی رکھتا ہوں۔اے قریش! اب اللہ نے تمہارے جاہلیت کے غرور اور نسب کے فخر کو مٹا دیا ہے تمام انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کئے گئے تھے۔

☆ آج تم پر کوئی الزام نہیں:

خطبہ کے بعد آپ ﷺ نے قریش کو مخاطب کر کے فرمایا!

''اے قریش بتاؤ میں تم سے کیا سلوک کرنے والا ہوں''۔

قریش (بیک زبان) آپ ﷺ ہمارے شریف بھائی ہیں اور مہربان بھائی کے بیٹے ہیں ہمیں آپ ﷺ سے بھلائی ہی کی امید ہے۔

رسول اللہ ﷺ ''آج تم پر کوئی الزام نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو''۔

اتنی آسانی سے ان لوگوں کو معاف کر دینا جو آپ ﷺ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا کرتے تھے' جو آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھایا کرتے تھے جو آپ ﷺ پر پتھراؤ کر کے آپ ﷺ کی ایڑیوں کو لہو لہان کر دیا کرتے تھے' جو آپ ﷺ کے خون کے پیاسے تھے' جن کے نیزوں اور تیروں نے آپ ﷺ کو مجروح کر دیا تھا' جنہوں نے آپ ﷺ کے چاہنے اور ماننے والوں کا خون ناحق بہایا تھا۔ان ستم شعار لوگوں کو بیک جنبش لب معاف کر دینا کیا کسی انسان کے بس کی بات تھی؟ یہ حوصلہ یہ ظرف یہ احسان چشم فلک نے کبھی دیکھا تھا' کیا تاریخ عالم کسی ایسے فاتح سے واقف ہے جس نے اپنی قوت بازو سے اپنے دشمن کو مفتوح کیا ہو اور خون کا ایک قطرہ بھی بہانے کی اجازت نہ دی ہو۔یہ کسی فاتح کے بس کی بات نہیں' ہاں مکہ کو فتح کرنے والا کوئی عام فاتح نہیں ہے' وہ بدن کو ہی نہیں قلب کو بھی مفتوح کرتا ہے' وہ روح کو مسخر کر لیتا ہے۔وہ فاتح' فاتح نہیں محسن انسانیت ہے۔

☆ میری زندگی اور موت:

انصار مدینہ ﷺ فتح مبین کے اس موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ خاموشی سے ہر منظر دیکھ رہے

Marfat.com

تھے' آپ ﷺ کوہ صفا پر کھڑے تھے کہ انصار رسول کے دل میں خیال پیدا ہوا مکہ اللہ کا گھر ہے اب اللہ کے رسول ﷺ اپنے معبود برحق کے گھر قیام کرنا پسند فرمائیں گے' مدینہ کو کیونکر رونق بخشیں گے' دلوں کا بھید پا جانے والے نے بعد دعا فرمایا۔

''معاذ اللہ! تم لوگ کیا سمجھ رہے ہو! میرا ارادہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔
میری زندگی اور موت دونوں تمہارے ساتھ وابستہ ہیں''۔

اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے انصار کے ساتھ جو عہد و پیمان بیعت عقبہ کے موقع پر کیا تھا۔ اسے دنیاوی زندگی کے آخری لمحے تک نبھایا اور اب تک نبھا رہے ہیں۔

☆ غلاف کعبہ کے نیچے:

فتح مکہ کے مبارک موقع پر آپ ﷺ نے کفار قریش کو ہر طرح کے الزام سے بری فرما دیا تھا' تاہم اس موقع سے قبل آپ ﷺ نے سترہ مجرموں کو ان کے گھناؤنے اور نا قابل معافی جرائم کیوجہ سے اپنی شفقت سے محروم کر کے قابل گردن زدنی قرار دے رکھا تھا' آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ ''اگر ان میں سے کوئی شخص غلاف کعبہ کی نیچے چھپا ہوا ملے تب بھی اسے معاف نہ کیا جائے''!

یہ مجرم' فتح مکہ پر ادھر ادھر روپوش ہو گئے تاہم ان میں سے چار افراد کو قتل کر دیا گیا۔

☆ تسخیر قلوب:

فتح مکہ کے دوسرے دن' آپ ﷺ نے اپنے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ کی طرف سے قبیلے بدیل کے ایک مشرک کو قتل کر دینے پر مجمع عام میں خطاب فرمایا! منجملہ دیگر باتوں کے آپ ﷺ نے فرمایا۔

دوستو! اللہ تعالیٰ نے ازل سے مکہ کی حرمت فرما دی ہے۔ تا قیامت یہ
حرمت بحال رکھی جائے گی۔ جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے
حدود مکہ میں کسی کو قتل نہ کرے' اس حرمت کا ختم کرنا مجھ سے قبل اور
میرے بعد' کسی کو حلال نہیں میرے لئے بھی یہ صرف اسی وقت حلال
ہوا تھا جب اہل مکہ نے خود پر اللہ کو ناراض کر دیا تھا۔ اور پھر یہ حرمت

Marfat.com

پہلے کی مانند لوٹ آئی ہے۔ جو یہاں موجود ہے وہ میرا یہ حکم اس کو بھی
پہنچادے جو یہاں موجود نہیں ہے۔

اس کے بعد' آپ ﷺ نے بنوخزاعہ کو مخاطب کر کے انہیں قتل وخونریزی سے منع فرمایا اور ان کے ہاتھوں سے جو شخص قتل ہوا تھا اس کی دیت اپنے دست مبارک سے اپنی طرف سے مقتول کے ورثا کو پیش فرمادی۔ آپ ﷺ کی شفقت ورحمت نے' قریش مکہ کے قلوب کو مسخر کرلیا' وہ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے' آپ ﷺ نے اہل مکہ سے فرمایا تم لوگ دنیا جہاں کی بہتر جماعت ہو' مجھے تم سے بے پناہ محبت ہے میں تم کو چھوڑ کر مدینے نہ جاتا اور کسی کو تمہارے ہم مرتبہ نہ ٹھہراتا مگر کیا کروں تم نے مجھے وطن سے نکال دیا تھا''۔

اللہ کے رسول ﷺ نے انیس روز تک مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا پھر آپ ﷺ اپنے اصحاب کے ہمراہ ثقیف وہوازن کی طرف متوجہ ہوئے۔

☆ غزوہ حنین:

فتح مکہ پر بنوثقیف اور بنوہوازن اور اہل طائف نے مسلمانوں کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کرلیا' آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے مشورہ کر کے اس فتنہ کے سد باب کے لئے بارہ ہزار جوانوں پر مشتمل فوج کے ساتھ ان کی طرف پیش قدمی کرنے کا حکم فرمایا مخالف فریق نے میدان اوطاس کے بیشتر حصہ میں اپنی قوت مجتمع کرلی' وہ لوگ بلا کے تیرانداز تھے جب لشکر اسلامی نے ان پر دھاوا بولا تو گھاٹیوں اور ٹیلوں سے ان پر تیروں کی بارش برسنے لگی۔ لشکر اسلامی کی صفیں درہم برہم ہوگئیں' ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ تتر بتر ہوگئے' آنحضور ﷺ اپنے چند جاںنثار ساتھیوں سمیت ایک جگہ جم کر مقابلہ کرتے رہے۔ حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آیا کہ آپ ﷺ تن تنہا رہ گئے آپ ﷺ نے جلال رسالت سے اپنے ساتھیوں کو پکارا اور فرمایا ''میں جھوٹا نبی نہیں ہوں' میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں'' حضرت عباسؓ نے انصار ومہاجرین کو آواز دی وہ اپنے محبوب رسولؐ کے گرد اکٹھے ہوگئے' اصحاب رسول ﷺ نے اپنے رسول کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے' جان کی بازی لگادی' دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے

Marfat.com

وہ میدان میں ستر لاشے چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور جا کر طائف میں قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ کر لیا' قلعہ طائف کو توڑنے کے لئے منجنیق اور دبابہ استعمال کیا گیا مگر قلعہ کے اندر سے تیروں اور گرم سلاخوں کی بارش برسا دی گئی کئی جانثاران رسولؐ زخمی ہو گئے اور مجبوراً سپاہ کو پیچھے ہٹنا پڑا۔صوت حال کا جائزہ لے کر اللہ کے رسولؐ نے مصلحت دینی کے تحت محاصرہ اٹھا لیا آپ ﷺ کے ساتھیوں نے اہل طائف کے لئے بدعا کرنے کی عرض کی مگر آپؐ نے ایسا نہ کیا وہاں سے مقام جعرانہ پر آ کر قیام فرمایا۔

☆ خدا کی قسم! میں انصار کا راستہ اختیار کروں گا:

مقام جعرانہ پر رحمت دو عالم ﷺ نے مال غنیمت کے طور پر ہاتھ آنے والی چھ ہزار عورتیں اور بچے قبیلے ہوازن کو واپس عنایت فرما دیئے' جبکہ مال غنیمت کے چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار بھیڑ بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی اسطرح تقسیم فرمائی کہ فتح مکہ پر مسلمان ہونے والے لوگوں کی تالیف قلب کے لئے آپ ﷺ نے انہیں زائد از حصہ مال عنایت فرمایا۔

انصار مدینہ نے باہم گفتگو کی اور اس تقسیم مال پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا۔اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے سعد بن عبادہ کو حکم دیا کہ قوم انصار کو ایک حظیرۃ میں جمع کیا جائے جب وہ لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ اے قوم انصار تمہارے دل میں میرے بارے میں خیالات پیدا ہوئے ہیں کیا میں تمہارے پاس ایسے وقت نہیں آیا جب تم گمراہ تھے اور پھر خدا نے تمہیں ہدایت فرما دی' انصار نے عرض کیا بے شک اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا ہم پر فضل اور احسان ہے آپ ﷺ نے فرمایا تم چاہو تو جواب دے سکتے ہو اور تم اپنے جواب سے سچے بھی ہو' کہ یا رسول اللہ ﷺ جب آپ ﷺ کے اپنوں نے آپ ﷺ کو جھٹلایا تو ہم نے آپ ﷺ کی تصدیق کی پھر آپ ﷺ نے نہایت دلسوزی سے فرمایا۔

> ''اے معشر انصار! اس دنیاوی مال کے دینے سے تم نے اپنے دل میں
> ایسے خیالات کو جگہ دی جو میں نے تالیف قلوب کے لئے عطا کیا ہے۔

Marfat.com

کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ بھیڑ بکریاں لے جائیں اور تم اللہ کے رسول ﷺ کو لے کر اپنے گھروں کو جاؤ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر ہجرت کا معاملہ درپیش نہ ہوتا تو میں انصار ہی میں سے ایک شخص ہوتا۔ اگر تمام لوگ ایک راستے پر چلیں اور انصار دوسرے راستے پر تو اللہ کی قسم میں انصار کا راستہ اختیار کروں گا''۔

اس خطاب حکمت مآب ﷺ کو سن کر انصار اس قدر روئے کہ ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں تمام لوگ بالاتفاق' آنحضور ﷺ کی بخشش اور تقسیم پر دل و جاں سے خوش ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد احرام زیب تن فرمایا مکے پہنچ کر عمرہ ادا کیا اور عتاب بن اسید کو امیر مکہ مقرر فرمایا' عتاب یوم الفتح کو دولت ایمان سے سرفراز ہوئے تھے۔ مکہ مکرمہ میں اپنا ایک سپاہی بھی تعینات کئے بغیر آپ ﷺ اپنے 'جانثاران باصفا' انصار و مہاجرین کے ہمراہ چوبیس ذیقعد ۸ھ ہجری کو واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

Marfat.com

۱۹

غزوہ تبوک

رجب ۹ ھ

جنگ تبوک، اللہ کے رسول ﷺ کی حیات مقدس کی آخری جنگ تھی جو مدینہ منورہ سے چھ سو دس کلو میٹر دور تبوک کے مقام پر لڑی گئی۔

ہرقل شاہ روم نے جنگ موتہ میں اپنی عسکری برتری کے باوجود مسلمان فوج کے ہاتھوں زک اٹھائی تھی اپنی سلطنت کی عظمت کو بحال رکھنے کے لئے اس نے دولت مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لئے وسیع پیمانے پر جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کو جب ان تیاریوں کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے انصار و مہاجرین کو جہاد کی تیاری کا حکم صادر فرما دیا۔ یہ عسرت و تنگدستی کے دن تھے قحط سالی نے زراعت پیشہ انصار کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی، گرمی کا اس قدر زور تھا کہ گویا دوزخ نے اپنا منہ کھول دیا ہو۔

اللہ کے رسول ﷺ نے جب مالی تعاون کا حکم دیا تو صحابہ کرام نے اپنی حیثیت اور ہستی کے مطابق اپنا مال و دولت آنحضور ﷺ کے قدموں پر نچھاور کر دیا۔

☆ اللہ اور اس کے رسول کی محبت:

حضرت عمر فاروقؓ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اپنا نصف مال پیش

Marfat.com

کرتے ہوئے خیال کیا کہ اب کی بار ابوبکر صدیقؓ پر بازی لے جاؤں گا جو بھلائی کے کاموں میں ہمیشہ مجھ سے بازی لے جایا کرتے تھے۔ اس اثناء میں حضرت ابوبکر صدیقؓ دربار رسالت میں تشریف لائے۔ اپنا مال آنحضور ﷺ کے قدموں پر نچھاور کیا۔ آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا۔

''ابوبکر! اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑا ہے؟

شمع رسالت کے پروانے نے عرض کیا ''اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت''

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

رجب ۹ ھ میں تیس ہزار جاں نثاران رسول ﷺ کا لشکر عظیم جانب تبوک عازم سفر ہوا۔ مقام حجر پر پہنچ کر آپ ﷺ نے لشکر اسلامی کو بسرعت گزر جانے کا حکم فرمایا کہ اس جگہ قوم ثمود پر اللہ کا عذاب نازل ہوا تھا۔ توبہ استغفار پڑھتے ہوئے' فرزندان توحید نے یہ وادی پار کر لی۔

سپاہ مصطفوی نے مقام تبوک پر پڑاؤ ڈالا' قیصر روم نے مقابلے سے پیٹھ پھیر لی اور اپنی ٹڈی دل فوج لے کر واپس شام چلا گیا اللہ کے رسولؐ نے شام کے علاقے ایلہ ازرح اور حبریا کے حاکموں کی طرف سفیر روانہ فرمائے اور انہیں حکم دیا کہ اطاعت کر لیں ورنہ جنگ کے لئے تیار رہیں۔ ان تینوں ریاستوں کے والیوں نے جزیہ دینا قبول کر لیا اور آپ ﷺ کی اطاعت میں سر جھکا دیئے تاہم آپ ﷺ ریاست دومہ کے نصرانی حاکم کے رویے سے مطمئن نہیں تھے۔ وہ مستقبل میں دولت مدینہ کے لئے خطرے کا باعث بن سکتا تھا۔ حضرت خالد بن ولید کو دومہ کی طرف روانہ کیا گیا' آپؓ اس طرح وہاں پہنچے کہ حاکم دومہ اکیدر کو خبر تک نہ ہوئی' چاندنی رات تھی' اکیدر اپنے بھائی حسان کو لے کر قلعے سے باہر نیل گائے کا شکار کر رہا تھا حضرت خالد نے حسان کو قتل کر کے اکیدر کو گرفتار کر لیا اکیدر نے جان بخشی کے صلے میں قلعے کے دروازے کھول دیئے اور شرائط صلح تسلیم کر کے مسلمانوں کا باجگذار بن کر اپنی ریاست پر حکومت کرنے لگا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے کشت و خون کے بغیر ہی مقاصد جہاد حاصل کر لئے لہٰذا آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کو واپسی کا قصد فرمایا۔

Marfat.com

☆ متخلفین: مدینہ منورہ ہمارے لئے شہر خموشاں بن گیا:

غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنے کے لئے منافقین مدینہ نے کئی بہانے تراش لئے تھے۔ تاہم بشری کمزوریوں کے باوصف تین سچے مومن بھی غزوہ تبوک میں شرکت کرنے سے رہ گئے تھے، کعب بن مالک ہلال بن امیہ اور سرارہ بن ربیع، جو سچے مومن تھے انہوں نے عذر تراشنے کے بجائے سچے دل سے اپنا قصور تسلیم کرلیا۔ مگر اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے معاملے میں فیصلہ اللہ پر چھوڑ دیا اگرچہ منافقین مدینہ کی معذرت قبول کرلی گئی تھی۔

اللہ کے نبی ﷺ نے، ان تینوں، متخلفین سے مسلمانوں کو بات کرنے سے منع فرما دیا حضرت کعب کہتے ہیں آپ ﷺ کا حکم فرمانا تھا کہ مدینہ منورہ ہمارے لئے شہر خموشاں بن کر رہ گیا چالیس دن گزرنے پر آنحضور ﷺ نے بیویوں سے علیحدگی کا حکم فرمادیا لہٰذا میں نے اپنی بیوی کو اپنے سے جدا کردیا مصیبت اور پشیمانی کے ان دنوں میں شاہ غسان کا خط حریرہ میں لپٹا ہوا میرے پاس آیا جس نے مدینہ منورہ چھوڑ کر مجھے اپنے پاس عزت سے رہنے کی دعوت دی۔ مگر میں نے اس خط کو آگ کی نذر کردیا۔

ہمارے مقاطعے کو پچاسواں دن تھا میں صبح کی نماز کے بعد اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا اپنی جان سے بیزار تھا کہ ایک شخص پکارا ''کعب بن مالک مبارک ہو'' میں یہ سنتے ہی سجدے میں گر گیا اور جان گیا کہ مجھے معافی مل گئی ہے۔ پھر لوگ جوق در جوق میرے پاس آنے لگے، میں نے دریافت کیا، یہ معافی اللہ کے رسول کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے لوگوں نے بتایا اللہ کی طرف سے سورۃ توبہ کی صورت میں۔

میں فوری طور پر دربار رسالت ﷺ میں حاضر ہوا میں نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کی اجازت چاہی آنحضور ﷺ نے فرمایا'' کچھ رہنے دو تمہارے لئے بہتر ہے''۔

- O غزوہ تبوک کے واقعات میں کئی ایمان افروز سبق پنہاں ہیں۔
- O غزوہ تبوک سے واپسی پر سورۃ توبہ کے نزول کے بعد منافقین مدینہ کی بنائی ہوئی مسجد ضرار

Marfat.com

کو' اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم سے جلا دیا گیا۔

- اس جنگ میں جزیے کا حکم نازل ہوا۔
- ۹ سنہ ھ میں اکیدر حاکم دومہ مسلمان ہو گیا۔
- ۹ سنہ ھ میں کعب بن زہیر نے رسول رحمت سے عفو طلب کیا پھر اس نے اسلام قبول کر کے قصیدہ'' لکھ کر آنحضور ﷺ کی نذر کیا۔ یہ قصیدہ ''بانت سعاد'' کے نام سے مشہور ہے۔
- ۹ سنہ ھ میں حج فرض ہوا۔ حضرت ابو بکر صدیق امیر حج بن کر مکہ تشریف لے گئے رسالت مآب ﷺ نے حضرت علیؓ کو اعلان برأت کے لئے مکہ روانہ فرمایا۔
- ۹ اور ۱۰ ہجری کو عام الوفود کہا جاتا ہے اس عرصے میں دربار رسالت میں قبائل عرب کے بے شمار وفود قبول اسلام اور اطاعت رسول ﷺ کے لئے حاضر ہوئے۔ مورخین ان وفود کی تعداد ستر سے زیادہ بتاتے ہیں تاہم چند ایک کے نام یہ ہیں:۔ وفد عبدالقیس، وفد دوس، فروہ بن عمرو، وفد صداء، کعب بن زہیر، وفد عذرہ، وفد بلی، وفد ثقیف، وفد ہمدان، وفد فزارہ، وفد نجران، وفد بنی حنیفہ، وفد بنی عامر، وفد نجیب، وفد طی۔

Marfat.com

۲۰

حجۃ الوداع

ذی الحجہ ۱۰ھ

ذیعقد ۱۰ھ کو رسول راحت و رحمت ﷺ نے حج ادا کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو جزیرہ نمائے عرب کے تمام قبائل تک یہ خبر پہنچ گئی۔ صحرائے عرب کے بادیہ نشیں شمع رسالت کے پروانے چاروں طرف سے اُمڈ کر مدینہ منورہ میں جمع ہو گئے۔

۲۶ ذیعقد کو ایک لاکھ چوبیس ہزار فرزندان توحید اپنے محبوب رسول ﷺ کی قیادت میں مدینہ سے عازم سفر ہوئے' آپ ﷺ نے مقام ذوالحلیفہ پر شب بھر قیام فرمایا' ازدواج مطہرات اس سفر سعادت اولیٰ میں آپ ﷺ کے ہمراہ تھیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے یہاں حج و عمرہ کا احرام زیب تن فرمایا' زبان مقدس پر ترانہ تلبیہ جاری ہو گیا۔ لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ فرزندان توحید نے اپنے نبی ﷺ کی اتباع میں حضوری و سرمستی سے یہ ترانہ ملکوتی دہرایا' ہر فرد بشر' حتیٰ کہ وادی کا ذرہ ذرہ پکارنے لگا۔

میں حاضر ہوں' اے اللہ میں حاضر ہوں۔

فرزندان توحید قدم بہ قدم اللہ کے گھر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ مقام سرف پر پہنچ کر سرورِ دو عالم ﷺ نے غسل فرمایا اور ذوالحجہ کی چار تاریخ کو اتوار کے روز صبح کے وقت آپ ﷺ فرزندان توحید کے جلو میں مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ خاندان بنو ہاشم کے بچے خوشی و مسرت سے آپ ﷺ کی طرف لپکے تو شہنشاہ دو عالم نے فرط محبت سے ان نونہالوں کو اپنے اونٹ کی پیٹھ پر سوار فرما لیا۔ آپ ﷺ

Marfat.com

کی کعبہ پر نگاہ پڑی تو فرمایا۔

''اے اللہ اس گھر کو اور عزت اور شرف دے''

آپ نے طواف کعبہ کیا مقام ابراہیم پر دو رکعت نفل ادا فرمائے' آب زم زم نوش فرمایا اور پھر اللہ تعالیٰ کی نشانیوں صفا اور مروہ کیطرف تشریف لے گئے یہاں سعی فرمائی۔ جن لوگوں کے پاس قربانی کے اونٹ نہیں تھے انہیں احرام اتار دینے کا حکم دیا۔ اس موقع پر حضرت علیؓ یمنی حاجیوں کا قافلہ لے کر رسالت مآب ﷺ کے پاس مکہ میں پہنچے۔

آٹھ ذوالحجہ بروز جمعرات اس قافلہ قدسی نے منیٰ میں قیام کیا اور نو ذوالحجہ کو جمعہ کے روز فرزندان توحید میدان عرفات میں پہنچے یوم عرفہ کا قیام فرمایا۔ اس موقع پر حضور سید یوم النشور ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا' جو فلاح انسانیت کا دائمی منشور ہے۔

Marfat.com

۲۱

فلاح انسانیت کا دائمی منشور

خطبۃ الوداع

میدان عرفات میں جبل رحمت کے ایک مسطح مقام پر سرور کائنات محسن انسانیت رسول راحت ورحمت ﷺ نے خطبۃ الوداع ارشاد فرمایا۔ ۹ ہجری ۹ ذوالحجہ جمعۃ المبارک کا یوم سعید ہے رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار ہیں جبل رحمت کے دامن میں ایک لاکھ چوبیس ہزار سے زائد فرزندان توحید نے اپنی نگاہیں محبوب نبی ﷺ کے وجود مسعود پر مرکوز رکھی ہیں۔ ان کی سماعت صوت نبوی ﷺ پر مرتکز ہے ربیعہ بن امیہ خلف حضور اعلیٰ ﷺ کے قریب کھڑے آنحضور ﷺ کا فرمان لوگوں تک پہنچا رہے ہیں آنحضور ﷺ بعد حمد وثنا فرماتے ہیں۔

> ''اے لوگو! میری بات غور سے سنو! میں نہیں سمجھتا کہ آئندہ کبھی ہم اسطرح کسی مجلس میں یکجا ہوسکیں گے۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈور تم جانتے ہو یہ کونسا مہینہ ہے؟ 'یہ حرام مہینہ ہے' مثل اس مہینہ کے بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے مال ایک دوسرے پر حرام کر دیئے ہیں تاکہ تم اپنے رب سے ملو یہ کونسا شہر ہے؟ 'یہ بلدۃ الحرام ہے' مثل اس شہر کی حرمت کے تمہارے مال ایک دوسرے پر حرام ہیں۔ تاآنکہ تم اپنے رب سے ملو''۔

Marfat.com

''یہ کونسا دن ہے'' لوگوں نے کہا یہ یوم حج اکبر ہے ''مثل اس دن کے اللہ تعالیٰ نے تمہارے مال اور خون ایک دوسرے پر حرام کر دیئے ہیں یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملو۔ اے لوگو! جس کے پاس کسی کی امانت ہے وہ اس کو ادا کرے کوئی شخص قرض دار سے بجز راس المال کے سود نہ لے اللہ تعالیٰ نے سود کا فیصلہ کر دیا ہے سب سے پہلے میں عباس بن عبدالمطلب کا سود معاف کرتا ہوں۔ زمانہ جاہلیت کے سب خون معاف ہیں اور میں سب سے پہلے ربیعہ بن عبدالمطلب کا خون معاف کرتا ہوں جس کو بنی ہذیل نے قتل کیا تھا۔

''اے لوگو! شیطان اس ملک عرب سے مایوس و ناامید ہو گیا ہے۔ عرب میں کبھی اس کی پرستش نہ ہوگی۔ البتہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر وہ راضی ہو گیا ہے جن کو تم بڑے گناہوں میں شمار نہ کرو گے''۔

''اے لوگو! نسئی کی بدعت کہ لوگ کسی حرام مہینے کو کسی سال حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال حرام اور یہ اس وجہ سے کرتے کہ اللہ نے جو مہینے حرام کر رکھے ہیں ان کی گنتی پوری کر لیں اللہ تعالیٰ نے ابتداء میں زمین و آسمان کو پیدا کیا تھا زمانہ پھر پھرا کر اس نقطہ پر آ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سال کے بارہ مہینے مقرر فرمائے ہیں جن میں چار قابل احترام ہیں اور ان میں تین متواتر اور ایک اکیلا مہینہ ہے، رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان میں ہے''۔

''اے لوگو! تمہاری عورتوں پر تمہارا حق ہے اور تمہاری عورتوں کا تم پر حق ہے تمہارا حق یہ ہے کہ تمہاری عورتیں کسی غیر کو اپنے قریب نہ آنے دیں اور بے حیائی کی باتوں سے بچیں اگر وہ ایسا کریں اللہ نے تم کو اجازت دی ہے کہ تم ان کو اپنے سے جدا سلاؤ اور ایسی مار مارو جو زیادہ تکلیف

Marfat.com

دہ نہ ہو' پھر اگر وہ ان باتوں سے باز آ جائیں تو ان کا کھانا کپڑا حسب دستور تمہارے ذمہ ہے''۔

''اے لوگو! عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو وہ تمہاری مددگار ہیں اور اپنے واسطے کچھ اختیار نہیں رکھتیں۔ تم نے اللہ کی امانت کو اپنی تحویل میں لے رکھا ہے۔ اور خود پر اللہ کے کلام کے ساتھ ان کو حلال کیا ہے پس اے لوگو! میرے ان احکام کو خوب سمجھو۔ اور میں تم میں ایک ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر اس کو مضبوطی سے پکڑو گے۔ تو کبھی گمراہ نہ ہو گے! کتاب اللہ اور اس کے نبی ﷺ کی سنت! میری ان باتوں کو سنو اور خوب سمجھ لو! اور جان لو کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور سب مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں پس مسلمان کے مال میں سے کسی دوسرے مسلمان کی کوئی چیز حلال نہیں سوا اس چیز کے جو وہ خوشی سے دے! اور تم ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے باز رہنا۔

اے اللہ! کیا میں نے تیرے احکامات تیرے بندوں تک پہنچا دیئے ہیں؟ اجتماع عظیم سے صدا بلند ہوتی ہے۔

یا رسول اللہ ﷺ بے شک آپ ﷺ نے احکامات الٰہی ہم تک پہنچا دیئے ہیں روئے نبوت ﷺ پر تبسم کی بجلی لہراتی ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں

''اے اللہ! تو گواہ ہو جا''

بے شک اللہ گواہ ہو گیا۔ جبرائیل امین خیمہ افلاک سے اتر کر میدان عرفات میں آئے اور اللہ کا پیغام اللہ کے رسول ﷺ تک پہنچایا۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ عَلَیْکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًاo سورۃ المائدہ ۳

Marfat.com

فرزندانِ توحید میں مسرت وسرخوشی کی لہر دوڑ گئی حج اکبر' نعمت کبریٰ اور دین مبین کی تکمیل کی خوشی! اپنے دین اور نعمت کے مکمل ہونے کی مسرت! لیکن اس پر مسرت اجتماع میں ایک نفس ذکیہ ایسا ہے جو خوش نہیں بلکہ پریشان ہے! کیا ہمارے ہادی' ہمارے رہبر' رسولِ برحق ہم سے جدا ہوا چاہتے ہیں ان کی جبیں شکن آلود ہے نگاہیں بار بار آسمان کی طرف اٹھ رہی ہیں وہ راز دار نبوت رفیق رسول صدیق اکبرؓ کے سوا کون ہوسکتا ہے!؟

غروب آفتاب کے بعد قافلہ توحید مزدلفہ پہنچتا ہے شب مزدلفہ کو ہر سو نور ہی نور بکھر جاتا ہے' دس ذالحج کو آپ ﷺ نے منیٰ میں رمی کی' قربانی کے تریسٹھ اونٹ ذبح فرمائے' پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مقدس کا حلق کروایا اوار بال مبارک صحابہ کرام میں تقسیم فرمائے' پھر حسب دستور آپؐ نے طواف زیارت کے سات پھیرے مکمل فرمائے' ذوالحجہ کے آخر میں سرور کائنات ﷺ طواف وداع کر کے عازم سفر ہوئے۔ واپسی کے سفر میں آپ ﷺ نے مقام غدیر خم پر قیام کیا اور مختصر خطبہ ارشاد فرمایا۔

''اے لوگو! میں بھی بشر ہوں' ممکن ہے اللہ کا فرشتہ جلد آجائے اور مجھے قبول کرنا پڑے۔ میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں ایک اللہ کی کتاب جس کے اندر ہدایت اور روشنی ہے۔ اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے تھام لو! اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں''۔

فرزندانِ توحید کا یہ قافلہ اپنے محبوب رسول ﷺ کی اتباع میں ذوالحلیفہ پہنچا' آپ ﷺ نے ذوالحلیفہ میں شب بسر کی' صبح کے وقت جب آفتاب دنیا طلوع ہو رہا تھا' آفتاب نبوت ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہو رہے تھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

Marfat.com

۲۲

اے اللہ!

اے اعلیٰ شان والے رفیق!

حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دین کی تکمیل اور نعمت کبریٰ کے پورا ہونے کا اعلان کر دیا تھا' اللہ کے رسول ﷺ نے خود بھی فرما دیا تھا کہ شاید آئندہ سال ہمیں یہاں اکٹھا ہونے کا موقع نہ مل سکے راز دار نبوت تو سمجھ گئے کہ اب جدائی کا وقت قریب آ چکا تھا مگر دیگر مسلمان اس حقیقت سے بے خبر تھے۔

اللہ کے رسول ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے' صحابہ کرام اپنے معمولات میں مصروف ہو گئے' اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے اللہ کی حمد و ثنا اور تسبیح و تہلیل اور توبہ استغفار میں اضافہ فرما دیا۔ شہدائے احد کی یاد آپ ﷺ کے دل سے کبھی محو نہ ہو سکی' آپ ﷺ وہاں تشریف لے گئے اور شہدائے احد کو اپنی زیارت سے مشرف فرمایا' اور انہیں رقت انگیز انداز میں الوداع کیا اٹھارہ اور انیس صفر کی شب کو آپ ﷺ جنت البقیع میں تشریف لے گئے واپسی پر حضرت میمونہ کے حجرے میں شب بسر فرمائی تاہم آپ ﷺ کی طبع اقدس ناساز ہو گئی۔

یہ چہار شنبہ کا روز تھا۔ طبع اقدس کی ناسازی کے باوجود عدل و کرم کا راستہ ترک نہ فرمایا اور باری باری اپنی ازدواج کے پاس قیام فرماتے رہے' تاہم جب علالت نے شدت اختیار کر لی تو اپنی ازدواج کی مرضی اور منشا سے آپ نے حضرت عائشہؓ کے حجرے میں قیام کرنا پسند فرمایا' اپنے اللہ کی

Marfat.com

نماز کے لئے مسجد نبوی میں تشریف فرما ہوتے رہے تاہم آخری نماز آپ ﷺ نے جو مسجد نبوی میں ادا فرمائی وہ مغرب کی نماز تھی پھر اس کے بعد شدت علالت کے باوصف مسجد میں تشریف نہ لے جاسکے!

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کی امامت کے فرائض سرانجام دیں‘ حضرت ابوبکر صدیقؓ بہت رقیق القلب تھے‘ مگر انہوں نے‘ اپنے محبوب رسول ﷺ کے مصلیٰ پر امامت کے فرائض انجام دینا شروع کر دیئے۔

صحابہ کرام علالت نبوی سے پریشان تھے عیادت کے لئے آپ کے پاس حاضر تھے کہ جمعرات کے روز آپ ﷺ نے انہیں قرطاس وقلم لانے کا حکم دیا تا کہ آپ ﷺ ایسی تحریر لکھ دیں جس کے بعد وہ گمراہ نہ ہوں‘ صحابہ کرام کے درمیان یہ معاملہ نزاع کا باعث ہو گیا تب آپ ﷺ نے فرمایا۔

''مجھے میرے حال پر چھوڑ دو میں جس حال میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو''۔

اس روز ظہر کے وقت آپ ﷺ کی طبیعت قدرے سنبھلی تو آپ ﷺ نے غسل فرمایا‘ لباس زیب تن فرما کر‘ مسجد میں نماز ادا کی اور پھر ایک مختصر خطبہ ارشاد فرمایا جو آپ ﷺ کی زندگی کا آخری خطبہ ہے۔

''اللہ نے اپنے ایک بندے کو اختیار عطا فرمایا ہے کہ خواہ دنیا کی نعمتوں کو قبول کر لے یا اللہ کے پاس جو کچھ ہے اس کو قبول کرے لیکن اس بندے نے خدا کے ہاں کی نعمتوں کو پسند کر لیا ہے''۔

یہ خطبہ سن کر ابوبکر صدیق کے آنسو بہہ نکلے آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر کو صبر کی تلقین فرمائی اور تالیف قلب کے لئے اعزاز بخشا فرمایا‘ مسجد نبوی کی طرف جتنے لوگوں کے دریچے کھلتے ہیں سب بند کر دیئے جائیں سوائے ابوبکرؓ کے دریچے کے اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا۔

''میں تمام لوگوں میں سب سے زیادہ ابوبکر کے مال اور رفاقت کا ممنون ہوں اگر میں دنیا میں کسی کو اپنی امت سے اپنا دوست بنا سکتا تو ابوبکرؓ کو بناتا‘ لیکن اسلام کا رشتہ دوستی کے لئے کافی ہے''۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے تمام مسلمانوں‘ خاص طور پر مہاجرین کو مخاطب کر کے فرمایا۔

Marfat.com

''اے گروہ مہاجرین! انصار کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا عام مسلمان بڑھتے جائیں گے لیکن انصار اس طرح کم ہو کر رہ جائیں گے جیسے آٹے میں نمک''۔

انصار میرے ایسے محرم ہیں جن کے دامن میں مجھے پناہ ملی وہ اپنی طرف سے فرض ادا کر چکے ہیں اب تمہیں ان کا فرض ادا کرنا ہے ان کی اچھائیوں کی قدر کرنا اور جو کوئی غلطی کرے اس کو معاف کر دینا''۔

اس تقریر دلپذیر کے بعد' آپ ﷺ نے صلائے عام دیتے ہوئے فرمایا ''جس کسی کا کوئی میرے ذمے ہے' وہ طلب کرے تاکہ میں اپنے رب سے ملوں تو تمام حقوق سے بری الذمہ ہو کر ملوں''۔ایک شخص نے آپ ﷺ سے تین درہم کا مطالبہ کیا آپ ﷺ نے فضل بن عباس کو ادائیگی کا حکم دیا حکم کی فوری تعمیل کر دی گئی۔ پھر آپ ﷺ نے ارض فلسطین میں موجود شامی لشکر کی سرکوبی کیلئے ایک لشکر تیار کرنے کا حکم دیا جس کا امیر اسامہ بن زید جیسے نوجوان کو مقرر فرمایا۔

دوران علالت' حضرت فاطمہ الزہرا تشریف لائیں' آپ ﷺ کو فاطمہ بتول سے بے پناہ محبت تھی۔ان کے کان میں کلام فرمایا۔ فاطمۃ الزہرا کے آنسو نکل آئے' پھر قریب بلایا کان میں دوبارہ سرگوشی فرمائی تو' روئے فاطمۃ الزہرا پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کو حکم دیا کہ ان کی تحویل میں جو دینار ہیں فوراً اللہ کی راہ میں خیرات کر دیئے جائیں۔ سرور دو عالم کی طبیعت جب زیادہ ناساز ہوگئی' تو غشی کی حالت میں آپ ﷺ کے دہن مبارک میں دوا کے چند قطرے ٹپکائے گئے' افاقہ ہوا تو حضور اعلیٰ اولیٰ ﷺ نے حضرت عباس کو حکم دیا' یہ دوا وہاں موجود سب افراد کو پلائی جائے' حضرت عباس نے تعمیل ارشاد کی۔

یوم وصال کو صبح کے وقت کچھ طبیعت سنبھلی تو مسجد نبوی تشریف لے گئے حضرت ابوبکرؓ نے امامت کی جگہ خالی کرنا چاہی' آپ ﷺ نے اشارے سے روک دیا صحابہ کرام نے جب ہادی برحق' رسول راحت و رحمت ﷺ کو اپنے درمیان دیکھا تو ان کی خوشی و مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی! آپ ﷺ واپس حجرہ مبارک میں تشریف لے آئے۔ جیسے جیسے دن چڑھا' حضور اعلیٰ ﷺ کی طبیعت اقدس میں

Marfat.com

بے چینی در آئی' زبان پر الفاظ جاری تھے۔

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور موت تکلیف کے ساتھ ہے''۔

آپ ﷺ بار بار چہرہ اقدس پر چادر ڈال کر اتار دیتے' حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے آپ ﷺ کی یہ تکلیف برداشت نہ ہو سکی کہا۔''ہائے میرے والد ماجد کی یہ بے چینی'' آپ ﷺ نے فرمایا۔''فاطمہ! تمہارا باپ آج کے بعد کبھی بے چین نہ ہوگا''۔

اس اثنا میں عبدالرحمٰن بن ابوبکر عیادت کے لئے حاضر ہوئے، ان کے ہاتھ میں تازہ مسواک تھی' اللہ کے رسول ﷺ حضرت عائشہ کی آغوش میں سر رکھے ہوئے تھے' مسواک کی خواہش فرمائی تو' حضرت عائشہؓ نے اپنے بھائی سے تازہ مسواک لے کر پیش کی' مگر مسواک سخت تھی تب حضرت عائشہؓ نے اجازت سے وہ مسواک اپنے دانتوں سے نرم کر کے پیش خدمت کی' حضور اعلیٰ و اولیٰ ﷺ نے مسواک سے شوق فرمایا پھر' سینہ اقدس میں سانس کی کھڑ کھڑاہٹ سنائی دینے لگی! آپؐ نے آسمان کی طرف دست مبارک بلند کر کے فرمایا۔

اے اللہ اے اعلیٰ شان والے رفیق۔

اے اللہ اے اعلیٰ شان والے رفیق۔

اے اللہ اے اعلیٰ شان والے رفیق۔

اس کے ساتھ ہی روح مقدس' عالم بالا میں پرواز کر کے' اللہ رب العزت کے پاس پہنچ گئی۔ یہ بارہ ربیع الاول ۱۱ھ ہجری سوموار کا روز اور بعد دوپہر کا وقت تھا۔ جب محسن انسایت رسول راحت و رحمت ﷺ کی حیات طیبہ کا دنیاوی دور اپنے اختتام کو پہنچا' اس طرح ایک ایسی ہستی ﷺ اپنے انجام کو پہنچی جس نے انسان کو قعر مذلت سے نکال کر انسانیت کی معراج پر پہنچا دیا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَّسَلِّمْ o

Marfat.com

۲۳

جمال مصطفیٰ ﷺ

☆ ام معبد کی نظر میں:

میں نے ایک ایسا مرد دیکھا جس کا حسن نمایاں تھا جس کی ساخت بڑی خوبصورت اور چہرہ ملیح تھا۔ نہ رنگت کی زیادہ سفیدی اس کو معیوب بنا رہی تھی اور نہ گردن اور سر کا پتلا ہونا اس میں نقص پیدا کر رہا تھا۔ وہ بڑا حسین، بہت خوبرو تھا۔ آنکھیں سیاہ اور بڑی تھیں، پلکیں لانبی تھیں اور اس کی آواز گونج دار تھی۔

وہ سیاہ چشم، سرگیں! دونوں ابرو باریک اور ملے ہوئے! گردن چمکدار تھی ریش مبارک گھنی تھی۔ جب وہ خاموش ہوتے تو پروقار ہوتے، جب گفتگو فرماتے تو چہرہ پرنور اور بارونق ہوتا۔

شیریں گفتار:

گفتگو واضح ہوتی۔ بے فائدہ ہوتی نہ بیہودہ۔ گفتگو گویا موتیوں کی لڑی ہے جس سے موتی جھڑ رہے ہوتے! دور سے دیکھنے پر زیادہ بارعب اور جمیل نظر آتے۔ قریب سے سب سے شیریں اور حسین دکھائی دیتے۔

قد درمیانہ:

نہ اتنا طویل کہ آنکھوں کو برا لگے۔ نہ اتنا پست کہ آنکھیں حقیر سمجھنے لگیں۔ آپ ﷺ دو شاخوں کے درمیان ایک شاخ کی مانند تھے جو سب سے زیادہ سرسبز و شاداب اور قد آور ہو۔ ان کے

Marfat.com

ایسے ساتھی تھے جو ان کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے۔ اگر آپ ﷺ انہیں کچھ کہتے تو فوراً اس کی تکمیل کرتے اگر آپ ﷺ انہیں حکم دیتے تو وہ فوراً اس کو بجالاتے!

سب کے سردار سب کے محترم:

نہ وہ ترش رو تھے نہ ان کے فرمان کی مخالفت کی جاتی تھی۔

☆ ہند بن ابی ہالہ کی نظر میں:

رسول اللہ ﷺ لوگوں کی نگاہوں میں بڑے جلیل القدر اور عظیم الشان دکھائی دیتے تھے۔ آنحضور ﷺ کا چہرہ اس طرح چمکتا تھا جیسے چودھویں کا چاند' سر مبارک بڑا تھا۔ گیسوئے مبارک زیادہ گھنگھریالے نہ تھے۔ موئے مبارک الجھ جاتے تو مانگ نکال لیتے تھے۔ پیشانی مبارک کشادہ تھی' دونوں ابروؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت پھول جاتی۔ ناک مبارک اونچی تھی اس کے اوپر نور برس رہا ہوتا تھا۔ دونوں رخسار ہموار تھے' دہن مبارک کشادہ' دندان مبارک چمکدار اور شاداب تھے۔ تمام اعضاء معتدل تھے' ان کا اعتدال آشکارا تھا۔ شکم اور سینہ مبارک ہموار تھا اور سینہ مبارک کشادہ تھا دونوں کندھوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ ہاتھ مبارک کشادہ دونوں ہتھیلیاں پر گوشت تھیں اور دونوں پاؤں بھرے ہوئے تھے۔

آہستہ خرام مگر سبک رفتار تھے! جب چلتے تو یوں محسوس ہوتا بلندی سے پستی کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں۔ نگاہیں جھکی ہوتی تھیں۔ آپ ﷺ کا دیکھنا گہرا مشاہدہ ہوا کرتا تھا۔ جس سے ملاقات فرماتے' پہلے خود سلام دیتے!

☆ نور نبوت:

O حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جس روز حضور اقدس ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تھے' مدینہ کی ہر چیز منور اور روشن ہوگئی تھی اور جس دن حضور اکرم ﷺ نے دنیا سے پردہ فرمایا' تو مدینہ کی ہر چیز تاریک ہوگئی تھی۔ ہم لوگ حضور اقدس ﷺ کے وصال کے بعد مٹی سے ہاتھ بھی نہ جھاڑنے پائے تھے کہ ہم نے اپنے قلوب میں تغیر پایا۔

Marfat.com

O حدیث مبارکہ میں وارد ہوا ہے اور یہ بات مشہور بھی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے قامت اور جسم انور کا سایہ نہیں تھا۔

بعض علماء کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے' تاہم جویان علم کے لئے' یہ تحقیق کا زبردست میدان ہے کہ کیا' کسی روایت یا حدیث سے یہ بات وارد ہوئی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا سایہ تھا!

☆ خوشبوئے نبوت:

O حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔ میں نے دس برس حضور اقدس ﷺ کی خدمت کی ہے' مجھے کبھی کسی بات پر آپ ﷺ نے افوہ تک بھی نہیں فرمایا' آپ ﷺ اخلاق میں تمام دنیا سے بہتر تھے میں نے کبھی کوئی ریشمی کپڑا یا خالص ریشم یا کوئی نرم چیز ایسی نہیں چھوئی جو حضور اقدس ﷺ کی بابرکت ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو۔ اور میں نے کوئی مشک اور عنبر ایسا نہیں سونگھا جس کی خوشبو آنحضور ﷺ کی مہک سے زیادہ عطر بیز ہو۔

O حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں:۔ آنحضور ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے چہرے پر پھیرا' میں نے اس کی ٹھنڈک اور خوشبو محسوس کی' گویا ابھی آنحضور ﷺ نے اپنے دست مبارک کو عطار کی عطر دانی سے باہر نکالا ہو۔

O حضرت ام سلیمؓ فرماتی ہیں:۔ ایک مرتبہ سونے کی حالت میں نبی اکرمؐ کے جسد اطہر سے پسینہ نکل رہا تھا' میں نے' اس کو شیشی میں جمع کرنا شروع کر دیا' حضور ﷺ کی آنکھ کھل گئی' آپؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا کر رہی ہو؟ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! اس کو ہم خوشبو میں ملائیں گے یہ سب سے زیادہ معطر ہے۔

O ایک مرتبہ آپ ﷺ نے دست مبارک پر دم فرما کر حضرت عتبہؓ کی کمر اور پیٹ پر پھیرا' جس سے اس قدر خوشبو ہو گئی تھی کہ ان کی چار بیبیاں تھیں ہر ایک بے حد خوشبو لگایا کرتی تھی کہ ان کے برابر خوشبو ہو جائے' مگر ان کی خوشبو ہر ایک پر غالب رہتی تھی۔

خوشبوئے نبوت کا یہ اعجاز ہے کہ آج بھی روضہ رسول سے اس کی مہک اٹھ رہی ہے۔

Marfat.com

☆ مہر نبوت:

میں نے آنحضور ﷺ کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت کو دیکھا جو کبوتر کے انڈے کے برابر سرخ نمدہ تھا۔ جابر بن سمرہؓ

☆ لباس مبارک:

لباس میں چادر قمیص اور تہبند پسند فرماتے تھے۔ یمن کی دھاری دار چادر زیادہ پسند فرمایا کرتے تھے' عمامہ مبارک کا شملہ دوش اور کبھی دونوں شانوں کے درمیان میں پڑا رہتا تھا' عمامہ اکثر سیاہ رنگ کا ہوتا' عمامے کے نیچے ٹوپی ہوا کرتی تھی شامی عبا بھی زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ جبکہ نوشیروانی قبا جس کی جیب اور آستینوں پر دیبا کی سنجاف تھی استعمال فرمائی۔

کالے رنگ کا کمبل آپ ﷺ کے زیر استعمال رہا' جس میں پیوند لگے ہوئے تھے جبکہ آپؐ نے حمراء بھی استعمال فرمایا تھا۔ لباس صاف ستھرا زیب تن فرماتے' خوش لباسی آپ ﷺ کا وصف تھا۔ رنگوں میں زرد رنگ آپ ﷺ کا پسندیدہ رنگ تھا۔

☆ انگوٹھی مبارک:

آپ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس پر محمد رسول اللہ تحریر تھا' جس میں اللہ اوپر رسول درمیان میں اور محمد نیچے درج تھا۔ یہ انگوٹھی بطور مہر تمام دستاویزات نبوی پر ثبت کی جاتی تھی۔ یہ آپؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پاس رہی حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے تو ان کے زیر استعمال رہی' مگر بعد ازاں حضرت عثمانؓ سے ایک کنویں میں گر گئی' تلاش بسیار کے باوجود دستیاب نہ ہو سکی۔

☆ پسندیدہ غذا:

آپ ﷺ لذیذ اور پر تکلف کھانوں سے اجتناب فرمایا کرتے تھے۔ تاہم' سرکہ شہد حلوہ' روغن زیتون اور کدو خصوصیت سے پسند فرمایا کرتے تھے۔ جو کا پسا ہوا آٹا' کالی مرچ اور زیرے کے ساتھ روغن زیتون میں پکوا کر آپ ﷺ کو پیش کیا جاتا تھا' یہ آپ ﷺ کی مرغوب ترین غذا تھی۔ وقت

Marfat.com

طعام جو سالن یا غذا سامنے ہوتی اسے تناول فرما لیتے تھے۔ کھانا ہمیشہ سامنے سے تناول فرمایا کرتے تھے کھانا میز پر تناول نہ فرماتے تھے زمین پر تشریف فرما ہو کر کھانا زمین سے قدرے بلند خوان پر رکھنا پسند فرماتے تھے۔ دجاج یعنی مرغی کو ذبح کرنے سے چند دن قبل پابند فرما دیا کرتے تھے' پھر اس کا گوشت تناول فرمایا کرتے تھے۔

☆ پسندیدہ مشروبات:

ٹھنڈا پانی نہایت مرغوب تھا۔ ٹھنڈا اور میٹھا دودھ آپ ﷺ کا پسندیدہ مشروب تھا دودھ میں پانی ڈال کر پتلا کر کے نوش فرمایا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ انگور' کھجور اور کشمش پانی میں گھول کر نوش جاں فرمایا کرتے تھے' مشروبات آپ ﷺ اپنے لکڑی کے پیالے میں ڈال کر نوش فرمایا کرتے تھے' لکڑی کا یہ پیالہ ٹوٹ گیا تھا جسے لوہے کی باریک تاروں سے نفیس طریقے پر جوڑ دیا گیا تھا۔

☆ خوشبو سے محبت:

آپ ﷺ کو خوشبو بہت پسند تھی' خوشبو کا تحفہ کبھی رد نہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک خاص خوشبو جسے عربی میں سکہ کہتے ہیں۔ آپ ﷺ کے پاس ہر وقت موجود رہتی تھی' آپ ﷺ جدھر سے گزر جاتے' خوشبو پھیل جاتی تھی اکثر اوقات مشک اور عنبر بھی استعمال فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ بہت نفاست پسند تھے۔

☆ سواری شریف:

آپ ﷺ نے اونٹ' گھوڑے' خچر اور گدھے پر سواری کا شوق فرمایا تاہم آپ ﷺ کو گھوڑے کی سواری بہت پسند تھی گھوڑا آپ ﷺ کو اس لئے زیادہ پسند تھا کہ یہ اپنے سوار کی خیر طلب کرتا ہے۔ آپ ﷺ اپنی آستین مبارک سے اپنے گھوڑے کی پیشانی اور چہرے کا پسینہ صاف فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی اونٹنی کا نام قصویٰ گھوڑے کا لحیف' خچر کا دلدل اور گدھے کا عفیر تھا۔ آپ اپنی تمام چیزوں کا نام رکھنا پسند فرمایا کرتے تھے۔

Marfat.com

☆ خطابت نبوی:

خطابت اور تقریر، قیادت اور خاص طور پر نبوت کا خاص وصف ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ ''میں فصیح ترین عرب ہوں میں کلمات جامعہ لے کر مبعوث ہوا ہوں'' ایک دیگر موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''میں تم میں فصیح تر ہوں، قریشی ہوں اور میری زبان بنوسعد کی زبان ہے''۔

دوران خطابت آپ ﷺ جس بات کو ذہن نشین کروانا چاہتے، اسے بار بار دہراتے، عام طور پر آپ ﷺ تین مرتبہ ایسا فرماتے! دوران خطبہ مناسب موقع پر سوالیہ انداز اپنانا پسند فرماتے۔ خطبات نبویؐ قرآن مجید کے بعد، تاثیر، اثر پذیری اور رقت انگیزی میں بے نظیر و بے مثال ہیں۔

حضرت انس فرماتے ہیں ایک بار آپ ﷺ نے فرمایا۔

''اے لوگو! جو میں جانتا ہوں اگر تم وہ جانتے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ''۔

یہ کلمات سن کر سامعین کی حالت یہ ہوگئی کہ وہ منہ پر کپڑا ڈال کر رونے لگے۔

بلغ العلیٰ بکمالہٖ ۔ کشف الدجیٰ بجمالہٖ

حسنت جمیع خصالہٖ صلو علیہ وآلہٖ

☆ شانِ استراحت و بیداری:

- آنحضرت ﷺ اول رات کو آرام فرمایا کرتے تھے اور نصف آخر کے اول حصہ میں بیدار ہو جایا کرتے تھے!
- شروع رات جب کسی قدر گہری نیند ہوتی سیدھی کروٹ اس طرح سوتے کہ سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی پر سیدھا رخسار رکھ لیا کرتے تھے۔
- آپ ﷺ کھجور کی چھال بھرے ہوئے چمڑے کے گدیلے پر چٹائی پر ٹاٹ پر بان کی بنی ہوئی چار پائی پر، صرف چمڑے پر سیاہ کپڑے اور کبھی زمین پر آرام فرمایا کرتے تھے۔
- آنحضرت ﷺ عام طور پر سونے سے پہلے وضو فرما لیا کرتے تھے اور سوتے وقت اپنے

Marfat.com

اہل بیت سے کچھ ادھر ادھر کی باتیں کیا کرتے تھے۔

○ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ ہر رات تکیہ پر سر رکھنے کے بعد سورۃ قل ہو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک مرتبہ پڑھ کر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں میں پھونک لیتے، پھر ان کو کھول کر پورے بدن مبارک پر پھیر لیتے تھے، ہاتھوں کو سر اور چہرہ اقدس سے نیچے کی طرف پھیرنا شروع کرتے، یہ عمل تین مرتبہ دھرایا کرتے تھے۔

○ نیند سے بیدار ہوتے وقت آپ ﷺ یہ الفاظ ارشاد فرماتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ ○

☆ ناخن ترشوانے کا طریقہ مبارک:

آپ ﷺ کا معمول تھا کہ ناخن دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے ترشوانا شروع فرماتے تھے، دائیں ہاتھ کی انگلیوں کے ناخن ترتیب وار ترشوانے کے بعد بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے شروع کرتے اور ترتیب وار انگوٹھے تک ترشواتے آخر میں دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن ترشواتے۔

○ پاؤں کے ناخن ترشوانے کی ترتیب اسطرح تھی کہ پہلے دائیں پاؤں کی چھنگلی سے شروع فرماتے پھر ترتیب وار انگوٹھے تک آتے، پھر بائیں پاؤں کے لئے بھی اسی ترتیب کو ملحوظ رکھتے۔

☆ سفر کے معمولات مبارک:

○ آنحضرت ﷺ سفر پر خود روانہ ہوتے یا کسی کو روانہ فرماتے تو جمعرات کے روز کو روانگی کے لئے مناسب خیال فرماتے، دوران سفر سواری کو تیز رفتاری سے چلانا پسند فرماتے تھے۔

○ جو کوئی سفر سے واپس آتا اور خدمت اقدس میں حاضری دیتا تو اس سے معانقہ کرتے اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے۔

○ جب کبھی کسی کو سفر کے لئے رخصت فرماتے تو اس سے دعا کا مطالبہ فرماتے۔

○ جب کبھی آپ ﷺ کسی سفر سے واپس ہوتے تو رات کے وقت گھر میں ہرگز تشریف نہ لے جاتے تھے بلکہ راستے میں کہیں قیام فرمالیتے اور صبح کے وقت دولت خانہ میں قدم رنجہ فرماتے،

Marfat.com

☆ چھینک کے آداب مبارک:

آپ ﷺ چھینک لیتے تو الحمد للہ فرماتے' اگر کوئی دوسرا چھینک لیتا اور الحمد للہ کہتا تو آپ ﷺ فرماتے یرحمک اللہ تاہم غیر مذہب والوں کی چھینک کا جواب یھدیکم اللہ و یصلح سے فرمایا کرتے۔

☆ چلنے کا انداز مبارک:

O چلتے وقت آپ ﷺ اپنے بدن مبارک کو آگے کی طرف جھوک دے کر چلتے جسطرح کہ کوئی بلندی سے پستی کی طرف اتر رہا ہو' آپ ﷺ قدم لمبے لمبے رکھتے اور قدم اٹھا کر رکھتے' قدم گھسیٹ کر چلنا آپ ﷺ ناپسند فرماتے تھے۔

O آپ ﷺ چلنے میں کسی چیز کیطرف مڑ کر دیکھتے تو پورے جسم سے مڑتے تھے صرف گردن یا نظر پھیرنا پسند نہ فرماتے تھے' چلنے کے دوران آپ ﷺ کبھی کبھی اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑ کر چلنا پسند فرمایا کرتے تھے۔

☆ گفتگو مبارک:

O آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو الفاظ ٹھہر ٹھہر کر ادا فرماتے' حتیٰ کہ سننے والا بآسانی یاد کر لیتا' دوران گفتگو' خاص بات کو اکثر و بیشتر تین بار دہراتے' بات کرتے وقت آنحضرت ﷺ مسکراتے اور نہایت خندہ پیشانی سے گفتگو فرماتے۔

O جب کسی بات سے حاضرین کو ڈرانا مقصود ہوتا تو آپ ﷺ زبان مبارک سے الفاظ ادا فرماتے اور ہاتھ کو زمین پر ملتے دوران گفتگو کسی بات پر نصیحت فرماتے تو ہتھیلی مبارک کو الٹ دیتے تھے۔ جبکہ تعجب کے وقت ہاتھ کو ران مبارک پر مارتے کسی سوچ اور فکر کے وقت زمین کو لکڑی سے کریدنے کا معمول مبارک تھا۔

☆ مزاح مبارک:

Marfat.com

آپ ﷺ کی مجالس سنجیدگی متانت اور وقار کا منہ بولتا ثبوت ہوا کرتی تھیں خود صحابہ اکرام کا قول ہے کہ ہم آپ ﷺ کی صحبت بابرکت میں ایسے باادب اور باتمکین بیٹھتے کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں اور وہ ادنیٰ سی حرکت سے اڑ جائیں گے آنحضور ﷺ خوش طبعی خوش مزاجی اور ظرافت کا اظہار بھی فرمایا کرتے تھے تاہم آپ ﷺ کا مزاح سراسر سچائی اور حق ہوا کرتا تھا مثال کے طور پر ایک شخص نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ اسے سواری کے لئے اونٹ عطا کیا جائے آپؐ نے فرمایا ''میں تم کو سواری کے لئے اونٹنی کا بچہ دوں گا'' وہ شخص حیران اور پریشان ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''کوئی اونٹ ایسا بھی ہوتا ہے جو اونٹنی کا بچہ نہ ہو''۔

اسی طرح ایک بوڑھی عورت نے اپنے لئے جنت کی خواہش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔ ''بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی'' بڑھیا نے یہ سن کر زار و قطار رونا شروع کر دیا' ازاں بعد' حضرت عائشہؓ کے استفسار پر آپ ﷺ نے فرمایا ''اسے کہہ دو بوڑھی عورتیں جنت میں جائیں گی مگر جوان ہو کر''۔

ایک مرتبہ' ایک زاہر نامی دیہاتی جو آپ ﷺ کا ملاقاتی تھا' بازار میں اپنی کوئی چیز فروخت کر رہا تھا' آپ ﷺ نے پیچھے سے اس کو گود میں اٹھا کر ازراہ خوش مزاجی آواز لگائی۔ ''اس غلام کو کون خریدتا ہے''؟ زاہر نے پیچھے مڑ کر آپ ﷺ کو دیکھا تو خوش ہوا' اور کہا۔ ''یا رسول اللہ! مجھ جیسے غلام کو جو خریدے گا نقصان اٹھائے گا''۔

- بچوں کے ساتھ آپ ﷺ کی محبت اور خوش طبعی اور خوش مزاجی کے بھی بہت سے واقعات کتب سیر و احادیث میں درج ہیں۔

☆ مجلس کے آداب مبارک:

- آپ ﷺ وعظ و تلقین کی مجالس ناغہ دے کر منعقد فرمایا کرتے تھے تاکہ لوگ اکتا نہ جائیں۔
- آپ ﷺ کسی مجلس میں شرکت فرماتے تو جب تک اہل مجلس اپنا سلسلہ گفتگو منقطع نہ کرتے' آپ ﷺ اظہار خیال نہ فرمایا کرتے تھے۔

Marfat.com

- آپ ﷺ مجلس میں شرکت فرماتے تو جہاں جگہ ملتی وہاں تشریف رکھ لیتے مجلس کے بیچ میں جا کر بیٹھنے کی ہرگز کوشش نہیں فرماتے۔
- آپ ﷺ اپنے اصحابؓ کے ساتھ بیٹھے آخرت کے معاملات پر گفتگو فرماتے اور جب ملاحظہ فرماتے کہ صحابہ اکرامؓ کچھ اکتائے سے ہوتے تو آپ ﷺ گفتگو کا موضوع بدل کر دنیاوی معاملہ پر گفتگو شروع فرما دیتے۔ پھر مناسب موقع پر مکرر آخرت کا ذکر فرماتے۔
- اگر کوئی شخص، کھڑے کھڑے سوال کرتا تو آپ ﷺ اس کو ناپسند فرماتے تھے۔

☆ موسم کا نیا میوہ:

آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں موسم کا نیا میوہ پیش کیا جاتا تو آپ ﷺ اس کو آنکھوں اور ہونٹوں پر رکھتے اور یہ دعا فرماتے

اَللّٰھُمَّ کَمَا اَرَیْنَا اَوَّلَهٗ اَرِنَا اٰخِرَهٗ○

آپ ﷺ کی خدمت میں جو سب سے کم عمر بچہ ہوتا وہ پھل سب سے پہلے اس کو عنایت فرماتے۔

☆ معاشرتی عادات مبارکہ:

- جب آپ ﷺ کے کان میں کوئی سرگوشی کرتا، تو سر مبارک کو اس کے منہ سے جدا نہ فرماتے جب تک کہ وہ خود اپنی بات ختم کر کے منہ نہ ہٹا لیتا۔
- کوئی مصافحہ کے لئے آپ ﷺ کا ہاتھ مبارک پکڑتا تو آپ ﷺ اس کے ہاتھ میں سے اپنا ہاتھ نہ نکالتے جب تک کہ وہ خود ہاتھ مبارک کو چھوڑ نہ دیتا۔
- جب کوئی نیا لباس پہن کر حاضر خدمت ہوتا تو فرماتے حسنہ حسنہ بہت خوب! بہت خوب! پھر فرماتے ابل واخلق۔
- آپ ﷺ بے تکلفی سے، صحابہ کرامؓ کو مختصر نام سے خطاب فرما لیا کرتے تھے۔
- مخاطب کی ناشائستہ بات سن کر اسے نام لے کر تنبیہ فرمانے سے گریز فرمایا کرتے تھے، تاہم عمومی صورت میں فرماتے تھے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ایسا کہتے ہیں۔

Marfat.com

- کسی کی بات پر طبیعت اقدس میں تکدر پیدا ہو جاتا تو آپ ﷺ رخ انور اس کی طرف سے پھیر لیا کرتے تھے۔
- راستہ میں کسی سے ملاقات ہوتی تو سلام کرنے میں آپ ﷺ پہل فرمایا کرتے تھے۔
- کسی کو پیغام بھجواتے تو سلام ضرور فرماتے تھے۔
- کوئی حاجت مند حاضر خدمت ہوتا تو جب تک وہ خود اٹھ کر چلا نہ جاتا آپ ﷺ مروت کی وجہ سے وہاں تشریف فرما رہتے۔
- آپ ﷺ دوست احباب کی طرف سے ہدیہ قبول فرماتے تاہم اس کا بدلہ اتارنے کے لئے بھی کوشش فرماتے۔
- شب کے وقت کسی کے ہاں تشریف لے جاتے تو ایسی آواز سے سلام فرماتے کہ جاگنے والا سن لیتا اور سونے والا نہیں جاگتا تھا۔
- ملاقات کے وقت آپ ﷺ کبھی مصافحہ فرماتے، کبھی معانقہ فرماتے اور کبھی پیشانی پر بوسہ ثبت فرماتے۔
- معزز مہمان گرامی کی مہمانی بنفس نفیس خود انجام فرماتے۔
- کسی کا قرض ادا فرماتے تو اسے دعا بھی عنایت فرماتے۔
- کبھی کبھی کسی شخص کو اس کی خاص نشانی سے یاد فرمانا پسند فرماتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص قبروں پر جوتی پہن کر چل رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''او جوتی والے! جوتی اتار''
- نشست کے معاملے میں عادت طیبہ مختلف رہی، کبھی اکڑوں بیٹھتے کبھی بیٹھ کر دونوں ہاتھ دونوں زانوؤں کے آس پاس لپیٹ لیتے کبھی بجائے ہاتھوں کے کپڑا لپیٹ لیتے۔ بیٹھے ہوئے اکثر اوقات الٹے ہاتھ ٹیک لگانا پسند فرماتے، کبھی کبھی بطور تفریح کنویں کے دہانے میں پاؤں لٹکا کر اور پنڈلیاں مبارک کھول کر نشست فرمایا کرتے تھے۔
- آپ ﷺ کبھی ٹھٹھا مار کر نہیں ہنسے، بلکہ ہمیشہ مسکرانا پسند فرماتے، تاہم انتہائی ہنسی میں دانت مبارک کی جھلک دکھائی دے جاتی تھی، اس طرح آپ ﷺ کے رونے میں بھی آواز نہیں نکلتی

Marfat.com

تھی بلکہ آپ ﷺ ٹھنڈا سانس لیتے' آنکھوں سے اشک مبارک رواں ہو جاتے اور سینہ اقدس سے آواز برآمد ہو جاتی۔

- غم اور صدمے کے وقت آپ ﷺ اپنا دست اقدس سر اور داڑھی مبارک پر پھیرا کرتے تھے' ریش مبارک کو پکڑتے اور کبھی اس میں خلال فرماتے جبکہ زبان مبارک پر ہوتا'

حَسْبِیَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ

- خوشی کے موقع پر آپ ﷺ اپنی نگاہیں نیچی فرمالیا کرتے تھے۔
- آپ ﷺ خانگی امور کی انجام دہی میں عار نہ سمجھتے تھے' بلکہ کئی ایک کام خود سرانجام فرمایا کرتے تھے' جیسے دودھ دوہنا' جانوروں کو چارہ ڈالنا' کپڑے اور ڈول میں پیوند لگانا' خادم کے ساتھ مل کر آٹا پسوانا اور اپنے نعلین پاک خود سینا وغیرہ۔
- بازار سے سودا سلف لانے میں بھی آپ ﷺ نے کبھی عار نہ سمجھا' خود بازار تشریف لے جاتے اور سودا سلف کپڑے میں باندھ کر لے آتے۔
- بارش برستی تو آپ تہبند کے سوا' تمام لباس اتار دیتے اور اوپر کے بدن کو بارش کے پانی سے خوب تر فرماتے۔
- آپ ﷺ کسی کو کوئی چیز دیتے تو دائیں ہاتھ سے عنایت فرماتے' اچھے کاموں کے لئے دایاں ہاتھ استعمال کرنا پسند فرماتے تھے۔
- آپ ﷺ باغات کی تفریح کرنا پسند فرماتے تھے' آپ ﷺ باغات میں تفریح کی غرض سے تشریف لے جایا کرتے تھے۔
- صبح سے شب کی استراحت تک مختلف مواقع پر دعا کرنا آپ ﷺ کا معمول مبارک تھا' آپ ﷺ کا ہر عمل دعا سے شروع ہوتا تھا' اور دعا پر ختم ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کی دعائیں اللہ لاشریک کی حمد و مناجات کا بہترین نمونہ ہیں جبکہ قبولیت کی سند ہیں۔

قبولیت دعا کے لئے' اول وسط اور آخر دعا میں درود شریف پڑھنا چاہئے' درود شریف کی قبولیت کا اللہ

Marfat.com

وحدہٗ لاشریک نے وعدہ کر رکھا ہے اور جس دعا کے اول و آخر اور وسط میں درود شریف پڑھا جائے اس کا قبولیت نہ ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍo

Marfat.com

۲۴

حرفِ آخر!

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۝

ترجمہ: آپ ﷺ فرما دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کرے گا۔

قارئین ذی وقار! انسان کی فلاح اور حتمی نجات اللہ کے محبوب، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع میں ہے۔ آپ ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں آپ ﷺ پر انسانیت کی معراج ختم ہے۔ آپ کا بنایا ہوا راستہ، نہ صرف سیدھا بلکہ نجات کا مختصر ترین راستہ ہے۔ آپ ﷺ کا لایا ہوا دین، سادہ، سہل اور آسان دین ہے، یہ فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔ ملاحظہ فرمایئے! کس قدر سادہ بات ہے، آپ اللہ کو لاشریک تسلیم کریں، رسالت محمدی ﷺ پر ایمان لائیں، آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کو اپنا رہنما اصول بنائیں، دین اور دنیا کی نعمتیں خود بخود آپ کی جھولی میں گرنے کو بیتاب ہیں۔

آنحضور ﷺ مکارم اخلاق کے لئے دنیا میں تشریف لائے تھے، آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے بہترین نمونہ عمل قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۝

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی زندگیاں، اتباع رسول ﷺ میں گزاریں، یہاں

Marfat.com

ایک سوال' بلکہ وسوسہ قلب انسانی میں کلبلانے لگتا ہے۔ کہ کیا اس دور نامسعود میں اتباع رسول ﷺ ممکن ہے؟ اس سوال کا جواب ہے۔ ''جی ہاں! ایسا نہ صرف ممکن ہے بلکہ نہایت سہل' احسن اور آسان ہے''۔ یہ ایسا جواب ہے' جس پر اعتراض وارد ہوسکتا ہے۔ لیکن بات واقعی سادہ سی ہے' اگر ہم دل سے اللہ پر ایمان لے آئیں' تو اللہ ہمارے دل سے غیر اللہ کا ڈر اور خوف زائل کر دے گا۔ بلکہ وہ قادر مطلق' اپنی مخلوق کے دل میں ہمارا ڈر اور خوف پیدا کر دے گا' اگر ہم' سچے دل سے' رسالت محمدی کا اقرار کر لیں' تو حضور اقدس ﷺ کی ہستی مبارک' ہمیں اس قدر عزیز اور محبوب ہو جائے گی کہ ہماری نظر میں ہر رشتہ ہیچ ہو جائے گا اور ہم اپنے محبوب نبی ﷺ پر اپنے ماں باپ اپنی جان حتیٰ کہ اپنی اولاد تک قربان کرنے کے لئے بیتاب ہو جائیں گے! ہم اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اتباع رسول میں گزار کر' محب رسول بن کر' اللہ کے محبوب بندے بن جائیں گے۔

اتباع رسول ﷺ دراصل' ضبط نفس اور خود احتسابی کے جوہری عمل کا نام ہے' یہ جوہری عمل انسان کو صراط مستقیم سے بھٹکنے نہیں دیتا۔ وہ زندگی بھر نجات کے اس واحد راستے پر اپنا سفر جاری رکھتا ہے۔ اور حیات انسانی تو ایک مختصر عرصہ ہے' اسے کسی ایسی ہستی کی اتباع میں گزارنا' جس کی زندگی مثل آئینہ شفاف ہو زیادہ مشکل بات نہیں۔

ہمیں تسلیم ہے کہ یہ مختصر عرصہ' عرصہ محشر ہے۔ یہ زندگی ایک امتحان ہے یہ دنیا ایک دار المحن ہے۔ انسان اس دار المحن میں آنکھ کھولتا ہے تو اس کے چاروں طرف' ترغیب و تحریص کے دام ہم رنگ زمیں بچھے ہوتے ہیں جیسے جیسے ماہ و سال گزرتے ہیں' اس کی فطرت سلیم پس پردہ چلی جاتی ہے اور وہ ان دام ہائے کا شکار ہو کر کثرت کی خواہش میں پڑ جاتا ہے۔ کثرت کی خواہش میں وہ قبر کے دہانے تک جا پہنچتا ہے۔ تب وہ پیچھے مڑ کر دیکھتا ہے تو اسے اپنی گزری ہوئی زندگانی پل دو پل سے زیادہ نہیں لگتی' وہ سوچتا ہے اس مختصر عرصہ حیات کو اس نے کس نادانی اور کج فہمی سے ضائع کر دیا ہے لیکن اب وقت بیت چکا ہوتا ہے کف افسوس ملنے سے گزرا ہوا وقت پلٹ کر کہاں آتا ہے۔

قارئین محترم! کیا اس وقت کے پچھتاوے سے بہتر نہیں ہے کہ ہم آج اور اسی وقت اپنے گزرے اوقات پر نظر کریں' اپنی کوتاہیوں غلطیوں اور خطاؤں کا احاطہ کریں' اپنا محاسبہ کریں' کثرت

Marfat.com

کی خواہش کو ترک کریں اور قناعت کو اپنا شعار بنائیں اپنے قول، فعل، سوچ اور فکر کو اسوہ رسول ﷺ کے مطابق ڈھالیں، ہمیں کوئی صورت حال درپیش ہو تو غور کریں کہ ایسی صورت حال حضور اقدس ﷺ کو درپیش ہوتی تو آپ ﷺ کا عمل اور ردعمل کیسا ہوتا، پھر آپ ﷺ کی متابعت میں عمل کریں، ہمارا یہ عمل یقیناً اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو پسند آئے گا، اسطرح ہمیں نصرت وحمایت سے نوازا جائے گا۔

انسان جب تک زندہ ہے روزمرہ کے معمولات سرانجام دینے کا پابند ہے۔ پابندی عمل کے اس عمل کو ہم کیوں نہ احسن عمل سے بدل لیں ہم اپنے ہر عمل کو اپنے محبوب رسول ﷺ کی پیروی اور اتباع میں گزاریں تا کہ اس عمل کی افادیت کے ساتھ ساتھ سنت رسول ﷺ کی برکتوں سے مستفید ہوں اور اطمینان قلب کی دولت سے مالا مال بھی!۔

قارئین گرامی قدر! سیرت اقدس، میں محبوب رب العالمین کی حیات طیبہ اور جمال ظاہری کی ایک جھلک پیش کی گئی ہے، یہ مختصر تالیف بھی ان شاء اللہ، کامل رہنمائی کا حق ادا کرے گی، بشرطیکہ ہم نے اس میں تھوڑا سا غور کیا اگر ہم تھوڑی سی کوشش کریں، تو ہم اپنے معمولات و اعمال کو اتباع رسول میں سرانجام دے سکتے ہیں کیونکہ انسانی زندگی کی ضرورتیں اور احتیاجیں بہت قلیل ہیں۔ انسان کو زندہ رہنے کے لئے بنیادی طور پر خوراک اور نیند کی ضرورت ہے۔ یہ دونوں کام تو ہم نے بہر صورت سرانجام دینے ہیں تو کیوں نہ کھانے اور سونے میں ہم پیارے نبی ﷺ کی عادات مطاہرہ کی اتباع کریں اسی طرح، لباس، چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، دوسروں کے ساتھ معاملہ کرنا، ان تمام امور میں ہم آپؐ کا اسوہ حسنہ جو بہترین نمونہ عمل ہے۔ اس کو اپنائیں، اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کریں اپنی دنیا اور دین کو محفوظ کریں اور فلاح دارین حاصل کریں، جبکہ فلاح، جہد انسانی کا مرکزی نقطہ ہے۔

اتباع رسول ﷺ میں ضروری نہیں کہ ہم کوئی خاص وضع قطع اپنا کر، مسجد کا ایک کونہ سنبھال لیں نہیں۔ نہیں اسوہ حسنہ ایک مکمل لائحہ عمل، ایک ضابطہ حیات ہے، یہ رَوپ اور یہ عمل، اس حسین کل کا ایک منفرد جزو ہے۔ ہم زندگی کے جس شعبے سے بھی تعلق رکھتے ہوں، ہم اسوہ حسنہ پر عمل کرنے میں آزاد ہیں۔ کیا سچ بولنے کے لئے صرف خانہ خدا میں بیٹھا ہونا ضروری ہے کیا حلم اور وضع داری

Marfat.com

نبھانے کے لئے ہمیں کسی کی اجازت درکار ہے۔ کیا تواضع اور انکساری کے لئے ہمیں کسی کے اشارہ ابرو کا انتظار ہے کیا بڑوں کے ادب اور چھوٹوں سے شفقت کے لئے ہمیں خود کو جبہ و دستار سے زینت دینی پڑے گی کیا راستی سچائی اور راست فکری کے لئے ہمیں کسی خاص وضع قطع میں ہونا ضروری ہے؟......نہیں دوستو۔ نہیں...... ہم جس حال میں ہیں جیسے بھی ہیں جس شعبہ زندگی سے وابستہ ہیں اپنی تمام تر آلائشوں کے ساتھ ہمیں اسوہ حسنہ پر عمل کرنے کا پورا پورا حق ہے وضع قطع میں بھی اگر ہم خیر الوریٰ ﷺ کی پیروی کریں سونے پر سہاگے کے مصداق ہمیں خیر کثیر ہاتھ لگے گی!

قارئین محترم! ہمیں اپنے روز مرہ کے معمولات و معاملات کے لئے اسوہ حسنہ سے ہدایت پکڑنا چاہئے! ہمیں ہر کس و ناکس کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنا چاہئے ہمیں صبر و قناعت کا دامن چھوڑنا چاہئے نہ حلم تواضع کا ہمیں سچ بولنا چاہئے دوسروں کے کام آنا چاہئے اور علم کی جستجو کرنا چاہئے کہ اس میں ہماری بھلائی ہے۔

اتباع رسول ﷺ میں ہمیں انکساری حیا جود و سخا اور مہر و وفا سے کام لینا چاہئے! ہمیں اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے سرانجام دینا چاہئیں والدین اور ان کے دوستوں اور قرابت داروں کی عزت و تکریم کرنا چاہئے بچوں اور یتیموں کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرنا چاہئے اور صدقہ و خیرات کرنا چاہئے صدقہ و خیرات کے لئے زر کثیر صرف کرنا ضرور نہیں ہے بہت چھوٹے چھوٹے اعمال صدقہ کے ضمن میں شمار ہوتے ہیں۔ جیسے صلہ رحمی کرنا مسکرا کر ہر کسی کا خیر مقدم کرنا راستے سے کانٹے ہٹانا بھولے بھٹکوں کو راہ دکھانا پیاسے کو پانی پلانا بھوکے کو کھانا کھلانا مسلمانوں کی خیریت کا طلب گار ہونا ان کی خیریت جان کر خوش ہونا اور ان کے دکھ سن کر دل گرفتہ ہونا کسی بھی مجلس میں اللہ کا ذکر کرنا یہ ایسے کام ہیں جن پر مشقت اٹھتی ہے۔ نہ کچھ صرف کرنا پڑتا ہے۔ کیا ہم روز مرہ زندگی میں یہ کام سرانجام نہیں دے سکتے؟ دے سکتے ہیں بشرطیکہ ہمارے مرکز نگاہ رحمت العالمین محبوب رب العالمین محمد الرسول اللہ ﷺ ہوں۔

قارئین ذی شان! ہمیں ایسے سادہ سہل اور آسان کام میں تاخیر روا رکھنی چاہئے! نہیں بالکل نہیں۔ ہمیں ابھی اور اسی وقت بسم اللہ کرنی چاہئے ہمیں اپنی ہر سوچ اور اپنے ہر عمل کی مطابقت

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ سے کر لینی چاہئے! یہ نسبت ہم قائم کر کے تو دیکھیں' اس محبت کو اپنے نہاں خانہ دل میں جگہ دے کر تو دیکھیں' اتباع کی جوت جگا کر تو دیکھیں' جس ہستی سے ہم رشتہ محبت استوار کرنے جا رہے ہیں وہ کوئی سنگ دل محبوب نہیں ہے' جو بے اعتنائی کو اپنا شعار بنائے گا' ہماری امیدوں پر پانی پھیر دے گا! نہیں۔ نہیں۔ نہیں۔ وہ محبوب تو محبوب رب العالمین ہے وہ محبوب تو مقصود کائنات ہے۔ وہ محبوب تو زندگی دینے والا محبوب ہے وہ خزانے لٹانے والا محبوب ہے وہ حسن المآب' حسن تقسیم کرنے والا محبوب ہے' اس کے در سے بھلا کون خالی ہاتھ جا سکتا ہے؟ وہ تو رحمت لعالمین ہے وہ تو ہمارا دامن مراد ہر عالم کی نعمت سے بھر دے گا' آزمائش شرط ہے آزما کر دیکھ لیجئے۔ اللہ کے رسول سے محبت کر کے دیکھیں آپ ﷺ کی ایک سنت کو زندہ کر کے دیکھیں اللہ تعالیٰ' آپ کا نام زندہ و جاوید کر دے گا! اللہ تعالیٰ' ہم سب کو اپنے محبوب رسول ﷺ سے محبت کرنے اور آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

اللہ تعالیٰ اپنے رسول مکرم ﷺ پر درود وسلام بھیجتا ہے اس کے فرشتے بھی ایسا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیتا ہے' آیئے! اللہ کی سنت میں اپنے پیارے رسول ﷺ پر ہم بھی درود بھیجیں!

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ
وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ
مَّجِیْد۔ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ
وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد

Marfat.com

درود تاج

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ
وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ ط دَافِعِ الْبَلَآءِ وَالْوَبَآءِ وَالْقَحْطِ
وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ ط اِسْمُهٗ مَكْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ
مَّنْقُوْشٌ فِی اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ط سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ ط جِسْمُهٗ
مُقَدَّسٌ مُّعَطَّرٌ مُّطَهَّرٌ مُنَوَّرٌ فِی الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ ط شَمْسِ
الضُّحٰى بَدْرِ الدُّجٰى صَدْرِ الْعُلٰى نُوْرِ الْهُدٰى كَهْفِ الْوَرٰى
مِصْبَاحِ الظُّلَمِ ط جَمِيْلِ الشِّيَمِ ط شَفِيْعِ الْاُمَمِ صَاحِبِ
الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَاللّٰهُ عَاصِمُهٗ وَ جِبْرِيْلُ خَادِمُهٗ
وَالْبُرَاقُ مَرْكَبُهٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُهٗ وَ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى
مَقَامُهٗ وَ قَابَ قَوْسَيْنِ مَطْلُوْبُهٗ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُهٗ
وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُهٗ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ شَفِيْعِ
الْمُذْنِبِيْنَ اَنِيْسِ الْغَرِيْبِيْنَ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ رَاحَةِ

Marfat.com

الْعَاشِقِیْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِیْنَ شَمْسِ الْعَارِفِیْنَ سِرَاجِ
السّٰلِکِیْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِیْنِ مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ وَالْغُرَبَآءِ وَ
الْمَسٰکِیْنِ سَیِّدِ الثَّقَلَیْنِ نَبِیِّ الْحَرَمِیْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ
وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ مَحْبُوْبِ
رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَرَبِّ الْمَغْرِبَیْنِ جَدِّالْحَسَنِ وَ
الْحُسَیْنِ مَوْلٰنَا وَمَوْلَی الثَّقَلَیْنِ اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ
بْنِ عَبْدِاللّٰہِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰہِ ط یَآاَیُّھَا
الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ
وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًاo اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا
مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ
وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی
اٰلِ اِبْرَاہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد

الحمدللہ

تمت بالخیر

Marfat.com

ماخذات

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
۱	صحیح بخاری شریف	محمد بن اسماعیل بخاری
۲	شمائل ترمذی شریف	حافظ محمد بن عیسیٰ ترمذی
۳	خصائل نبویؐ	محمد زکریا سہارنپوری
۴	نبویؐ لیل ونہار	سعد حسن یوسفی
۵	ضیاء النبیؐ۔ جلد اول تا پنجم	جسٹس پیر سید کرم شاہ
۶	الرحیق المختوم	صفی الرحمٰن مبارک پوری
۷	سیرت النبیؐ۔ جلد اول ودوم	مولانا شبلی نعمانی
۸	رحمت اللعالمینؐ۔ جلد اول ودوم	قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری
۹	محسن انسانیت	نعیم صدیقی
۱۰	شان محمدؐ	میاں عابد احمد
۱۱	سیرت ابن ہشام	ابن ہشام
۱۲	سپرٹ آف اسلام	جسٹس سید امیر علی
۱۳	الفاروقؓ	شبلی نعمانی
۱۴	خطبات مدراس	سید سلیمان ندوی
۱۵	تاریخ طبری	علامہ طبری
۱۶	مقدمہ	ابن خلدوم
۱۷	تمدن عرب	لیبان گستاؤ
۱۸	فضائل درود شریف	مولانا محمد زکریا سوہارن پوری

Marfat.com

سیرت اقدس۔ چند تاثرات

یہ ایک پایۂ ثبوت کو پہنچی ہوئی حقیقت ہے کہ سردار الانبیاء کی سیرت کا مطالعہ ایک اعلیٰ و ارفع موضوع ہی نہیں بلکہ ایک بلند رتبہ انسانی فریضہ اور پاکیزہ ترین اسلامی عقیدہ بھی ہے۔ بلاشبہ سیرت پاک قلب و روح کے لئے غذائے لذید اور سامان راحت و تسکین ہے نیز اس کے مطالعے اور پیروی سے اعلیٰ انسانی اقدار۔ عدل و احسان اور ایثار و قربانی کے سرچشمے پھوٹتے ہیں جن سے حیات انسانی کی کھیتی سیراب ہو کر برگ و بار لاتی ہے یہ وہ نسخہ کیمیا ہے جو زوال کو کمال، انتشار کو ترتیب، تخریب کو تعمیر اور بیماری کو شفا میں بدلتا ہے اور ملک قیوم نے سیرت اقدس کے روپ میں یہی نسخہ کیمیا ہمارے سامنے پیش کیا ہے قیوم نے جس کے عقیدے کا مرکز و محور ہی یہ ہے کہ

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

بڑی دردمندی اور چاؤ سے ارادت و عقیدت کا یہ گلدستہ ترتیب دیا ہے۔ مؤلف کا مقصد ذاتی اظہار عقیدت نجات اخروی اور فلاح دارین کے ساتھ ساتھ تعمیر ملت ہے۔ خصوصاً ان کے پیش نظر نونہالان قوم ہیں جو اس کتاب کے مطالعے سے اپنی جملہ تاریکیوں کو منور کر سکتے ہیں۔

قاری گرامی قدر ذکر تو یہ وہ ہے جس سے پہلے شاعر اپنے دہن کو ہزار بار مشک و گلاب سے دھونا بھی ناکافی سمجھتا ہے مگر قیوم صاحب خصوصی مبارک باد کے مستحق ہیں جنہوں نے بہت تھوڑے وقت میں سیرت اقدس مرتب کرنے کی سعادت حاصل کر لی ہے۔ یقیناً یہ رسول رحمت و راحت کے اپنے کرم کا معاملہ ہے جسے چاہیں جیسے چاہیں نواز دیں!! دینی انحطاط اور عدیم الفرصتی کے اس دور میں میرے نزدیک تو قیوم صاحب کی یہ مختصر مگر جامع کاوش سیرت طیبہ اور کمالات محمدی پر لکھی جانے والی بے شمار کتابوں میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔ اس کا

Marfat.com

اسلوب بیان ایک حکایت لذیذ کا سا ہے۔ پیرائیہ اظہار متاثر کن اور خیال انگیز ہے۔ لفظ لفظ عشق و کیف کی مہک میں بسا ہے۔ قدم قدم پر ان واقعات کا مؤثر بیان ہے جو ابدیت کے ماتھے کا جھومر ہیں اور دعوت فکر و عمل دیتے ہیں اور سطر سطر میں وہ معاملات مذکور ہیں جنہوں نے تاریخ انسانی کا دھارا بدل دیا اور زندگی کے تپتے صحراؤں کو باران رحمت سے فیض یاب کر کے گل و گلزار مہکا دیئے۔

کتاب کا سب سے نمایاں وصف اس کا اختصار ہے۔ ایک ایسا اختصار جس میں تشنگی بہت کم محسوس ہوتی ہے!...... حالانکہ موضوع وہ ہے جس کی طوالت کی انتہا نہیں ...... بے شک ساری کتاب ایک ہی نشست میں پڑھی جاسکتی ہے۔ لہٰذا اگر میرا بس چلے تو ''سیرت اقدس'' کا ایک نسخہ ہر بچے کے بستے میں ڈال دوں!

قیوم صاحب ایک دردمند اور صاحب حسن و محبت انسان ہیں۔ ان کی باتوں میں بصارت بھی ہے اور بصیرت بھی۔ انہوں نے تاریخ کے مضمون میں ایم اے کر رکھا ہے اور انتظامی امور میں ایم ایس سی۔ اقوام عالم کے عروج و زوال اور دوسرے انسانی علوم پر ان کی نظر گہری اور وقیع ہے اور اس کا بین ثبوت زیر بحث کتاب کا ایک باب ''طلوع اسلام سے پہلے'' بھی ہے جس میں انہوں نے چھٹی صدی عیسوی کی دنیا کے تہذیبی مراکز اور ادیان کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا ہے۔ واضح رہے کہ یہ وہ موضوع ہے جس کیلئے مؤرخین اسلام نے بعد از تحقیق کئی جلدیں وقف کی ہیں۔ خدا لگتی بات ہے کہ مولف نے اسی موضوع کو چند صفحوں میں سمیٹ کر دریا کو کوزے میں بند کرنے کا مفہوم واضح کر دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں ''انسانیت برہنہ سر سسک رہی تھی؟ ایک عالمگیر تاریکی کا راج تھا؟ ڈر اور خوف نے چار سو ڈیرے ڈال رکھے تھے؟ انسان اپنے مقصد تخلیق کو فراموش کر کے شیطان لعین کے بتائے ہوئے تاریک اور منزل ناشناس راستوں کا راہی تھا؟ ہر طرف وحشت ناچ رہی تھی شیطانیت رقص کناں تھی اور تاریکی ایسی تھی

Marfat.com

کہ راستہ تو کجا ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا''۔مولف کے نزدیک یہی وہ حالات تھے جن میں قانون قدرت کے عین مطابق آفتاب رسالت مآب طلوع ہوا۔

قارئین محترم! بالکل اسی مقام پر مجھے سید امیر علی یاد آتے ہیں جو اپنی شہرہ آفاق کتاب ''The Spirit of Islam'' کے دیباچے میں اسی پس منظر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"Never in The history of world was the need so great the time so ripe for the appearance of a Deliverer."

قیوم صاحب نے پچھلے ڈیڑھ سال سے لکھنے کا باقاعدہ سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔اس سے پہلے سفرِ حج کی ایک رپورتاژ ''لاشریک'' تراجم میں ''حیرت انگیز قرآن'' اور ایک ضخیم کتاب ''طاقت حاصل کرنے کی اڑتالیس قوانین'' منظرِ عام پر آ چکی ہیں جبکہ ''دل اور روزگار'' اور ''یادِ ماضی تیرا شکریہ'' جیسی معرکتہ الآراء کتابیں طباعت کے مرحلے میں ہیں۔

اُن کے قلم کی روانی اور لکھنے کی رفتار حیران کن حد تک تیز ہے۔ ہمارے بنجر معاشرے میں جہاں پڑھنے اور لکھنے اور خصوصاً علمی کتابیں پڑھنے لکھنے کا چلن بہت کم ہے قیوم جیسے لوگوں کا وجود غنیمت ہے اللہ انہیں استقامت دے اور ان کی قلم کو مزید زور اور روانی ارزانی فرمائے۔آمین

ننگ اسلاف

پروفیسر الطاف حسین ظفر

شعبہ اردو

گورنمنٹ کالج پنڈی گھیب (اٹک)

Marfat.com

Marfat.com